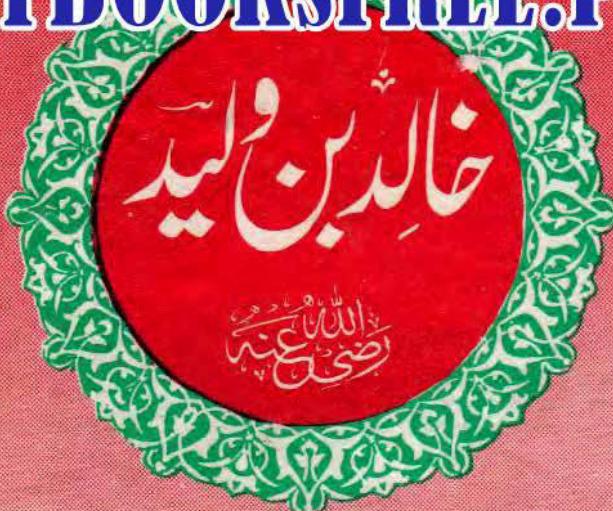


بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الَّذِينَ مَا نَسَوْا وَمَا حَرَرُوا وَمَا كَدُوا فِي سَيِّئِاتِهِ  
يَا أَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْ دَرَجَةِ عَبْدِ اللَّهِ وَأَلْيَاهُ هُرَفُ الْمُكَافِرِ

# حيات شہید اللہ

PDFBOOKSFREE.PK



ادعیہ حکیم فیض عالم صدیقی شہید اللہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الَّذِينَ هَا مَنَّا وَهَاجَرُوا وَجَاهُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
يَأْتُونَهُمْ وَآتَهُمْ أَعْظَمُ دَرَجَةٍ عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُوَ الْفَائِرُونَ

# حَيَاتُ سَيِّدِنَا اللَّهِ



أَزْقَمْ بِحَلِيمْ فَنِيزْ عَالْمْ صَدِيقِ شَهِيدِ شَهِيدِ

فَارُوقِي لَهُبِ خَانَهِ بِسِيرِونْ مُلْطَانِ

فون برس ۳۱۸۰۹

# ب جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ!

نام کتاب — خالد بن ولید

مؤلف — حکیم فیض عالم صدیقی

صفحات — ایک سو اٹھسٹھر ۱۹۸

طباعت — گودھانی پرنگ پریان

ناشر — فاروقی کتب خانہ، طان

بار — اول

سال طباعت — ۱۹۹۵ء

تعداد — گیارہ سو ۳۲

یقین — راہ روپے

# فہرست مضمایں حیات سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حالاتِ مؤلف نذرانہ عقیدت حضرت خالد کے معروف مقامات { کی فہرست -	۱ ۲ ۵ ۶	قبولِ اسلام اور حضور اکرمؐ کی حیاتِ طیبہ میں آپ کی بجاہانہ خدمات -	۱۵ تا ۲۳
آپکی زندگی کا پہلا دور (حالات قبل از اسلام)	۹ تا ۱۳	جنگِ موتہ جس میں آپ کو { سیف اللہ کا القبٹا - فتحِ کلہ میں آپ کا کردار تہامہ	۱۶ تا ۲۰
نامِ انب، قبیلہ بچپن محلیہ، تجارتی سفر بچپن کے دوست	۹ ۱۰ ۱۱	جنگِ حین تبوک اور دومتہ الجندل فتحِ نجران	۱۱ تا ۲۲
اسلام ہجرت اور جنگ بدر جنگِ احمد مذیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ خندق میں خالدؓ کا کردار	۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶	تیسرا دور خلفیہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں آپ کے بجاہانہ کارنامے -	۲۳ تا ۲۷ ۲۸ ۲۹
صلوٰتِ خدیبیہ	۱۳	ذوالقدر کے مرتدین کا خاتمہ طلو سے جنگ	۲۶
دوسرਾ دور	۱۵	دولیظیف	۲۰

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
سیدنا یزید کی پیش قدمی ۹۰۰ ہزار فوج کے ہمراہ ایک صفر	۳۱	ظفر کا معزہ ادام زمل سے جنگ	۶۷
ارک کی فتح	۷۲	مالک بن نفیرہ	۶۸
سخنہ اور قدرہ	۷۳	سیلہ کذاب	۶۹
تدمر، قریتین، حوارین، مرچ	۷۴	سبحان اور سیلہ	۷۰
راہ طریعہ -	۷۵	دربارِ نلافت میں طلبی	۷۱
سیدنا ابو عبیدہ بن جراح	۷۶	جنگِ بیمار	۷۲
بصریٰ کی فتح	۷۷	غلیظہ اولؑ کی حرbi صلاحیتیں	۷۳
دو عظیم انسانوں کی ملاقات	۷۸	مشنے ا بن حارثہ رض	۷۴
جنگِ اجنادین	۷۹	جنگِ سلام	۷۵
جنگِ مرچ الصفر	۸۰	جنگ دریا	۷۶
دمشق	۷۱	و بھر کی جنگ	۷۷
اسلامی لشکر میں فوجی نوعیت	۷۲	دریائے خون	۷۸
کی پہلی تنظیم -	۷۳	جیرا کی فتح	۷۹
بیت ہسیا کی جنگ	۷۴	ایک تاریخی طفیلہ	۸۰
تاریخ اسلام کا ایک	۷۵	جیرا کی فتح کے بعد	۸۱
زندہ جاوید کردار	۷۶	شہنشاہ فارس کے نام	۸۲
تسخیر دمشق	۷۷	حضرت خالدؓ کا خط	۸۳
ایک عاشق نامرواد	۷۸	امبار کی فتح	۸۴
جنگِ مرچ الدیباج	۷۹	صین المتر کی عیسائی خانقاہ	۸۵
پانچ پنٹے مقام پر تین بلند	۸۰	دو مرتبہ الجذل کا دوسرا واقعہ	۸۶
گردار انان -	۸۱	سیدنا خالدؓ کا حج	۸۷
	۸۲	ملکِ شام	۸۸

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۴۸	فتح کی تکمیل	۱۲۳	چوتھا دور
۱۴۹	بیت المقدس کی فتح	تا	خلیفہ شانی کا دور
	دنیا کے عظیم مکاروں کا		
۱۵۰	بے مثال سفر		
۱۵۱	بیت المقدس کی فتح کے بعد	۱۷۳	جنگ ابوالقدس
۱۵۲	حلب کا معرکہ	۱۷۵	جنگ فل
"	الطاہریہ کی فتح	۱۷۶	جنگ بیان اور فتح طبریہ
۱۵۳	دوبارہ حمص	۱۷۶	مرن الروم کی فتح
۱۵۴	طرطوس اور مرعش	۱۷۸	فتح حمص
		"	ابی قفسین سے معاہدہ
۱۵۵	پانچواں دور	۱۷۹	حنا، شیزیر، افامیر، حمص
تا	ریاست امر منٹ سے	۱۳۱	کی فتوحات۔
۱۴۵	وفات تاک	۱۷۶	جنگ یرمونک
		۱۷۸	جنگ کا دوسرا دن
		۱۷۹	تیسرا دن
			چوتھا دن
			بنی اکرم سے مشق و محبت
۱۵۵	تاریخ اسلام کا المذاہک اور		کا ایک مظاہرو۔
	حیرت ناک باب۔	۱۳۱	
۱۴۲	وفات	۱۳۲	پانچواں، چھٹا دن
"	مرقد	۱۳۶	جنگ یرمونک پر ایک نظر
		◎	

## حکیم صاحب کی دیگر کتب

- دامغ الطون ————— ۵۶/- روپے
- حقیقت مذہب شیعہ ————— ۹۰/- روپے
- اختلاف امت کا المیہ ————— ۱۰۵/- روپے
- بنات الرسول ————— ۳۶/- روپے
- القول المفتتح ————— ۲۱/- روپے
- صدقیقہ کائنات ————— ۷۲/- روپے
- حیات سیف اللہ خالد بن ولیٹز ————— ۵۱/- روپے
- مقام صاحب ابرہ زیرین
- عبد اللہ بن سباء =
- شہادت ذی النورین =

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

— الَّذِينَ آمَنُوا وَهَا جَرَوْا وَجْهَهُدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
يَأْمُونُهُمْ وَأَقْسِمُهُمْ أَعْظَمُ دَرْجَةٍ عِنْدَ اللَّهِ وَأَزْلَى تَكْهُومُ الْفَاجِرُونَ

# حَيَاتُ سَيِّدِ الْمُلْكِ



أَزْقَمْ حَلِيمْ فَيْضْ عَالِمْ صَدِيقْ شَهِيدْ مُهَمَّدْ

فَارُوقِي لَتِبْ خَانَهْ بِيَرِيتْ مُلْطَانْ

فَونْ بَيْرُوْتْ ٢١٨٠٩

# فیض عالم صد یقین

(شاسکار اسلامی انسائیکلو پیڈ یا قسط ۳۰ صفحہ ۱۲۱۸)

متاز محقق عالم دین ایل قلم اور تحریک آزادی کشیر کے نر گرم رہنسا ۱۱۸ اپریل ۱۹۱۸ کو قسپور مصنفات راجور (مقبوضہ کشیر) میں پیدا ہوئے والد کا نام قاضی دین محمد تھا جو حلاقوں کی معروف شخصیت تھے۔ ابتدائی تعلیم قسپور میں حاصل کی مزید تعلیم پنجاب میں حاصل کی۔ قرطاس و قلم سے تعلق بڑی چھوٹی عمر میں ہی ہوا تا چنانچہ اسی دوران آپ نے کشیر کے جراند چاند، حق، جاوید، پاسبان، ملت، جوہر اور الاصلاح وغیرہ میں لکھنا شروع کیا تھا۔ بعد میں یہ سلسلہ آپ کی سیاست کے باعث منقطع ہو گیا۔ ۱۹۳۶ء میں آپ فوج میں بھرتی ہوئے تھے اس دوران آپ کو مرزاست اور عیاست کا بہر پور مطالعہ کرنے کا موقعہ مل گیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ صنیع کشمود میں جو ہندوؤں کا مرکز تھا مدرس تعینات ہوئے وہاں ہندو مذہب کا پورے انسماک کے ساتھ مطالعہ کیا۔ انہی دنوں مسلم کانفرنس کے احیاء اور مسلم کاٹ کی تائید میں سینکڑوں مقالات لکھے۔ طب میں آپ نے زبردست مہارت حاصل کی۔ ۱۹۳۲ء میں اللہ آباد سے ادب کامل اور ۱۹۳۵ء میں پنجاب سے فاضل فارسی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اسی طرح طب میں بھی حکومت کی طرف سے درجہ اول کے سند یافتہ طبیب ہیں۔ تقسیم ملک کے وقت، بہترت کر کے پاکستان آگئے اور معروف کشیری رہنسا چوبدری غلام عباس کے معتقد خصوصی کی حیثیت سے کام کرنا شروع کر دیا ان کے خلوص و انسماک سے چوبدری صاحب بہت متاثر تھے۔ ان سیاسی ہنگاموں کے باو صفت دینی خدمت سے غافل نہیں رہے اور صحن توکل علی اللہ دھریالہ جاپ صنیع جمل میں ایک بڑی جامع مسجد اور ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی بعد میں آپ کو یہ قصہ چھوڑنا پڑا یہاں سے مولانا جمل کے محلہ مسٹریاں آئے اور وہاں مسجد و مدرسہ تعمیر کرایا۔

مولانا فیض حالم ایک حالم و زاید ہونے کے طلودہ ادب بھی ہیں مولانا اتحاد بین  
الملین کے بڑے خواہمند ہیں لیکن ایک معنی ہونے کے ناطے سے عظمت و مقام  
صحابہ کے شدت سے قائل ہی نہیں زبردست مسلم ہیں اسی وجہ کی بنا پر بعض دفعہ ابھی  
تحریر سلف صالحین کی روشن سے ہٹ جاتی ہے لیکن اس کے باوجود مسئلہ کو بڑے موثر  
انداز میں سمجھانے کے ماہر ہیں۔ ان کا طرز تحریر منفرد ہے اور اس میں شدت بھی پائی  
جاتی ہے تحقیق کے میدان میں انہوں نے بڑے نازک مسائل پر قدم اٹھایا ہے رواضف و  
سبائیت ان کا خصوصی موضوع ہے اس پر انہوں نے سینکڑوں مقالات لکھے ان کی  
پاقادعہ تصنیف اختلاف است کا الیہ ۱۹۲۸ء میں شائع ہوئی تھی تو گویا فکر و نظر کے  
ساکن تالاب میں تمنوج پیدا ہو گیا اور معلوم ہوا کہ ٹکرم صاحب نے جامہ تحلید کا جواہری  
گردی سے انتار دیا ہے۔ ان کی کتاب کا حصہ دوم رفض کے رد میں ہونے کی وجہ سے  
سابقہ حکومت نے ضبط کر لیا تھا۔ ان کی تصنیفات میں مقام صحابہ، واقعہ کربلا، عترت  
رسول ﷺ، شہادت ذو النورین، مکملة فہریت کے فواید غزنویہ پر ایک نظر، خلیفہ  
مروان بن الحکم، سلطان نجپور، افادات بنگش، مختصر تاریخ راجور، حقیقت مدہب شیعہ شامل  
ہیں۔



## نذر امام عقیدت

اس بطل جیل فاتح اعظم کے حضور میں جو سیکھ وقت اپنی حربی بصیر قول میں چنگیز بھی تھا اور نبیوں میں تیمور لنگ بھی تھا اور چنگیز اعظم بھی فتوحات میں سکندر اعظم بھی تھا اور فرید ک اعظم بھی اپنی ذائقہ بجا فتوح میں رستم و اسٹریلیا بھی تھا اور یونان بھی تھا اس کے جای پاد کار نئے خالص وجہ اللہ تھے ان میں کوئی امیزش تھی نہ میں اور نہ نقص، وہ جہاں سے اور جس طرف سے بھی لگدا فتوحات کے پھر ریے اُٹا تا ہوا گذا۔ اس نے جس طرف بھی رُخ کیا فتوحات، کام اپنے اور کامیابوں نے آگے بڑھ کر اس کے قدم پُھنچے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدعاجرین والنصار کے علاوہ تقریباً جتنیہ غارب کے قام اسلامی صوبوں میں اسلام کی تہراں شدت سے اٹھی جیسے کوئی طوفان بلاشیز ہو گرائے ایک طرف اسلام کے بجھے ادھر کر کر کھدیتے دوسری طرف ایران کی ہزار بساں متمدن ایرانی سلطنت کو لپٹے پاؤں تسلی روند کر کر دیا اس نے پندرہ سال کی قبیل مدت میں چھوٹی مروٹی جھوڑ پیں چھوڑ کر اکنہ لیں سے زائد عظیم جنگیں لڑیں اصرحت دکامیابی نے اس کے پاؤں پُھنچے۔

اس بھری دنیا میں سیدنا خالد سیف اللہ رضی سے پہلے اتنا عظیم فاتح ہوا تاں ”بعد میں“ وہ تائیخ عالم کا ایک زندہ و قابو نہ فاتح تھا مرتضی اللہ عنہ۔

فیض عالم صدیقی

یکم جنوری ۱۹۸۳ء۔ جہلم

ہم سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی حیات میا ر کے

کو پانچ ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں

**دھریاً قل:** اسلام قبول کرنے سے پہلے۔

حوالہ دوسری حضور خاتم المحتصوین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طبیہ میں آپ کے کارنامے۔  
تیسرا حuss خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا صدریں البر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں آپ کے مجاہدانا کارنامے۔

**چوتھا دوسرا:** خلیفہ ثانی شاہ بکار رسالت مرا محمد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں آپ کی مجاہدانا سرو شیاں۔

**پانچواں دوسرا:** مجاہدانا خدمات سے علیحدگی اور زندگی کا آخری زمانہ اور وفات  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

## وہ مقامات جہاں سید ناسیف اللہ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

### مکے مرکتے

جنگ موہر جس کی فتح پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کو سیف اللہ  
کا خطاب ملا، فتح مکہ، جنگ حنین، حاصہ طائف، حاصہ تیوک، دوست الجندل، بخراج طیبہ  
سے جنگ، بیامہ، جنگ سلاسل، جنگ دریا، جہنم و لجہ، حیرا، انبار، عین المقر، دوست الجندل  
میں دوسری جنگ، خطناک سفر، جنگ اجنادین۔ تسبیح مشق، تسبیح محض، پیروک، کاظمہ،  
بڑا خہ، ابلد، بنیان، نقرہ، مدار، پیما، مقتنا، ماہان، ایله، عمان، غزہ، بصرہ، موصل، قومر،  
بیروت، تسبیبین، شیزر، لاذقیہ، حلب، رہا، آماز، انطاکیہ، مرعش، ملطیہ،

## ابدراستہ

اس وقت مذاہب عالم کی تواریخ کے لاکھوں صفحات ہمارے سامنے کھلے پڑے ہیں ہندو ہریب کی ہماجہارت اور ہر ماں جیسی ضخیم کتب جنہیں آج مذہبی تقدس کا الاداہ اور ہر کہ پیش کیا جا رہا ہے ان میں سے اقل التکریم لور و پائٹو کی جنگ اور مونہر الذکر میں یام پندر کا راون کے لئکا پر حملہ اور لیں عیسائیوں اور یہودیوں کی تائیں سر سے سے ان بواب سے خالی ہیں۔ یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں «تو وہ تیراب جا کر لڑیں ہم تو ہیں بیٹھنے ہیں (القرآن)» لکھنے نظر آتے ہیں۔ اور عیسائی سر سے ہی اس میلان کے کنارے بھی نہ پہنچ سکے۔ ان لوگوں کے ہاتھوں بعد میں جو کچھ سر انجام ہوا وہ قرون وسطی میں اسلام کی فتوحات کا نائز تھا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد عالم اسلام میں ہمیں صرف اور صرف سیدنا خالد سیف اللہ درضی ذات نظر آتی ہے جو بزریہ نماعتب، عراق اور شام کے نقشے پر نظر ڈال کر ان مقامات کو دیکھنے سے جو سیدنا سیف اللہ کے ہاتھوں فتح ہوتے کہ ایک بھلی ہے جو شمال سے جنوب، مشرق سے مغرب، جنوب سے شمال اور مغرب سے مشرق کی طرف کو ندی نظر آتی ہے۔

ہندوؤں کے ہماجہارت میں جب ایران کے فردوسی کو کرشن کے ہاتھ میں سر شن چکر نظر آیا اور جو رہماں میں اسے ہنومان جیون بوٹی کا پہلا دکھانی میتا تو اس نے اپنی تایف خانہ میں رستم و اسفندیار اور ان کے ہفتگوان تخلیق کر کے اسلام کے جانبازوں کی فتوحات اور ان کے کارنامول کو پس نظر میں دھکیلنے کی کوششیں کیں۔ مگر اس کا اسلام کے خلاف بعض باطن مسلمانوں کی عملی زندگی کے کارنامول کو غبار الودہ کر سکا۔ البته اس کے پیش روؤں میں سے ایک فرزند مجوس نے صداقت، عدالت، شجاعت اور امامت کے شہر کا یاعظلم کو خاک و خون میں

تڑپا کرنے ستم کر دیا اور یہ وہ کے ایک بیٹھے نے اسلام کا لاداہ اور ڈر کر اسلامی نظریات میں اپنے باطن کے بیچ پے داخل کر کے اپنے دمب کا ایک ہیو لے دراش کر تھیا تی اور تصویر ان دنیا میں کئی رنگ بھرے۔

مگر کچھ عالمی دنیا اور کچھ تھیلا تی دنیا۔

حضرت امام الحصویں صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جائے کے بعد اسلام کی فتوحات کے دفعہ دو ہوتے۔

دوسراؤں سیدنا صدیق اکبرہ اور سیدنا قاروق ظلم رضا کا دور اس دور میں ہمیں سیدنا ابو علیہ وسلم کی طرح سیدنا سعید بن وقار اور سیدنا مثنی شیبانی رضہ، سیدنا حضرا بن اوزورہ سیدنا قعیاذ رضا کے اسماں گرامی عالم اسلام میں تباہ ک شاروں کی طرح نظر آتے ہیں۔ مگر ان سب میں سیدنا خالد سیف اللہ کام مقام منفرد اور یہ کتنا نظر آتا ہے وہ ایک بھلی تھی جس کی چک سے ایک عالم منہ زہرا۔

دوسراؤر سیدنا معاویہ رضہ کا دور معاویہ جس میں شادت دو الخوارین رضہ سے عالم اسلام میں جواز انفراد پیدا ہوئی تھی وہ حتم ہو کر تمام عالم اسلام ایک بھنڈڑے کے بیچ بیچ ہو کر فرواد مدن گیا۔ تیسرا دور امیر المؤمنین ولیڈ بن عبد الملک کا دور تھا۔ ولید کی جہاں بین نظاروں نے جماعت بن یوسف شفیعی جیسے مدیر، محقق، فاتح اور علوم متواتر کے صالح کو عالم اسلام کے تمام مشرقی، شمالی اور مغربی صوبوں کی گورنری پر فائز کر کے گیا ایک عظیم کارنامہ انجام دیا۔

چوتھا کا مستقر بصرہ تھا اس نے اپنے مستقر میں بیٹھے ہوئے ۔ ۱) محمد بن قاسم، موسیٰ بن نصیر اور قتیبہ بن سلم کو مشرق، مغرب اور شمال کی طرف بیجا۔

محمد بن قاسم نے مشرق میں مدائیں تک سندھ کو فتح کر کے ہندوستان میں اسلامی فتوحات کا امتداد، ہمارا کیا۔ دیسل سے بصرے کا فاصلہ تیرہ سو میل ہے عقل یہ باور کرنے سے باکری ہے کہ جماعت کو دیسل سے آٹھویں روز جنگی کا لڑواپول کی اطلاع مل جاتی تھی اور محمد بن قاسم کو اس کی بہلیات مل جاتی تھیں۔ اور یہ سلسہ ہر روز جاری رہتا تھا اسی طرح موسیٰ بن نصیر اور قتیبہ بن سلم اپنی روزانہ کا رروایتوں سے

جاج کو مطلع کرتے رہتے اداں کی بدلیات کے مطابق پیش قدی کرتے تھے۔ موئی بن نضیر نے مغرب میں مرکش تک پہنچ کر سپین کی فتح کا راستہ صاف کیا۔ اور قتیبہ بن مسلم نے چین کی سرحد تک پہنچ کر نوجوہہ روی میتوضد ریاستوں کی فتوحات کا راستہ صاف کیا۔

میں کہہ رہا تھا کہ حضرات شیخین کے دور امارت میں سیدنا خالد سیف اللہ بنی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کارہ میں الجام دیتے۔ یہ سب کچھ ایک چلتے پڑتے انسانی مٹھائیچے سے سرزد ہونا آج نا ممکن نظر آتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ ہوا اور اس تک تاریخی صفات پر اس فاتح عظیم کے کارنامے نہیں ترویج میں ثابت ہیں۔

سیدنا خالد سیف اللہ کی زندگی کے حالات اور فتوحات پر مجرّب اُغا ابراہیم الکرم نے جس کاوش، محنت، ہمت اور عینہ ریزی سے کام کیا ہے اس کے بعد کسی کے لکھنے کا کوئی کام نہیں باقی نہیں رہا۔ ان کی اصل تالیف انگلیزی میں ہے جس کا اردو میں ترجمہ عزیز زہدانی اور سید بنیادی سے کیا ہے۔ موجودہ کم فرستی کے زمانہ میں اس قدر ضریبم کتاب کام طالعہ کاروباری اور صدورت ترین زندگیوں میں تقریباً ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس تہجدان نے چاہا کہ سیدنا خالد سیف اللہ کی زندگی اور فتوحات کے حالات مختصر سے مختصر صورت میں پیش کرنے کی کوشش کروں۔ تاکہ عدم الفرضت اصحاب بھی اس میں اسلام اور فاتح عظیم رہ کی زندگی کے حالات سے کسی حد تک واقف ہو سکیں۔



## پہلا دور

### سیف اللہ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

**سب** | ہاپ کا نام الولید تھا جو مکہ میں اپنی امارت، وجہات اور سخاوت کی وجہ سے الوحد  
کے نام سے پہلا باتا تھا۔ ولید بن المفریہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، مخزوم کے نام  
سے یہ قبیلہ مخزومی کہلایا۔ مخزوم یقظہ کا بیٹا تھا۔ یقظہ اور کلب جو مرہ کے بیٹے تھے۔ یہاں پہنچ کر  
سینا خالد رضی کا شہرہ نسب حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شجوہ سے مل جاتے ہے۔

**پچھن** | عرب کے کھلتے پیٹے گھروں کے بچوں کی طرح سینا خالد رضی کا بچپن بھی صحراوی ماہول  
میں گزارا۔ بچپن ہی چمپک کا حملہ ہوا۔ آپ کے چہرہ پر چمپک کے دلوں کے چند شان تھے  
جو بجلتے پڑنے والی کو خوبصورت نظر اتاتے تھے۔ سینا خالد رضی کو اپنے ہاپ کی خصوصیات یعنی جرات،  
جنگی ہمارت، جفاکشی اور سخاوت درستہ میں ملی تھیں۔ انہیں اپنے اسلام پر بڑا ناز تھا۔

**قریش میں بنو مخزوم کا مقام** | قریش بھکر لے اپنے مختلف قبائل کے پردختفت کام کر  
رکھتے تھے۔ بنو مخزوم کے پردہ تمدن سے جنگ کے وقت  
قریش کے دستوں کی قیادت تھی۔ اس لئے اس خاندان کے لوگ محابات کی تیاری سامان بینگ کی  
فرائیں، لکھڑوں کی پرورش اور مجہادشی میں خصوصی امتیاز کے حامل تھے۔ سینا خالد رضی نے اسی  
ماہول ہیں عنفوں شباب کا زمانہ گدلا۔

**پچھن کا ایک واقعہ** | دس گیاہ سال کی عزیں ایک فوجی میلہ میں سینا فاروق اعظم رضی  
کے ساتھ اپنے کشتی لڑی جس میں سینا فاروق اعظم رضی کی ٹانگ  
لوٹ گئی۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سینا فاروق اعظم رضی سیاسی شجاع، بہادر، نذر اور بیلوان  
ہی اپنے کی نکر کا انسان تھا۔

پہلوانی کے علاوہ نیڑہ، برچھی، تیراندازی، شمشیر اُغْنیٰ میں آپ آغاز جوانی میں ایک بیش مقام حاصل کر چکے تھے۔

**حُلَيْبَه** پھرے پر چچک کے ہلکے ہلکے نشان، قد چھوٹ سے بھی نکلتا ہوا۔ شانے کشادہ سینہ پھیلا ہوا، بازوں بیسے، لارجی گنجان، مضبوط اور موزوں جسم کی وجہ مکر بھر میں ایک موزوں تین شخصیت کے طور پر بیجا نے جاتے تھے۔

**الولید کی اولاد** ہائج بیٹے تھے، عالد، ولید اپنے باپ کا نام، هشام، عمارہ اور عبد الحسن دو بیٹیاں تھیں فاختہ اور فاطمہ۔

**تجاری اسفار** الولید نکہ کا ایک مالدار ترین ادمی تھا، کامیاب تاجر تھا اور غلاموں کے ذریعے تجارت کرتا تھا اگر سیدنا خالد بن جب جہاں ہوتے تو اپ کی تجارت کا تمام کام خود سنبھال لیا۔ تجارت سلطنت میں سیدنا خالد بن جب نے شام، غسان کے عیسائیوں ملائن کے پارسیوں قبطیوں اور بزنطینی رومیوں سے کئی بار لفاقتیں کیں۔ اور ان کے حالات و حقائق سے واقعیت حاصل کی۔

**بچپن کے دوست** عمر بن الخطاب جو اگے پل کر خلیفہ دوام شہ کاری رسالت عرفاروق اعظم رہ جوئے عمر بن العاص جو اگے پل کر عرب کے مدبر اعظم اور فاتح مصر ہوئے، عروں ہشام جو اپ کا پچھا بھائی تھا اور ابا الحکم کے نام سے مشورہ تھا۔ جسے تاریخ میں ابو جبل کا خطاب بتانا تھا۔ الولید کا بیٹا سیدنا عکبر مردہ بھی آپ کے احباب میں سے تھا۔

**اسلام** حضور خاتم النبیین والمعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف اوری کے وقت

جزیرہ نما عرب کی بوجوالات تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالس سال اس ماحل میں گزارے سیدنا صدیق اکبر بن عمر میں حضور اکرم ﷺ سے کم و بیش دو سال جب تھے۔ ہمیں سیرت اور تواریخ کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدیق اکبرؒ کے ساتھ بچپن سے تعلقات تھے۔ غارہ میں جب اجرائی امین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شرف میتوں

واعجزی سے شادکام فرمایا اور آپ اپنے خانہ اقدس میں تشریف لاتے قوام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ الکبریؓ رضا اپنے محبوب شوہر سے تمام کیفیت سن کر مشرف بہاسلام ہو گئی۔ دوسرے روز خانہ اقدس سے باہر نکلے تو صدقیت اکبرؓ نظر آتے ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے فوراً آپ کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اور صدقیت اکبرؓ کی تبلیغ سے جنہوں نے پاکیزہ رو جو تھے اسلام کی دعوت پر بیک ہی حضرت خالد سیف اللہؓ کی عراس وقت چوبیں سال بھی۔ اور یہ آواز جب مکہ کے گلی کوپوں میں گنجی تو قربیش مکہ نے کعبہ کی مجاوری کی وجہ سے اپنی آمدیں میں کھنڈت دیکھی تو مخالفت پر ارت آتے ملی زندگیوں کا تیرہ سالہ دور مسلمانوں کے لئے ایک قہر، غلام، آشد، مخالفت اور سختی کا دور تھا۔

یہاں تک کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عجوب دادا سیدنا ذوالخواریؓ اپنی بیوی سیده وقاریؓ بنت رسول اللہؓ کو ہمراہ لے کر جنہی مسلمانوں کے ہمراہ جب شہ کو ہجرت فراہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ کی زندگی میں مسلمان، کفار مکہ کی جس بیرونیت، علم، شقاوتوں کا نشانہ بنتے رہے تاریخِ عالم میں اس کی مثال ملتا ناممکنات میں سے ہے۔

**ہجرت** [آخر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحکم الہی سیدنا صدقیت اکبرؓ کو ہمراہ لے کر میں دوپر کے وقت جب لوگ اپنے گھروں میں محاکم تھے عازم مدینہ ہوئے۔

**پدر** [ہجرت بیویؓ کے بعد ابوسفیان ایک تجارتی قافلہ کی قیادت کرتے ہوئے شامستے واپس لوٹ رہے تھے کہ انہیں مدینہ کے مسلمانوں کے چند کی خبر ملی انہوں نے کہ میں ایک پیغام برپھیا۔ پیغام ملنے پر ابو جہل وغیرہ ایک ہزار کا لشکر لے کر عازم مدینہ ہوا۔ قافلہ تو چکر کر مکہ پہنچ گیا مگر مدینہ کے ۳۷ نئے مسلمانوں کے ساتھ مکہ کے ایک ہزار مسلح کا فول بھا بدر کے مقام پر مکڑا ہوا۔ ستر کا فرقل ہوئے۔ ستر قید ہو گئے۔ ابو جہل، عتبہ، شیبہ جیسے سردار قتل ہو گئے اور جنریؓ عرب کے لوگوں کے لئے ایک عجیب جنگ تھی سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کا بھائی ولید بھی گرفتار ہو گیا۔

**اُحد** اکفرو اسلام کا یہ دوسرا مرکہ تھا۔ کفار مکہ کو پدر میں جس بزمیت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اس نے ان کے دلوں میں انتقام کی الگ شعلہ زن کر دی تھی۔ مکہ کی سرداری اُنمی سردار ابوسفیان کے سرخی۔ پدر کا تمام ماں غنیمت تھی جنگ کیلئے وقف کر دیا گیا اور یعنی نہار کا شکر لے کر ابوسفیان عازم مدینہ ہوا۔ اور یہ شکر اُحد کے مقام تک پہنچ گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عقب کی پہاڑی پر پچاس صحابہ رضی کا ایک دستہ حفاظت کے لیے معین فرمایا۔ جنگ شروع ہوتی تو کفار کہ جہاگ نکلے۔ عقب کے جس درے کی حفاظت کے لئے پچاس سے عجابرین کو تعینات فرمایا گیا ان میں چند لاک نے جب کفار مکہ کو بدلگتے دیکھا تو وہ درہ چوڑ کر کنار کے کمپ میں پہنچ گئے۔

سیدنا خالد سیعیت اللہ جو اس وقت شکر کفار کے رسلے کے سالاٹھے اپنی جنگی بصیرت اور فطری شجاعت کو بروئے کار لاتے ہوئے اسی درہ کے راستے مسلمانوں پر حملہ آور ہو گئے مسلمانوں میں افرافری پھیل گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی چشمِ رحم پہنچا۔ ستر مسلمان شیدر ہوتے مگر کفار اس کامیابی کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتے اور خود یہ میلان چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بھیر بن مطعم کے غلام وہشی کے ہاتھوں شیدر ہو کر سید الشہداء بن گئے۔ **النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** مسلمانان مکہ آہستہ آہستہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچ رہے تھے مدنیتہ یہی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے اصل باشندے جو تاریخوں میں انصار کے نامے زندہ جاوید بن گئے اوس اور خزر رج کی دو شاخوں میں بٹے ہوتے تھے۔ مگر یہ لوگ کاشکار نہ تھے۔ دولت کے سرچشمے یعنی تجارت، صنعت و حرفت، زرگری، اسلام سازی کی اجادہ حاری ہیودیوں کے باخھ میں تھی یہ لوگ بنو نصیر، بنو قینقاع اور بنو قرطیہ نام کی تین شاخوں میں بٹے ہوتے تھے۔ ان کا پینادی پیشہ سودی کاربار کا تھا۔

مسلمانوں کی اُند سے انصار کی دونوں شاخیں متحد ہو کر مہاجرین سے یک جان ہو گئیں اور ہیود کی سودی اجادہ داری ختم ہو گئی۔ وہ بدر اور اُحد کے مقام پر قریش نکہ کو پہنچتے

ہوتے دیکھ پڑے تھے۔ انہوں نے ایک خاص سکیم کے تحت کفار مکہ سے رابطہ قائم کر کے انہیں مدینہ کے مسلمانوں پر حملہ کرنے کیلئے اسایا۔

قریش مکہ احمد کی شکست کے بعد اپنے طور پر فیصلہ کر پڑے تھے کہ تم اب کبھی بھی مسلمانوں سے نہیں الجھیں گے۔ مکہ کا سردار ابوسفیان تو بالکل کسی نتی جنگ کیلئے تیار نہیں تھا۔ پھر اس کی بیٹی۔ سیدۃ نساء العالمین سیدہ ام جبیۃ کوام المؤمنین ہونے کا شرف حاصل ہو چکا۔ بحیرت کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے ایک معاہدہ کیا تھا کہ اگر کوئی دشمن مدینہ پر حملہ آور ہو گا تو ہم مل کر اس کے خلاف جنگ کریں گے مگر بدرواحمدیں کسی یہودی قبیلے نے مسلمانوں کا ساتھ نہ دیا۔ سب سے پہلے بنو قینقاع کی سازشوں کا علم ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینہ سے نکال دیا۔ پھر بنو قینقاع کی جنگ احمدیں درپرداہ کفار مکہ کا ساتھ دیا تو انہیں بھی شرپدر کر دیا گیا۔ ان قبائل نے قریش مکہ کو مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے اسایا اور اور انہر ابوسفیان کی سرکردگی میں عرب بھر کا دس ہزار بقول بعض کے تیس ہزار کا شکم مدینہ کی طرف پر طھر دوڑا۔

ان سطور سے بتانا صرف یہ مقصود ہے کہ لشکر کفار کے سالار اعظم تو ابوسفیان تھے مگر علاوہ تمام لشکر کی باگ ڈور سینتا غالہ سیف اللہ خالد عکبرہ اور صفویان کے ہاتھوں میں تھی۔ ایک روز اچانک شدید طوفان اور لندھی آئی۔ قریش اس آندھی سے گھبرا لئے اور ان کا یہ لشکر چار بیٹھے خندق سے سرچھوڑتا واپس لوٹ گیا۔

**جنگ خندق سیف اللہ خالد رضا کا کردار** [چونکہ خندق عبور کرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی کہ ایک دن سینتا غالہ کو خندق عبور کرنے کی ایک عجیب تجویز سوچی۔ انہوں نے پہلے خندق عبور کرنے کے لئے حملہ کیا مگر جب مسلمانوں کی مدافعت سرفوشی سے کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو بظاہر اس طرح واپس لئے کہ اب حملہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ جب انہیں یقین ہو گیا کہ مسلمان بے خبر ہو گئے ہیں

تو اپنی کپڑت کر حملہ کر دیا۔ پہاں تک کہ پندرہ قریشی خندق عبور کرنے پر قادر ہو گئے۔ بگر سماں نے دوارہ حملہ کر کے سیدنا غالدارؑ کی یہ سیکھ ناکام بنادی۔

## صلح حدیبیہ

حضرت خاتم الموصیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہیے تھے کہ مظلوم ہی پیغام کر عمرہ ادا کریے اپنے چودہ سو جان شادوں کو لے کر مدینہ سے عازم تھے ہوتے۔ قریش مکہ کو علم ہوا تو وہ پڑے سٹ پڑا تھا۔ انہوں نے سیف اللہ خالدؑ کو تین سو سواروں کے کراستہ رمنے کے لئے بھیجا۔ سیف اللہ خالد کراں انیم کے دارے میں پہنچ گئے۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیس سواروں کا ایک دستہ خالدؑ کو الجملہ کیلئے بھیج دیا اور غود دوسرے راستے سے حدیبیہ کے مقام پر پہنچ گئے۔

## دوسرا دور

**قبول اسلام اور حضور اکرم کی حیات طبیعت میں آپ کی مجاہدات**

صلح حدیبیہ کے بعد سیدنا خالد سیف اللہ جو ایک دہی جگہ تھے اس بات پر غور کرنے لگے کہ آج تک مسلمانوں سے جن قدر جنگلیں ہوتی ہیں ان سب میں باوجود عدوی عسکرت کے بھیں ہے درپے کیوں شکستوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اب ان کے ذہن میں ایک خاص تبدیلی روئما ہو چکی تھی۔

عمرۃ القضا کے بعد آپ کے ذہن میں اپنے ایامی مذہب پر شک ہونے لگا اور جب انہوں نے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا مضم ارادہ کر لیا تو اپنے رفتق خاص عکرمہ اور چند دوسرے دوستوں سے اس ایادے کا اٹھا کریا عکرمہ سن کر سکتے ہیں آگئے۔ وہ رشتہ میں خالد رش کے ہتھیجے تھے۔ بات سردار مکہ ابوسفیان تک پہنچی۔ طویل گفتگو ہوتی۔ مگر خالد رز اپنے ایادہ پر ڈھٹے رہے اور آخر ایک روز اپنی زردہ اور سیحصار لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر عازم مدینہ ہو گئے۔ راستے میں سینا عسرہ بن العاص رہ اور عثمان بن طلحہ رضے سے ملاقات ہوتی۔ وہ دونوں بھی قبول اسلام کے لئے تک رسے روانہ ہوتے تھے۔ آخر تین اصحاب پر مشتمل یہ پاکیزہ صفات اصحاب کا قافہ ۳۱۴ میتھ ۶۲۹ میں صفر

۸۔ بھری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر شرف بالسلام ہوا۔  
سیدۃ نساء العالمین ام المؤمنین سیدہ نبیوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیف اللہ خالد رز کی خالدیں اس لمحاظ سے آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوٹ و خلوٹ میں حاضری کے تمام مواعظ حاصل تھے۔ یہ مرتبہ بلند ملاجس کوں گی۔

سیدنا خالد رضا ب سیف اللہ بن گتے

## جنگ موتہ

سیدنا خالد رضا کو اسلام لئے تین بیٹے ہو چکے تھے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی زمانہ میں مختلف حکمرانوں کو تبلیغی خطوط لکھے۔ ایک سفیر بصری کے غسان حاکم کی طرف بھیجا۔ جب سفیر موتہ کے مقام پر پہنچا تو وہاں کے سردار شرحبیل بن غوثے سفیر کو قتل کروادیا۔ دستور کے مطابق شرحبیل کا یہ بہت بڑا جرم تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ غسان سے بدلتے لینے کے لئے ایک لشکر ترتیب دیا۔ اور سالاری کے لئے زید بن حارثہ رضہ کو منتخب فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر زید رضہ شہید ہو جائے تو جعفر بن ابی طالبؑ فوج کی کمان سنبھال لے اور اگر جعفر رضہ بھی شہید ہو جائے عبداللہ بن رواہؑ لشکر کی قیادت کرے۔ اور اگر وہ بھی شہید ہو جائے تو مسلمان اپنے میں سے جسے مودوں تھیں اپنے سردار بنا لیں اس لشکر میں سیف اللہ خالد ایک عام رضا کار کی حالت میں شامل تھے اور لشکر کی تعداد تین ہزار تھی۔ مسلمانوں کا یہ لشکر جب معان کے مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ ہر قل شہنشاہ یوم نے موتہ کے مقام پر ایک لاکھ کا لشکر فراہم کر رکھا ہے مسلمان بلقا سے مقام تک پہنچ گئے۔ مگر عیسیٰ تک لشکر کا ٹھیڈی دل دیکھ کر موتہ کو اپنا ہیڈی کو ادا رکھا۔ یہ ستمبر ۶۲۹ء مطابق جمادی الاول ۷۳ھ کے تیرے ہفتہ کا واقعہ ہے۔ جنگ شروع ہوئی۔ سالار لشکر سیدنا زید رضا جھنڈا اٹھلتے سب سے آگے تھے اور پہلے پہنچے ہی شہید ہو گئے۔ اب جھنڈا سیدنا جعفر رضہ نے سنبھالا اگر وہ بھی اعلیٰ علیئن کو سد بار کئے۔ اب باری عبد اللہ بن رواہؑ کی تھی مگر وہ بھی جان ہار گئے یہ دیکھ کر مسلمانوں کی صفائی درہم برہم ہو گئی۔ سیدنا عبد اللہ رضا کی شہادت کے بعد ثابت بن اقرم رضہ نے جھنڈا سنبھالا۔ اور بات آدھا ٹھیڈی کا ماہکہ مسلمانوں اپنے میں سے کسی کو فرار اسرار دار منتخب کر لے۔

اچانک سیدنا ثابتؑ کی نظر سیف اللہ خالد رضی پر پڑی۔ اور جلاکر کہا مسلمانوں تم میں خالدؑ جیسا شجاع اور بار موجود ہے اب یہی تمہارا قائد ہو گا۔ سیدنا خالدؑ کے دہم و گمان میں بھی یہ بات تھی کہ یہ عظیم المرتبت صحابی مجھ جیسے نو مسلم کو اپنا سالار بنایاں گے۔ مگر یہ سعادت روز است سے ہی اپنے کے مقصد کا حصہ بن چکی تھی اپنے اگے بڑھ کر جتنی اس بحال لیا مگر اسلامی فوج کی حالت اب بگڑھ کی تھی سیدنا سیف اللہ خالدؑ نے اول اسلامی لشکر کو ایک قلعہ کی صورت دے کر عسیائیوں کے چللوں کو روکا۔ اور دوسرے مرحلہ میں ان پر چکرا اور لڑ انداز سے اگے بڑھے۔ سیدنا قطب الدین کے باختہ سے مشہور عیسائی سردار مالک قتل ہو گیا۔ سیدنا خالدؑ کے باختہ میں نوتواہیں ٹوٹ چکی تھیں اور اب ان کے باختہ میں دسویں تلوار تھی۔ اور ہر ہنگامہ کارزار کو گرم خفا اور اہم مسجد نبوی ہیں خصوصاً کرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فراہم کرنے صاحبہ رض کے سامنے بیان فراہم ہے تھے، تیز رونہ شہید ہو گیا اب جعفر رض سالار لشکر ہے لواب وہ بھی شہید ہو گیا اور اب عبد اللہ بن رواحہ رض قائد لشکر ہے۔ پھر فرمایا اب وہ بھی شہید ہو گیا اور مسلمانوں نے اللہ کی تلمذ کو اپنا سالار پن لیا ہے۔

بچہ فرمایا۔ — اب اللہ تعالیٰ نے خالد رضا کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا ہے (بچاری) اس مقام پر ان کم علم موڑیں یا متصب ذہن کے سیرت نویسین کی عقل کا مامن کرنے کو بھی پاہتا ہے جنہیں سیدنا خالد رضا کی فتوحات اور کام انہیں سے خدا واسطے کا بیرہے۔ وہ سیدنا خالد رضا کی موت کے مقام پر فتح سے انکار تو نہ کر سکے مگر یہ بچہ لگانے سے باز نہ آسکے کہ خالد رضا کا میانی سے مسلمان شکر کو بچا کر دشمنوں سے بکال لائے۔

فتح مکہ میں سیدنا خالد سیف اللہ کا کردار

صلح حدیبیہ کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ عرب کے جو قبائل چاہیں وہ مسلمانوں کے حلفیت بن سکتے ہیں اور جو قبائل چاہیں فرشتہ مذکور کے حلفیت بن سکتے ہیں کہ کام مشہور قبیلہ

بتوخرا احمد مسلمانوں کا حلیف بن گیا اور بنوبکر کا قبیدہ قریش مکہ کا حلیف بن گیا۔ مگر بنوبکر نے قریش مکہ کی مدد سے معابدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بتوخرا صبرہ حملہ کروایا۔ بہلائیک کہ حرم کعبہ میں پناہ لینے والوں کو سمجھی امان نہ دی۔ بتوخرا احمد کے چند افراد نے چھپتے چھپاتے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ پہنچ کر اپنی درخواست داشت اس تی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیثیہ کی شرط کے مطابق بنوبکر سے استقامہ لینا ضروری خیال کیا۔ سرطانک ابوسفیان کو حرب اسیات کا علم ہٹا تو وہ مدینہ پہنچا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے سے پہلے چند جملے القدر صاحبہ کرام رہ کر پاس پہنچا۔ مگر سب نے سرد ہمہ کی اطمینانی اپنی بیٹی سیدۃ نساء العالمین ام المؤمنین سیدہ ام جیبہ رہنگے ہاں پہنچا۔ مگر انہوں نے بھی توجہ تے فرمائی۔ اخروفہ ہر طرف سے نامیدہ ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت افسوس میں حاضر ہوا۔ اور معابرہ کی تجدید کے متعلق عرض کیا مگر انہی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اب وہ نامیدہ ہو کر مکہ لوٹ گیا۔ اس کی واپسی کے چند دن بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوجی کارروائی کے لئے فوجی تیاری کا حکم دیا۔

مدینہ منورہ سے اسلامی فوج یعنی جنوبی ۶۳۰۔ مطابق ۱۰ رمضان، ہجری کو روانہ ہوئی۔ اسلامی فوج کی تعداد دس ہزار تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنپکے مقام پر پہنچ کر اسلام قبول کر لیا۔ سرطانک ابوسفیان کو اسلامی لشکر کی آمد کی خبر می توڑھی مکہ سے روانہ ہو گیا۔ لشکر کے مقام پر سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی۔ اور وہ ابوسفیان کو ہمہ لے کر ہاپیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور سیدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اسلام قبول کر لیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سرطانک کے اسلام لئے سے بڑے نوش ہوتے اور اپنے لشکر کو فرمایا کہ مکہ میں داخل کے وقت جو شخص خانہ کعبہ میسے یا ابوسفیان کے گھر میں پناہ لگزیں ہوں یا پناہ دعاوازہ یعنی کہ لے اسی سے کوئی تعریض نہ کیا جائے۔ اب تک میں داخل کیلئے سچا جیش تیار کتے۔ سب سے بڑے سعد بن مکہ سیدنا ابو عبیدہ رضی کو

قیادت سپر کی دوسرے دستے کو سیدنا ناصرہ رضیٰ تیرے دستے کو سیدنا علی رحمہ اور چوتھے دستے کو سیف اللہ خالدہ رضیٰ کی قیادت میں مختلف اطراف سے مکریں داخل ہوتے کا ارشاد فرمایا۔ باقی دستے تو بغیر کسی رکاوٹ کے خانہ کعبہ تک پہنچ گئے مگر سیدنا خالد سیف اللہ جس راستے سے شہر میں داخل ہوتے اس راستے میں سیدنا خالد سیف اللہ کے بھتیجے عکرہ اور ان کے بہنوں صفوان خدا امیر کے مقام پر سڑاہ ہوتے۔ سیدنا خالد سیف اللہ کے لئے یہ ایک عجیب تجوہ ہے کہ ان کے مقابل ایک ان کا عزیز ترین دست اور بھتیجا عکرہ ہے اور دوسرا ان کی سگی ہیں فاختہ کا شوہر صفوان ہے۔ عکرہ مساود صفوان کے دل میں شاید یہ خیال بھی ہو کہ خالدہ رضیٰ ہمارے ثلاث ارشنے سے اختراکریں گے مگر آپ نے تمام دستیوں اور رشتہ داریوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ان پر حملہ کر دیا۔ اس بھڑپ میں عکرہ اور صفوان تو بھاگ نکلے۔ مگر یارہ کافر مبارکے گئے اور دو مسلمان شہید ہوتے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس روز اوثنی پر سوار تھے۔ اور آپ کے پیچے آپ کے نواسے سیدنا علی بن سیدنا ابی العاص رضیٰ عنہ خضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بیٹی سیدہ زینب صلات اللہ علیہما کے لخت بھر تھے۔ جب کعبہ میں داخل ہوتے تو آپ کے دست مبارک میں ایک چھتری تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، زبان اقدس سے جاءہ الحق و ذریعۃ الباطل کے کلمات فرماتے اور چھڑی سے بتعلیٰ کی طرف اشارہ فرماتے جاتے اور بت گرتے جاتے۔ کعبہ کی دیواروں پر جو تصاویر تھیں ان کے مٹلنے کے لئے اپنے محبوب نواسے سیدنا علی رضیٰ کو اپنے دوش مبارک پر سوار کر کے ان کے دست مبارک سے تصویریں صاف کرایں۔

خانہ کعبہ کے صحن میں تمام منادیوں کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے منتظر تھے ماتحتی کے تمام واقعات ان کی نظرتوں کے سامنے تھے۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کو معاف فرمایا۔ صرف تین مردوں اور دو حورتوں کو قتل کرنے کا ارشاد فرمایا۔ خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کرنے کے بعد حکم کے مضائقات سے بتوں کو توڑنے کا ارشاد فرمایا۔ سیدنا سیف اللہ خالدہ رضیٰ کو خلہ کے

اہم ترین بت خانہ کو عزی کی دیلوی سے پاک کرنے کیلئے بھیجا۔ وہ ۳۰ سواروں کے ہمراہ  
خندک پہنچا۔ اور عزی کے بت کو توڑ کر وادی خندک کوبت پرسی سے پاک کیا۔  
وادی خندک کے بعد سیدنا سیف اللہ خالد رضی کو ۳۵۰ سوار دستے کی قیادت پر  
تمہارہ مامور فوجا کر مکہ کے جنوبی میں تہامہ کی طرف بھیجا۔ وہاں کے قبائل کے ہاتھوں  
سیدنا خالد سیف اللہ کے چابیں المغروق قتل ہوتے تھے۔ مگر ان لوگوں نے ہتھیار ڈال کر اسلام  
قبول کر لیا۔ مگر آپ کے ہاتھوں چند افراد قتل ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس  
واعظہ کا علم ہوا تو سیدنا خالد سیف اللہ نے باپر پس فرما تی۔ جواب میں آپ نے عرض کیا۔  
یا رسول اللہ وہ لوگ دل سے اسلام نہیں لاتے تھے۔ مگر بعد میں اپنی غلطی کا اساس ہوا اور حضور  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا جون بہاد کرنے کا ارشاد فرمایا اور سیدنا خالد سیف اللہ پشمی شرعاً  
کو معاف فرمادیا۔

## جنگِ حنین

فتح مکہ کے بعد ہوا زان اور ثقیف کے قبائل نے باہم مل کر اسلامی فتوحات کے پڑھتے ہوئے  
سیلا بس کے خطرے کے پیش نظر مشورہ کر کے مکہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ ادھر مکہ میں حضور اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم اسیات کا ارادہ فرار ہے تھے کہ مکہ کے مصنفاً قاتی علاقوں میں یعنی اسلام کی آزاد  
پہنچائی جلتے۔ بیک وقت دونوں اطراف سے افواج روانہ ہوئیں ہوازن اور ثقیف قبائل نے  
پیش قدم کر کے حنین کی وادی کے دونوں طرف پہاڑیوں کی کمین گاہوں میں اپنے تیر انداز بھٹا  
دیتے مکہ سے جو لشکر روانہ ہوا اس میں دو ہزار نو مسلم بھی تھے۔ مکہ سے روانہ ہونے والے لشکر کے  
ہر اول میں بنو سلیم کے سات سو ایکتوں کا دستہ تھا جن کی قیادت سیدنا خالد سیف اللہ رضی کر  
رہے تھے۔ ۳۱ جنوری ہر سالانوں نے حنین کی وادی میں پہنچ کر اپنا پڑا ڈالا۔ دوسرا روز لشکر  
روانہ ہوا۔ خبروں کے مطابق یہ مقابلہ او طاس کے میدان میں ہونا تھا۔ مگر مسلمانوں کا لشکر

جب حنین کی وادی کے تنگ حصے میں پہنچا تو دونوں طرف سے آں پر تیروں کی بارش شروع ہو گئی۔ گھات میں بیٹھے ہوئے دشمن کے تیروں کی زد میں آنسے والا پہلا شخص سیدنا خالد سیف اللہ عنی اللہ عنہ تھا۔ سیدنا خالد سیف اللہ عنہ نے بار بار پکار کر کہا کہ جنم کر مقابلہ کرو لیکن اس افراد فری کے عالم میں کسی نے ان کی پکارنے سنی۔ وہ اپنے مقام پر ڈلتے رہے مگر بڑی طرح رخی ہو کر اسی ریلے میں بہ رکتے۔ مگر شدید زخموں کی وجہ سے اپنے گھوڑے سے بے ہوش ہو کر گھر پر پے بنو سلیم کا یہ جھگٹا ہوا ریلا جب واپس ہو رہا تھا تو مسلمانوں نے یہ مجھا کہ کوئی بہت بڑی آفت آگئی ہے۔ کہ کے نو مسلموں نے جب یہ کیفیت دیکھی تو وہ بھی جھگٹا نکلے چونکہ وہ تمام شکر میں ملے ہوتے تھے اس لئے بھگدڑ کی کیفیت پسیدا ہو گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس روز سفید خچرخہ سے تھا اور خچر کا لکھام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چڑا زاد ابوسفیان بن نوقل کے ہاتھ میں تھا۔ ابوسفیان کے علاوہ اپنے رکاب میں اس وقت صرف تو صحابہ کرام نہ رکتے تھے جن میں ابو بکر رضی اللہ عنہ عمر رضہ، عباس رضہ، اور علی رضہ بھی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلند آزاد سے فرار ہے تھے۔

”مَنِ اللَّهُ كَارِبُولَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ الْمُوْلَى“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گروہ کے ساتھ دایتیں طرف ہٹ کر ایک چنان پرچھٹہ کئے چنگاً دی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھتے مسخر صحابہ نے انہیں پاپ کر دیا حضور اکرم کے ارشاد مطابق سیدنا عباس رضہ نے مسلمانوں کو کھارنا شروع کیا تو کھرے ہوئے مسلمان بحق درجن ق خدمت اتفکر ہیں حاضر ہونا شروع ہو گئے۔ جوان کے جملے کا ازدواج ہوتا گیا۔ اور ان کے دو پیلوں کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوتے دیکھا تو فرمایا۔

اَنَا بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ  
اَنَا بْنُ اَكْنَبِ

کفار کے سالار مالک نے جس بیٹگی فراست سے یہ تصویرہ بنایا تھا اب اسے اس کی ناکامی کے آثار نظر آرے ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوانی محلے کیلئے ایک رسالہ ترتیب دے کر اس

لی قیادت سیدنا زیرینہ کے پردکی۔ اس جوابی حملہ تک خالد رزم جہاں گئے تھے بے ہوش پڑے رہے۔ کفار بھاگ نکلے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر پہنچے جہاں سیدنا خالد سیف اللہ رزم بے ہوش پڑے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رخموں پر چونکا اور انہوں نے یوں محسوس کیا کہ وہ پھر طاقتور اور بڑائی کے قابل ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے جلد ہی بنو سیم کو کجا کر لیا اور سیدنا زیرینہ کے سواستے کے ساتھ شامل ہو گئے۔ سیدنا زیرینہ عن العوام نے پوری ولادی کو کفار سے خالی کر لیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے دستے کی قیادت ابو عامرۃ کے پردکر کے انہیں اطلاس کی جانب پہنچا۔ مگر وہ نو آدمیوں کو قتل کرنے کے بعد شدید ہو گئے اور قیادت ان کے بھائی ابو شے نے سنبھال لی۔ انہوں نے ہزاران کا اڈہ کفار سے خالی کرالیا۔

یہ پہلا موقع تھا کہ سیدنا خالد سیف اللہ رزم شمن کے ناگاہ محلے کی زدیں آگئے آئندہ کے لئے انہوں نے تہییہ کر لیا کہ کسی موقع پر بے خبری میں محلے کا شکاریوں ہوں گے۔ سیدنا ابوسفیان نے اس معزکہ میں بڑی جولات ایجادی سے کفار کا مقابلہ کیا۔ جتنی کہ ان کی لیک اٹکھا اس جنگ کی تذریج ہو گئی۔

## تبوک اور دو مہہ الجندل

سُنْهُ مُوسَمٌ كُرِيَّا مِنْ يَوْمِ اِنْتِلَاقِ الْمُدِينَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ شُرُوعٌ هُوَ مِنْ كَرْمِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
بِحَارِي فَوْجِينِ جَمِيعٍ كَرْنَى شُرُوعٌ كَرْدِيَّا مِنْ۔ اور انہوں نے اپنے ہر اقل دستے اردن میں داخل کر دیتے ہیں اور ہر قل خود حصہ میں پہنچ چکا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سن کر مسلمانوں کو اگے بڑھ کر عیاشیوں کے ٹکڑوں کیلئے تیاری کا حکم دیا۔ اور چندہ کی فراہمی کا ارشاد فرمایا۔ یہی وہ موقع تھا جب سیدنا صدیق اکبر رضے نے ہر کا قائم سامان لا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سیدنا فاروق رضے

نے اپنا ادھار اور سیدنا فاطمہ زینت ایک ہزار اونٹ معاشران کے اور طلاقی سکوں سے  
بھری ہوتی تھیں پیش کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سکوں کو اپنے مقدس ہاتھوں میں<sup>۱</sup>  
اچھلتے ہوتے فرماتے جا رہے تھے کہ آج سے بعد عثمان رہ کا کوئی فعل اسے منزہ نہیں پہنچائے گا  
وسطِ الکتبہ ۶۲۰ء مطابق رجب سنت حادیہ صلی اللہ علیہ وسلم عوامل اور تسبیح ہزار  
پیادوں پر مشتمل عالم تیک ہوا۔ اس علاقہ کے مشہور مقلات لیلہ، بجرہ، افرخ اور مقتنہ کے  
حکراؤں نے بجزیرہ دینے کا وعدہ کر کے اطاعت کا اقرار کیا۔ مگر تیک سے کچھ اگے دوست الجنل کے  
عیانی حکمران اکیدین بالک نے کچھ پرواہ نہ کی۔

حضور خاتم المصطفیٰ نے اس کی سرکوبی کیلئے سیدنا خالد سیف اللہ عنہ کو جہاد و مجاہد  
کا دستہ سے کہاں کی طرف بھیجا۔ اکیداً اس وقت شکاریں مشغول تاسید ناخالد رہنے  
پڑے جاتے ہیں اسے گرفتار کر لیا۔ سیدنا خالد رہنے اس مقدار قیدی کو لے کر حضور اقدس کی  
خدمت میں حاضر ہوتے اکیدہ نے صلح کی پیش کش کی اور اپنی جان کیلئے بمحاری فدیہ اور جزیرہ  
دینے پر رضامندی کا انعام کیا جو قبول فرمایا گیا۔

## فتح بحران

حوالی ۳۳۷ھ مطابق ربیع الآخر سنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی  
ہم سیدنا خالد سیف اللہ عنہ کی سرکردگی میں شمالی مین کے علاقہ بحران کی طرف بھیجی۔ سیدنا  
خالد سیف اللہ عنہ کے ہمراکاب چار سو جگو سوار تھے۔ اپنے بحران پہنچ کر بتوحارہ بن کعب سے  
راہ بطر قائم کیا اور انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور  
آپنے کافی حصہ اس قبیلہ میں مقیم رہ کر انہیں اسلامی طور پر یقونی کی دعوت دیتے رہے۔  
جنوری ۳۳۸ھ مطابق شوال سنہ اپنے ان لوگوں کا ایک وفد لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا خالد سیف اللہ عنہ

کی اس کار کر دگی کو نہایت سراہا۔ اور ان لوگوں میں سے ایک امیر مقرب کر کے انہیں واپس  
بیجع دیا۔

”حضرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں سیدنا خالد سیف الشہزادہ  
کی یہ آخری نہیں تھی“

حضرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری ایام میں اسود عنی نے جس کا اصل  
نام عبید اللہ بن کعب تھا اور سیاہ رنگت کی وجہ سے اسود گدھے کی سودی کی وجہ سے ذوالحمد  
کثرت شراب نوشی کی وجہ سے ذوالحمد کے ناموں سے مشهور تھا میں کے شہر صفا میں نبوت کا  
دعویٰ کیا بلکہ ایک بار تھا اسے مار کر جتن انہیں کہلاتے لگائی سکوبی کیلئے حضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے قیس بن ہبیر و کوہیجا انہوں نے چند مقامی مسلمانوں کے فریادے سے کیف کردا  
تک پہنچا رہا۔ وصال نبوی سے چھوٹ پڑھنے والا قدر گزر جکا تھا۔

## عالمِ اسلام کے خلیفہ اول صدیق اکبرؑ کے دو خلافت میں

### سیدنا خالد سیف الشہزادہ کے کارنامے

حضرور خاتم النبیین والمعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ مسلمانوں کے لئے ایک  
شجر طویل تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے فوجی قائد، فرماںروا، ہنست، معلم،  
ہادی، دوست، راہنماء، عالمگار، ہمدرد، شفیق، سرپرست سب کچھ تھے، صحابہ کرام میں  
سے جب بھی کسی کو کوئی مشکل پیش آئی وہ فوراً قادر تھا افسوس میں حاضر ہو کر اپنے حالات  
بیان کرتا اور سکون قلب کی دولت سے مالا مال بیسی لوٹتا۔ مگر اپنک حضور اقدس صلی اللہ  
علیہ وسلم کی دنیا سے عالم غصیٰ کو تشریف فرمائی نے ان سے گواہی پکھچیں لیا۔

حضرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کے آخری دنوں میں اپنے محبوب ساتھی  
سیدنا صدیق اکبرؑ کو اپنی جگہ خاز پڑھانے کا ارشاد فرما کر اسیات کا اظہار کر دیا تھا کہ میرے

بعد مسلمانوں کے معاملات کے سرپرہ ابو بکر رضی ہوں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر آنا فاتحہ تمام جزیرہ نما تے عرب میں پھیل گئی۔ مکہ، مدینہ اور طائف کے علاوہ پوری اسلامی حملکت میں فتنہ ارتاد پھوٹ نکلا۔ ایک طرف کذاب مدعیان ثبوت دوسری طرف مانعین نرکوٹ اور تیسرا طرف ان نو مسلم کم علم لوگوں کا تدبیب جو صرف سیاسی مصالح کی بنا پر مشرفت بالسلام ہوتے تھے اور اس پر مزید رہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے آخری ایام میں نیدن حارثہ رہنکو ایک شکر کی قیادت پر درکر کے عازم ہوتے ہوئے کا ارشاد فرمائچے تھے مدینہ میں ہر چیز اطراف سے بڑی مالوں کی خبریں پہنچ رہی تھیں۔

یہاں تک کہ مدینہ سے شمال مشرق کی طرف ستر میل کے فاصلہ پر ابرق کے مقام پر مردہ پر جملہ کرنے کیلئے مرتدین کا ایک بہت بڑا اجتماع ہوا۔ اور مدینہ ۷۴ھ میں مشرق کی طرف ذوالقصہ کے مقام دوسری اجتماع ہوا۔ پھر یہ اطلاعات پہنچیں کہ طیب بن خولید، مسلمہ بن جیب اور صحابع بنت الحارثہ نے بہت کا دعویٰ کر کے اپنے پاس بڑے بڑے لشکر فراہم کرتے ہیں۔ ان حالات سے اکثر صحابہ کرام رضی بڑے متر دداور پر لیشان تھے۔ ان میں سے اکثر نے فیصلہ کر کے ایک وحدہ مرتب کیا کہ «اویں خلیفہ رسول م» کی خدمت میں عرض کیا جائے کہ ایسے ناک وقت میں اسماءہ رضی کے شکر کو مدینہ میں روک لیا جاتے وہ کا پیغام لے کر سیدنا فاروق عظیم رضی خلیفہ رسول کی خدمت میں حاضر ہوتے اور نہایت مدیرانہ انداز میں وفد کی ترجمانی کے فرائض ادا کئے خلیفہ رسول خاموشی اور سکون سے فاروق عظیم رضی کے استدلال سنتے رہے اور جب فاروق عظیم رضی خاموش ہوتے تو خلیفہ رسول م نے گرجتی ہوتی آواز میں کہا عمر رضی اکان کھوں کر سُن لومیں اس لشکر کا جھنڈا کھولنے کیلئے تیار ہیں جسے خود رسول اللہ نے یاد کیا تھا میں مانعین نرکوٹ سے اس وقت تک جہاد بجاري رکھوں گا جب تک اونٹ کی وہ رسی بھی وصول نہ کر لوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بیت المال میں جمع ہوتی تھی فاروق عظیم رضی یہ سن کر ان لوگوں کے پاس پہنچے جنہوں نے انہیں بھیجا تھا اور بڑے غصتے کے

انداز میں کہا تم نے خواہ خواہ مجھے دیاں بچھی کر بشر منہ کیا ہے۔  
 یہ کسے معلوم نہ تاکہ بظاہر جو شخص عمر کے سامنے سال گزار چکا ہے۔ نازک اندام، چھوٹے  
 قدار دبليے پتھے جسم کا نزد روادمی ہے جس کی نازک انکھیں اس کی پتی بھوول کے لیے  
 اندر کو دھنسی ہوتی ہیں۔ یورپ علپے کی وجہ سے خیر و کر ہو چکا ہے اس کے بڑھا پے افسوس  
 کے آثار میں اضافہ ہو چکا ہے ایک ٹیم، نرم دل، نرم مزان اور نہایت رقین القلب ہے۔  
 جس کی انکھوں میں آسان سے آنسو سمجھاتے ہیں وہیوں ایک سنگ خاراکی چنان اور جو ہے  
 کی لاث ثابت ہو گا۔ آپ نے فروزیدنا اسلام رون کو روائی کا حکم دیا اور فودا کو فائل پیدا  
 اس کے جلوں پلے۔ آخر اسلام رون کو تھبت کرتے وقت کما اگر تماری اجازت ہو تو میں  
 عمر رون کو مشورے کیلتے۔ اپنے پاس رک لو۔ اسلام رون نے اب کی اس بات پر بڑی خوشی  
 کا انہمار کرتے ہوتے سیدنا قاروق عظم رون کو اجازت دی دی۔

## ذوالقصہ کے مرتدین کا خاتمہ خلیفہ رسول م کے ہاتھوں ہوا

ذوالقصہ کے مرتدین نے اپنا واقع خلیفہ رسول م کے پاس بھیجا۔ مرتدین کا خیال تھا۔  
 خلیفہ رسول م، ہماری شر اقطع مان لیں گے مگر اپنے انہیں بڑی سختی سے دھنکا رہا۔  
 اور خود آگے بڑھ کر ذوالقصہ میں جمع مرتدین پر حملہ کر دیا۔ اور انہیں مار بھگایا۔ اسی موقع پر کسی  
 سرش قبائی سردار نے بھائیت ہوتے کہا تھا قبر علیوں پر بن بوقاذہ کا (بلاد ذری) یہ واقعہ  
 ۲۰ جولائی ۱۷۴۸ھ رجادی الاقول اللہ کا ہے۔ نعمان بن مقرن کو دیاں کا انتظام سید  
 کر کے خلیفہ رسول م والپس ہوتے لشکر اسلام رون بھی اگست میں مدینہ پہنچ گیا۔ اور انہوں  
 کا پہلا افتتاحہ شتم جو گیا۔

## اپر ق کے مرتدین کا خاتمہ خلیفہ رسول کے ہاتھوں ہوا

ذوالقدر کی فتح کے بعد خلیفہ رسول نفس نفیس مرتدین کے دوسرا اجتماعی اڈے اپر ق کی طرف بڑھے۔ ذوالقدر سے بھال گئے والے بھی اس مقام پر جمع ہو گئے۔ بھال بھسے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ رسول کے ہاتھوں مسلمانوں کو فتح یا بیس سے ہمکار فرمایا۔ اب بتاہر میں مدعا باللہ طیبہ، بطاح میں مالک بن نورہ اور بیمارہ میں مسیلمہ کذاب سے پہنچا۔

اس وقت خلیفہ رسول صدیق اکبر رضی کی ذات عالم اسلام کے لئے گویا بھر انحرافات میں ایک چیزیرہ ایمان، ابیساد یعنی اس کے سامنے ایک چھنسان سکون، کفو و عصیان کی شب تاریک میں شمع فروزان کی مانند تھی۔

مورخ حیران ہیں کہ اس خیف و نزار انسان سے یہ سب کچھ کیسے سرزد ہوا۔ اب آپ نے گیارہ جیوش مختلف سالاروں کے تحت مختلف علاقوں کی طرف روانہ ہکٹے ہر بیش کا جھنڈا الگ لقا۔

۱۔ جیش سیدت اللہ غالدار رضی قیادت میں طیب محمد کی سرکوبی کے لئے بنا نہ کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ طیبہ سے پہنچنے کے بعد مالک بن نورہ حاکم بطاح کی سرکوبی کریں۔

۲۔ سینا عکرہ رضی کو مسیلمہ کی سرکوبی کیلئے مأمور فرمایا۔

۳۔ سیدنا عمر بن العاص رضی کو تیکوں دوستہ الجندل کی طرف روانہ کیا۔

۴۔ سیدنا شرحبیل بن حوشب رضی کو سیدنا عکرہ رضی کی لگک پر مأمور فرمایا۔

۵۔ سیدنا خالد بن سعید اموی کوشامی سرحدات کی طرف بھیجا۔

۶۔ سیدنا ناظر بن حاجز کو ہزادن اور بنو سلیم کے مرتدین کی سرکوبی پر مأمور فرمایا۔

۷۔ سیدنا علام بن الحضری کو بھریں۔

- ۱۰۔ سیدنا حذیفہ بن محسن کو عمان۔
- ۹۔ سیدنا عرفیہ بن ہرثہ کو مہرہ۔
- ۱۰۔ سیدنا امابرین ابی امیہ میں اور حضرموت۔
- ۱۱۔ بہ سیدنا سوید بن مقرن کو شمالی میں کے مرتدین کی سرکوبی کئے روانہ فرمایا۔

## طیبہ سے جنگ

جو نبی جیش کی تشکیل ہوتی۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اپنے جیش کو لے کر طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ طیبہ نے اپنے عناد کا پہلا مظاہرہ جنگ احمد کے بعد تھا اس نے ایک لشکر جمع کر کے مدینہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا دوبارہ جنگ خندق میں کفار کا ساتھ دیا۔ تیری بار جنگ نیخبر کے موقع پر ہمدویں کا ساتھ دیا و فوکے سال وہ بظاہر مسلمان ہو گیا۔ مگر خونرداں میں اہم علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر خود بیوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس کے مردوں میں اضافہ شروع ہو گیا۔ غطفان، طے، ہوازن، بتو سیم کے قبائل نے اس کا ساتھ دیا۔ اب بتا خڑیں طیبہ کی سرگرمیاں پورے عروج پر تھیں۔ جب خالد سیف اللہ رضی ذو القصہ سے روانہ ہوتے تو طیبہ پری طرح جنگ کیلئے تیار تھا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی نے پہلے قبلی طے کی طرف توجہ کی۔ عدی بن حاتم نے ان کا ساتھ دیا۔ جب بتا خڑیں ایک منزل رہ گیا تو آپ نے دو آدمیوں کو دیکھ بھال کئے۔ اگر بھیجاں کی مٹھے بھی طیبہ کے بھائی حبیل سے ہوتی جو ان کے ہاتھوں واصل بجهنم ہوا۔

بھائی کی مرت کی خبر سن کر طیبہ آگ بگولا ہو گیا۔ طیبہ اپنے دوسرے بھائی سلمہ کے ساتھ آگے بڑھا اور دو مسلمان مجاهدین ہیں سے ایک کا نام عکا شہزاد تھا شید ہو گئے۔ مسلمانوں کو ان کی شہادت کی اطلاع میں تو انہیں سخت صدمہ ہوا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی آگے بڑھے اور ایک کھلنے میلان ہیں لشکر کو ترتیب دیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی چھ بڑا لشکر کے ساتھیوں

کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ یہ ستمبر ۱۳۷۳ھ میں جادی الاضر اللہ عزیز کا واقعہ ہے۔  
سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے جیش کے آگے رہ کر اپنے لشکر کی تیادت خود کی  
درستی باطل اپنے سر پر عمامہ باندھے کا نہ ہوں پرچم غاذ اعلیٰ اپنے لشکر کے عقب میں ایک  
خیبر میں پہنچ گیا۔ اور ایسا انداز اختیار کیا گواہ اس پر وحی نازل ہو رہی ہے۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے بلا تو قفت طیبہ کے اگلے سورجوں پر حملہ کر دیا۔ بنوفراز نے  
مقابلہ کیا لیکن پھر بھاگ نکلے۔ ہزمیت کے آثار دیکھ کر عینیہ اپنا گھوڑا بھینگا کر طیبہ کے پاس  
پہنچا اور پوچھا کیا کوئی وحی نازل ہوتی ہے جواب ملا بھی نہیں۔ اس دوران سیدنا خالد سیف اللہ عزیز  
طیبہ کے قلب لشکر تک پہنچ گئے۔ عینیہ نے دوبارہ طیبہ کے پاس پہنچ کر درافت کیا۔ اب  
کے طیبہ نے جواب دیا اور تمہارے پاس بالکل اسی کی جیسی اور آج کا دن ایسا ہے جسے تم کھبی  
نہیں بھول سکو گے۔ عینیہ یہ سن کر بنوفراز کے پاس پہنچا اور پھر لام کہ کہا یہ شخص جھٹا ہے۔ اپنی  
جانیں لے چکا ہو یہ سنتے ہی بنوفراز بھاگ نکلے۔ میدان سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں رہا۔  
چند بھگوڑے طیبہ کے پاس پہنچے۔ اس نے کہا بھاگ نکلو اور اپنے بال پھوٹوں کو بچاؤ۔

طیبہ نے اپنی بیوی کو اونٹی پر بھٹایا اور خود گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ نکلا۔ اور شام  
میں پہنچ کر قبیلہ کلب کے ساتھ سکونت اختیار کر لی جب اس نے سنا کہ قبیلہ بنو اسد کے  
لوگ دوبارہ مسلمان ہو گئے ہیں تو وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ خلیفہ رسول اللہ سیدنا صدیق اکبر رضی  
کے زمانہ میں وہ رج کے لئے تکہ پہنچا۔ مگر خلیفہ رسول مرنے اس کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔  
چند سال بعد مدینہ منورہ میں خلیفہ دووم سیدنا فاروق اعظم رحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر اپ  
کو سیدنا عکاشہ رضا اور ان کے ساتھی کی شہادت کا بلا صدیقہ تھا۔ اپنے نے اس کی طرف کوئی  
توجہ نہ فرمائی۔ طیبہ بڑا سان حاضر جواب اور پربیان کیا۔ اس نے سیدنا فاروق اعظم رحمہ کے  
خوشنووی حاصل کرنے کی بڑی کوشش کی۔ آخر اپنے نے فرمایا اور مکارتیری غیب دافی کا کیا  
ہوا۔ اس نے فی البدیہ جواب دیا وہ تو دھونکنی کی ایک چونک تھی۔

عراق پر تیسری چڑھاتی کے وقت طیمہ نے اپنی شجاعت اور فن حرب کے حیرت انگریز کا رہا۔ انجام دیتے۔ قادسیہ کی جنگ میں بڑی بہادری سے لڑا۔ اور شہادت کی جنگ میں بڑی شجاعت سے لڑتا ہوا شہید ہوا۔

طیمہ کے بھائیوں کے بعد سیدنا خالد سیف اللہ رضیٰ نے گرد و فوج کے مقابل کی تنفسی کے لئے اپنی فوج کے مختلف وس्तے روانہ کئے۔ عینیہ کے تعاقب میں خود روانہ ہوتے۔ وہ ابھی سانچہ میں کافاصلہ طے کر کے غرہ تک پہنچا، فنا کا آپ نے اسے جایا۔ عینیہ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ متعدد مرتبین بارے گئے اور خود گرفتار ہو گیا۔ قبیلہ غطفان کے سردار کا بیٹا ایک معمولی قیدی کی حیثیت میں مدینہ لایا گیا۔ مدینہ کے نوجوانوں نے اس کی بڑی گت بنائی جس پر وہ نہایت دردناک الفاظ میں چلا اٹھا اس کا مقدمہ خلیفہ رسول مسیہنا صدیق اکبر رضا کے حضور میں پیش ہوا۔ آپ نے اسے معاف کریا۔ اس نے صدق دل سے اسلام قبول کر کے باقی زندگی امن و امان سے بمر کی۔

**لطیفہ** خلیفہ ثالث سیدنا عثمان ذوالنورین رضیٰ کے درخلافت میں عینیہ مدینہ پہنچا۔ اور سیدنا ذوالنورین رضیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے عرب کی همان نوازی کے وسقہ کے مطابق مغرب کے بعد رات کے کھلانے کیلئے اسے روک لیا۔ مگر اس نے کہا میں روزہ سے ہوں سیدنا ذوالنورین رضیٰ نے بڑی ہیرانی سے پوچھا یہ رات کو روزہ کیسا؟ اس نے جواب دیا مجھے دن کے روزے کی نسبت رات کے روزے کی آسانی برہتی ہے۔

غزوہ کی جنگ کے بعد سیدنا خالد سیف اللہ رضیٰ نقہ کی طرف روانہ ہوتے۔ جمال ایک مغرب طبع عمر و بن العزیزی المعروف ابو شجر و نای سرداری کی قیادت میں بنو سیم کے بعض کہنے جمع تھے جنہیم کے کچھ لوگ آپ کی قیادت میں ہیں اور طائف کے معروکوں میں حصہ لے چکے تھے مگر اتنا داد کے بعد وہ کسی قسم درجم کے مستحق نہیں تھے۔ انہوں نے ڈٹ کر اسلامی فوج کا مقابلہ کیا مگر سیدنا خالد سیف اللہ کی شمشیر خاراشگان کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ ابو شجر کو قیدی بنا کر مدینہ بیچ دیا۔

جان خلیفہ رسول مسینا صدیق اکبر نے اسے معاف فتاویٰ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ **الطیفہ** خلیفہ دوم سیدنا فاروق عظیم رضا کے زمانہ خلافت میں ابو شجرہ گیالت حالت پتل ہو گئی وہ مدینہ پہنچا۔ سیدنا فاروق عظیم رضا نے پھان کر کہا اور بدجنت تم وہی ابو شجرہ تو نہیں ہو جس نے مسلمانوں کے خلافات مرتہ ہو کر جنگ لڑی تھی۔ اس نے اثبات ہیں جو اب دیا تو آپ نے اپنے بمنظر سے اس کے سر پر فارکیا اس نے فریاد کرتے ہوئے اپنے اسلام لائے کا اعلان کیا۔ آب دن نے ایک اور بمنظر جمایا۔ سیدنا فاروق عظیم رضا کے تیور دیکھ کر وہ بھاگ نہ کلا اور اونٹ پر سوتھ کر نظروں سے اوچل ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے زندگی بھر تدبیہ کا رخ نہ کیا۔

پڑا خر کی جنگ کے دو اون یعنی قبائل الگ رہ کر حالات کا جائزہ لیتے رہے۔ ان میں یوسُم، ہوازن اور بنو عامر کے بعض کتبے شامل تھے ان سب نے سیدنا خالد سیف اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام کا اقرار کیا۔ تابت ہونے والوں میں بعض دوسرے قبائل کے لوگ بھی تھے مگر خلیفہ المؤمنین کا حکم عقالہ جس کے ہاتھوں کوئی مسلمان قتل ہوا ہے اسے معاف نہ کیا جاتے۔ خلیفہ رسول مسینا صدیق اکبر نہ کو ان فتوحات کی خیر پر ہی تو آپ نے سیدنا خالد سیف اللہ کو مبارکباد کا خط بھیجا اور ائمہ کامیابی کے لئے دعا کی۔

## ظفر کا معرکہ ام زمل سے جنگ

اس شاندار کامیابی کے بعد سیدنا خالد سیف اللہ نہ ظفر کی طرف بڑھے۔ جہاں ستمی عرف ام زمل، عینیہ کی پھیری میں اپنے گرد مریدین اور مشرکین کا بہت بلاشکر جمع کر کھاڑا ام زمل کا باباں مالک قبیلہ غطفان کا سردار تھا۔ ام زمل کی ماں ام قرفہ بھی ایک جانباز قسم کی بندمرتبہ عورت تھی، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ ام قرفہ نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کی اور قتل ہو گئی اور اس کی بیٹی سلمی عرف ام زمل گرفتار کر کے مسلمانوں نے

مدینہ بیٹھ گئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک خادم کے طور پر ام المؤمنین سیدہ صدیقہ کائنات حضرت عائشہ صلوات اللہ علیہما کے حوالے کر دیا۔ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ صدیقہ کائنات رضی کے جو مبارک ہیں تشریعیت لائے تو ام زمل کو میثیہ دیکھ کر فرمایا تم میں سے کون حاوب کے کتنے بھونکوائیں گی۔

کچھ عرصہ بعد سیدہ صدیقہ رضی نے اپنی خادمات کے وہی ملکہ کے تحت ام زمل کو اکاراد فرا دیا اور وہ اپنی قوم میں واپس چل گئی۔ ام زمل کو اپنے قبید کے لوگوں نے دیکھا تو انہیں ام قرزیاد آگئی۔ اور انہوں نے ام زمل کو اپنا سردار تسلیم کر دیا۔ ام زمل سلطے نے اپنی قوم کو بغاوت پر اکسلیا اور تھوڑے عرصے میں اس کے گرد متعدد مقابل کے شکست خورde لوگوں کا ایک عظیم گروہ اکٹھا ہو گیا ترجیح طبری حصہ سوم خلافت راشدہ حد سوم صفحہ ۸۶، تاریخ ابن خلدون حصہ اول رسول صادر خلفاء رسول مصطفیٰ تاریخ اسلام اکبر شاہ نامان نجیب آبادی حصہ اول صفحہ ۲۹۲ میں ام زمل کی بغاوت کی تفاصیل موجود ہیں۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضام زمل کی سر کوبی کے لئے ظفر کے مقام کی طرف بڑھے۔ ام زمل اس مقام پر بہت بڑا شکر فراہم کر کے مقابلہ کے لئے تیار تھی۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضام نے اسے گرد بڑھ کر ام زمل کے شکر پر چل دیا۔ لیکن یہ معرکہ بڑا سخت ثابت ہوا۔ ام زمل قلب اشکر میں ایک اونٹ پر سوار بڑی ثابت قدمی سے اپنی فوج کی قیادت کر دی تھی۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضام کی جہاں ہیں ظفر نے دیکھ لیا کہ جب تک ام زمل قلب اشکر میں موجود ہے۔ کامیابی کا امکان بہت کم ہے۔ اپنے نے پختہ عنم کے ساتھ قلب اشکر میں پہنچ کر ام زمل کے اونٹ کو گرا لیا۔ ام زمل قتل کر دی گئی۔ اس کے اونٹ کے گرد سوالا شیں بکھری پڑی تھیں۔ یہ جنگ اکتوبر ۶۳۷ء مطابق ترجیب سلیمان میں پڑی گئی ہی ام زمل جب اپنے شکر کو ہرا لے کر ظفر کی طرف بڑھ دی تھی تو اس کا گزند حاوب کے چشمے کے راستے ہوا تھا۔

مگر سیدنا فاروق اعظم رضے کے قاتل اور قاتلینِ ذوالنورینؑ کی روحاںی ذریت نے حواب  
کا اتفاق سیدہ صدیقہ رضے کائنات کے سفر بصرہ پر چسپاں کر کے اپنے دل کا غبار نکالا۔ مکے  
بصرہ کے درمیان اکیس منزلیں پڑتی ہیں۔ قیم مولف ابو الفرج قدامہ بن جعفر متوفی ۷۰۴ھ  
نے اپنی تایفۃ الخراج وضعيۃ الکتابہ میں ان تمام منازل کے نام لکھے ہیں اللہ میں حواب  
نام کی کوئی منزل تو درکار معمولی بستی بھی نہیں۔ بلکہ حواب کا چشمہ طفرے کے قریب جہاں امزدیل  
قتل ہوئی تھی آج بھی موجود ہے، شاطر، عیار، مکار اور سیار و پر پار متعصب مومنین نے  
اس روایت میں صدقیۃ کائنات رہنکی ذات اقدس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
زبان سے حیرا کا لفظ بھی کہلوایا ہے۔ حالانکہ موضوعات کبیر حرف یا صفحہ ۱۳۲ اپریل کلمات  
موجود ہیں ہر وہ روایت جس میں لفظ یا حیرا ہے موضوع ہے۔ اسی موضوعات کبیر کے صفحہ ۱۵۶  
پر یہ کلمات ہیں۔ وہ روایت جس میں حیرا یا ذکر حیرا ہے جھوٹی ہے۔ سبائیت نے ایک روایت  
تراثی اور اپنی خصوصی ملکنیک سے اسے لے کر ہر بستی اور ہر قریب میں پیغام لے گئے۔ اور غیر عحق کے ہم  
خوازندہ مومنین نے اس قسم کی داہی روایات کو اپنی شماریوں میں درج کر کے ایک عالم کو گمراہ کرنے  
کا کام کیا۔

## مالک بن نورہ

مالک ایک عالی تسبیحی اور ممان نواز سردار تھا۔ تمام رات اس کے گھر کے باہر روشنی کا  
الاؤ روشن رہتا کہ دہاں سے گزرتے ہوتے مسافروں کے ہاں قیام کر سکیں۔ نہایت دیجہہ اور  
خوبصورت، ہر قسم کے آلات جنگ کے استعمال کا ماہرا اور بالکل شاعر تھا۔ فارس کے ہڑوس  
میں ہونے کی وجہ سے اس کے قبیلے بنو تمیم کے چند افراد نے رشتنی مذہب اختیار کر لیا تھا۔  
النساں ناہی ایک سردار کی بیٹی بیٹی ایک قیامت خیز حسینہ تھی۔ مالک نے بیٹی سے شادی کر لی۔  
سال وغدو کے دوران جب بنو تمیم کا تبید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر  
مشرف باسلام ہوا تو مالک بھی ان لوگوں کے ساتھ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے

### بتوسفتله کا عامل مقرر کر دیا۔

اس نے پڑی دیانتاری کے ساتھ لوگوں سے زکوٰۃ و صول کی تاکم مدینہ بھیجے۔ مگر اسے  
اللہاع ملیٰ کہ حضور الکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے ہیں۔ اس نے تمام مال زکوٰۃ لوگوں  
کو واپس لوٹادیا۔ اور ارتاداد کے عام ریلے میں بر گی۔ الحارث کی بیٹی سجاح جوایک قادر الكلام  
شاعرہ تھی مالک بن فویرہ کی قربی عزیزہ تھی۔ سجاح مذہبیا عیسانی تھی۔ ارتاداد کی لہر کے دروازہ  
سجاح نے تاکہ طلحہ اور مسلمہ نے اپنی اپنی نبوت کا اعلان کر دیا ہے۔ سجاح نے ان کی دیکھادیکھی  
اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔ اس کے نہایتی رشتہ داروں نے اس کی نبوت کے سامنے سر جھکا دیا۔  
جب اس کے پاس اس کے ماننے والوں کی اچھی خاصی تعداد پیدا ہو گئی تو اس نے الحزن کے مقام  
پر پہنچ کر مالک سے اپنے ایچپیوں کا تباولہ کیا۔ گویا مالک بن فویرہ بھی بالواسطہ اس کی نبوت کا  
شریک کا بن گیا۔ مگر چند خطرات کے پیش نظر مالک نے سجاح کو مسلمانوں کے خلاف ہنگ کرنے  
سے باز رکھا۔ یہ جون ۱۳۲ھ کا واقعہ ہے۔ اب مالک اور سجاح نے مل کر بتوحیم اور تغلیب کے مخالف  
قبیلوں پر حملہ کر دیا اور جی بھر کر انہیں اٹھا اور قتل کیا۔ اب وہ نباج کی طرف بڑھی مگر اپنے منصوبوں  
میں ناکام رہی اور رُخ بدل کر یامہ کی طرف چل پڑی۔ اس کے پیروکاروں نے کہا کہ اہل یا مہابت  
طاقوتوں میں مگر وہ آگے بڑھی چل گئی۔

### مسیلمہ کذاب

مسیلمہ بن جہیب قبیلہ بنو حنیفہ کا ایک فرد تھا۔ وفاد کے سال وہ بھی بنو حنیفہ کے وفد  
کے ہمراہ مدینہ پہنچا۔ وفد کے ارکین نے اسے اپنے اخوؤں کی حفاظت کیلئے یونچے چھوٹا اور خود  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کر اسلام لائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
حسب دستور انہیں چند حکایت دیئے اور یہی فرمایا کہ جو شخص کیمپ میں رہ گیا ہے وہ بھی تم سے  
کم نہیں اسے بھی باقاعدہ تھائیت میں سے حصہ دیا جاتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیہ کلمات

کلمات مقدس بعد میں اس نے اپنے اعلان نبوت کے وقت اپنے حق میں استعمال کئے۔ مسیلم ایک شعبدہ باڑا اور کمال کا بازیگر تھا۔ اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طبیبہ میں ہی اپنی نبوت کا اعلان کر دیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا ایک قاصد بھی بھیجا کر شہروں کے بنی آپ اور صاحبوں میں آباد لوگوں کا بنی میں ہوں۔ یمامہ مدینہ سے بہت دور تھا جن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضہ کو اس کی سرکوبی پر ماوراء ملے کے بجائے اسی کے قبیلے کے ایک فرد نباد الرجال کو اس کی طرف بھیجا۔ مگر نباد الرجال بھی متند ہو کر اس سے مل گیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسیلم کو بنو خنیفہ پر مکمل بالادستی حاصل ہو گئی۔ شکل و صورت میں مسیلم ایک کربیہ المنظر ہیبت ناک پستہ قد مگر انہاتانی توانا شخص تھا۔ مسجع اور مقفلہ عبارتیں لکھنے میں اسے خاص ملکہ حاصل تھا۔ تاریخ اور عربی ادب کی کتب میں اس کے بعض کلمات موجود ہیں۔

## سجاد اور مسیلم

سجاد جب یامہ کے قریب پہنچی تو مسیلمہ بڑا پریشان ہوا۔ داستان طویل ہے۔ مگر خنثیر یہ کہ سجاد اس کے چہندے میں چھپس گئی اور اس سے نکاح کر لیا ہے۔ صبح اور عشار کی نمازیں معاف کر دی گئیں۔ سجاد میں دن کے بعد اپنے علاقہ کی طرف واپس لوٹ گئی۔ بعد میں اس نے اسلام قبول کر لیا اور امیر المؤمنین امیر معاویہ رضہ کے دربار خلافت میں طویل عمر پا کر کوہ میں فوت ہو گئی۔ بالک بن نوریہ کا انتداد اور اس کا سجادح سے اتحاد اور قتل و غارت ناقابل معافی جرم تھے۔ مسیم ناگالد سیف اللہ رضہ نے جب اپنے لشکر کو نطاح کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا تو پہنچا ایک انصار نے کمالہ تھیں دربار خلافت سے ایسا کوئی حکم نہیں ملا تھا۔ اپنے نے فرمایا کہ آپ میں سے جو اصحاب میرا ساتھ نہیں دینا چاہتے میں انہیں مجبور نہیں کرتا۔ اور یا قی فوج کو لے کر روانہ ہو گئے مگر مخدوشے وقت کے بعد یقچے رہ جانے والے بھی اکر لشکر میں شامل ہو گئے۔ وسط شعبان اللہ

آپ بطاح پنچے مگر وہاں کوئی مت نفس موجود نہ تھا۔ ہواں کم سجاج، مالک کو چھوڑ کر پسلے مسیدہ کے پاس پہنچی اور اس کے بعد عراق چلی گئی۔ مالک کو اپنی حالت پتی نظر آئے لگی اسے احساس ہونے لگا کہ اس جھوٹی نبیتی کا ساتھ دے کر مجھ سے سخت غلطی سزد ہوتی ہے۔ مالک کو اب ہر طرف اپنی تباہی نظر آرہی تھی۔ مانعین زکوٰۃ اور ارتدا دیں وہ پلش پیش ہوتا۔ سجاج کی اس نے بھروسہ حماست کی اور اس کے ساتھ مل کر بے حساب لوگوں کا خون بھایا۔ غاز تگری کی اور ان کا مال لوٹا۔ اب تباہی سے بچنے کی اسے ایک صورت نظر آئی کہ اپنے جرام کے کفارہ کے طور پر اس فروہاں زکوٰۃ اور مصروف جمع کیا تاکہ مدینہ بھیجے۔ اپنی قوم کو منتشر کر دیا۔ مال زکوٰۃ اپنے اپنے بھروسے سیدنا خالد سیف اللہ رضیٰ کی خدمت میں بھیجا۔ اپنے مال وصول کر لیا مگر اسے بطور تاوہن بہت کم سمجھا کیونکہ اس کے ذمہ زکوٰۃ اور مصروف کی زیادہ رقم واجب الادا تھی۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضیٰ نے اس کے اپنے بھروسے پوچھا تھا اس سجاج کا ساتھ دینے پر کس بات نے آمادہ کیا تھا۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم اپنے خاندان سے دشمنوں سے قبائلی انتقام لینے کے خواہش نہ تھے۔ اپنے بھروسے کا یہ جواب ناتسلی بخش تھا مگر اپنے ان سے مزید گفتگو نہ کی۔ آپ نے بطاح پنچ کر چھ سوار دستوں کو تیزی سے دیہاتی علاقوں میں پھیل جانے کا اور بنو تمیم کے مرتد کتبیوں کی سر کوئی کا حکم دیا۔ مگر ساتھ ہی خلیفہ اسلام کا یہ ارشاد بھی دہرا دیا کہ الگرگی مقام سے اذان کی اواز سننے میں آتے تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جلتے تمام مرتد خاندان مطیع ہو گئے۔ اگلے روز سیدنا اخاز ابن الازرار کی قیادت میں ایک رسالہ مالک کے گھر پہنچا۔ سیدنا اخاز نے مالک، لیلہ اور بنویر بیوی کے چند سپا ہیوں کو گرفتار کر کے سیدنا خالد سیف اللہ رضیٰ کے سامنے حاضر کیا۔ مالک کی پیشی ایک باغی اور مرتد سردار کی حیثیت سے ہو رہی تھی۔ جس کے خلاف جرام کی طوبی فہرست تھی۔ مگر اس کے باوجود مالک کا انداز یہ یا کہ اور غیورانہ تھا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضیٰ نے اس کے سامنے اس کے جرام پیش کر کے اس سے جواب طلب کیا۔ مالک نے اپنے جواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

”تمہارے آتا“ نے پوئی کہا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضہ کو اس کے غیر تائب اور لا ابالیانہ روٹہ سے سخت رنج پہنچا اور فرمایا کہ کیا تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آقا نہیں سمجھتے۔ مگر مالک نے کوئی جواب نہ دیا تو آپ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

آپ نے اسی روز یتی سے آنحضرت کا علاں کر دیا۔ سیدنا ابو قاتاہ رضہ اور ان کے چند ہم خیال اصحاب کو یہ بات سخت ناگوار لگڑی اور انہوں نے سخت احتجاج کیا۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضہ نے ان کے مقام صحابیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند نہیں تھے لفظوں میں انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی۔ مگر سیدنا ابو قاتاہ رضہ اسکے روزانے گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ روانہ ہو گئے۔ او خلیفہ اسلام سیدنا صدیق اکبر رضہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ مالک بن نعیمہ مسلمان تھا۔ خالد رضہ نے محض اس کی خوبصورت حورت یتی سے شادی کرنے کیلئے اُسے قتل کیا ہے۔ سیدنا ابو قاتاہ رضہ ہی بزرگ تھے۔ جنہوں نے اس سے پہلے فتح مکہ کے بعد سیدنا خالد سیف اللہ رضہ کے خلاف شکایت کی تھی کہ بنو جذمیہ کو سهیار ڈال دینے کے باوجود خالد رضہ نے قتل کیا ہے آپ کی یہ ناخوشی کوئی ہنسی بات نہ تھی۔

سیدنا صدیق اکبر رضہ نے سیدنا ابو قاتاہ رضہ کی شکایت ناگواری سے سنی خاص کر اس لئے کہ وہ اپنے سالار کی ابیازت کے بغیر فوج کو چھوڑ کر چلا آتے تھے۔ اور انہیں حکم دیا کہ فوراً اپنے سالار کے پاس واپس پہنچو۔ سیدنا ابو قاتاہ رضہ اسی وقت بطرح کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس بات کا علم جب دیگر صحابہ کرام رضہ کو ہوا اور خصوصاً جب فاروق اعظم رضہ نے سنا تو وہ فوراً خلیفہ اسلام کی خدمت میں پہنچ کر شاکی ہوتے۔ مگر خلیفہ اسلام نے یہ کہہ کر انہیں مطمئن کر دیا کہ مالک نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک کر زکوٰۃ اور مخصوص لوگوں کو واپس کر دیا پھر اس نے سماج کا ساتھ دیا اس کے بعد اس نے چند قبائل کا قتل عام کیا اور ان کا مال لوٹا اور جب وہ لشکر اسلام کے سالار کی خدمت میں بطور قیدی پہنچا تو اس نے اس وقت بھی اپنے اسلام کا اظہار نہ کیا۔ اس کے ارتکاب میں کوئی شک نہ تھا۔

## سیدنا خالد سیف اللہ کی دربار خلافت میں طلبی

مگر سیدنا فاروق اعظم مسلمین نہ ہوتے۔ اور آخر خلیفۃ رسولہ سیدنا صدیق اکبر نہ اس معاملہ کی تحقیق پر رضامند ہو گئے۔ اور سیدنا خالد سیف اللہ نہ کی طلبی کے احکام جاری ہو گئے۔ آپ کو معلوم ہو چکا تھا کہ ان کے حالیہ افعال سے بدگانی پیدا ہو چکی ہے۔ آپ مدینہ پہنچ کر سید ہے مسجد بنوی میں حاضر ہوتے۔ اسلام کے اس ابتدائی دور میں سجد صرف ایک عبادتگاہ ہی نہیں بلکہ وہ ایک مقام ملاقات ایک مجلس خانہ، ایک منسوس، بے گھر افراد کے لئے ایک آرام گاہ مجلس مشاورت کا مقام اور تدبیری سرگرمیوں کا مرکز بھی تھی۔ سیدنا خالد سیف اللہ نے اپنے عمامہ میں امتیازی طور پر ایک، تیر سوار کھا تھا۔ اس وقت سیدنا فاروق اعظم رہہ بھی مسجد میں موجود تھے۔ انہوں نے اٹھ کر سیدنا خالد سیف اللہ نہ کے عمامہ سے تیر لکھنے لیا۔ اور اس کے دشکڑے کرتے ہوئے کہا تم نے ایک مسلمان کو قتل کر کے اس کی بیوی کو ہتھیالیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ جانتے تھے کہ سیدنا فاروق اعظم رہہ کا مقام دربار خلافت میں بہت بلند ہے وہ خاموشی سے مسجد سے نکل گئے اس کے بعد انہوں نے خلیفۃ رسول کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام داستان بیان کی۔ خلیفۃ رسول میں ان کے بیان سے مطمئن ہو گئے۔ انہیں دیگر ذراائع سے بھی حالات کا علم ہو چکا تھا مگر غلط فرمیوں کا اختلال ممکن تھا اس لئے آپ نے فرمایا کہ مالک کے ہوشانہ کو خون بہما ادا کر دیا یا۔

مالک اور لیلی کا معاملہ اسلامی تاریخ کا ایک مقنائزہ باب ہے۔ جس پر آج تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اور لکھا جا رہا ہے۔ مگر اصل حقائق دی ہیں جن کے پیش نظر خلیفۃ رسول نے آپ کو بری کر کے اپنے عہدے پر بحال رکھا تھا۔ خلیفۃ رسول سیدنا صدیق اکبر نہ کے متعلق حضور اکرم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد لوگوں کو یاد رکھنا ما اوجیح المی شیع الاجنبیۃ فی صدر الجی احر (ترجمہ) جو سبی و می محج پر نازل فرمائی گئی می ہے۔ اس کو ابو بکر کے سینے میں غور کر دیا آپ بعثت بنوی ملک کے روزاً و اول سے وصال بنوی ملک کے روز آخر تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوٹ خلیفۃ

کے ساتھی تھے۔ غزوت نبوی میں چیز اُف دی طاف تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام معاملات میں آپ سے ہی مشورہ فرماتے تھے۔ اور بچر جس اندازے آپ نے فتنہ ارتاد کا سر کپڑا اور خود والقصہ اور لارق میں مردین کے اجتماعیں کا قلع قمع کیا وہ تمام صحابہ لرام رحمہ کے سامنے کے واقعات تھے۔ آپ ہی تھے جنہوں نے ہجرت کے وقت بڑھتے باپ اور جوان لڑکیوں کو محض اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر چھوڑ کر تمام ماں لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کا شرف حاصل کیا تھا۔ آپ ہی وہ واحد شخصیت تھے جنہوں نے غزوہ توبک کے موقع پر گھر کا تمام اٹاٹ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔

صدیق اکبر زہی تھے جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طلبیہ میں ستہ نمازوں کی امامت فرمائی تھی۔ ان حالات میں آپ کے فیصلہ پر کسی قسم کے شک و شبہ کی گناہش باقی نہیں رہتی۔

## جنگ میا مہ

سیدنا صدیق اکبر زہی کی جنگی سڑیجی، حرbi صلاحجوں اور مردم شناسی کے جو ہر دیکھ کر عقل حیران ہو جاتی ہے کہ آپ نے کس طرح عرب بھر سے امنڈھتے ہوئے مخالف طوفانوں کا کسی فراست سے رُخ موڑ کر اسلام کو اس سفرِ تقویت بخشی ذہن کی بوسائی آن امور کو سمجھنے سے قاصر ہے کہ مدیریہ میں بیٹھے ہوتے آپ نے نہ ہونے کے دسائیں وسائل کے باوجود کس طرح مردین کی قوت کا اندازہ لگا کر ہر مقام کی طرف ایسے موزوں اور مناسب افراد کو اس قسم کی ہدایات دے کر بھیجا جو بالکل حالات کے حسب حال تھے۔

گذشتہ سطور میں بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ نے با اخلاف اٹھلتے ہی ملک کے مختلف اطراف میں گیارہ جوش بیچجے کے احکام باری فرمائے تھے۔ اور دو مقامات کی طرف بنیں کوچ قرار اعلاءِ اسلام کی روشنی دوائیوں کا قلع قمع فرمایا تھا۔

ان گیارہ جیوں میں سے سیدنا عکرمہ رضی کو یا امہ کی طرف بھیجا تھا۔ مگر ساتھ ہی فرایا تھا۔ کہ میلہ سے الجھیں نہیں بلکہ اس کی نقل و حرکت پر تظریکیں۔ اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ جب سیف اللہ خالد رضا پری ہم سے فارغ ہو جائیں گے تو انہیں سیدنا عکرمہ کی مد کیلے بھیجا جائے گا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی مورہ سے واپس بطاچ پہنچ۔ ان ایام میں سیدنا عکرمہ رضی کو معلوم ہو چکا تھا کہ سیدنا خالد سیف اللہ امامِ زل طبلہ اور مالک وغیرہ سے پہنچ پہنچے ہیں۔ پھر انہیں یہ خبر بھی ملی کہ سیدنا شر حبیل ان کی لگکے طرف پر قریب پہنچ چکے ہیں۔ سیدنا عکرمہ رضی ایک جانباز چویلے بھاہر تھا انہوں نے یہ سوچ کر کہیں بھی کچھ کر گزوں اکتوبر ۱۹۳۲ء مطابق جب سالہ ۱۴ میلہ پر حملہ کر دیا۔ مگر شکست کی کراپنے مستقر کی طرف لوٹ اتے۔ سیدنا شر حبیل ہوتے ہی سیدنا عکرمہ رضی کی طرح میلہ کے شکر سے تکڑکھائی۔ مگر ناکام لوٹے۔ میری سے سیدنا خالد سیف اللہ رضی کو منزہ لگک پہنچ گئی اور اب انہوں نے یہاں کے لئے رخت سفر باندھ لیا۔ اس بات کو دوہرستے بغیر آگے نہیں بڑھا جاسکتا کہ خلیفہ رسول سیدنا صادق ابیرہ نے جس حربی صلاحیت کو برداشت کارالاتے ہوتے سیدنا عکرمہ رضی اور سیدنا شر حبیل کو نصوحی بدلیات سے نماز احتاکہ میرے دوسرا ہے حکم کا انتظار کرتا۔ اس فذر جنگی مصالح پر مبنی تھا۔ آپ کی روحانی صلاحیتیں ذریبوں سے لگاتار تیس سال تک مستین ہو کر اس افع و اعلیٰ مقام تک پہنچ چکی تھیں جہاں سے آگے کی نابالغہ عصر کے پرواز خیل کو بھی گزر نہیں۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اور سیدنا شر حبیل رضی کے واقعات سن کر منزہ دمنزلہ کرتے ہوتے ہیج کے مقام تک پہنچ گئے جہاں آج کل ریاض واقع ہے۔ میلہ نے ساتو چالیس بہار شکر کے بلوں میں جبیلہ کے مقام پر پہنچ گیا۔ وہ عقباہ کے میدان میں مسلمانوں سے جنگ کرنے کا الادہ کئے ہوتے تھا۔ اس کی فوج کے خو صلے بڑھے ہوئے چونکہ وہ اس سے پہلے مسلمانوں کے دشکروں کو کیلے بعد دیگرے شکست دے چکے تھے۔ میلہ کو یقین تھا کہ وہ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کا بھی وہی حشر کرے گا۔ اچانک میلہ کا ایک فوجی جوشیں مجادہ اپنے چالیس سواروں کے ہمراہ سیدنا خالد سیف اللہ کے فوجیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ قادری عذیفہ کا پہاڑی دامن حاذ جنگ کی حد فاصلہ تھا۔ جس

سے دو میل کے فاصلہ پر ربانی نام کا ایک دیسیع باغ مضبوط چار دیواری کے اندر واقع تھا۔ مسیلم کے شکر کا مینہ مکون بی عضل کی قیادت اور میرہ سرکش رجال کی قیادت میں تھا قلب میں مسیلمہ نہ موجود تھا۔ مسیلمہ کے لڑکے نے جس کا نام شرسیل تھا اپنے شکر کو مخاطب کر کے کہا۔ سب نہ ہمیں اپنی عزت و ناموں کی خاطر جنگ لڑنا ہے۔ یاد کرو اگر تم نے شکست کھاتی تو شمن تمہاری خوبیوں کو لوٹنے پر اس اور تمہاری اولاد کو غلام بنالے گا۔

مسلمانوں نے میاں ہبادت میں گلداری۔ غاز خبر کے بعد سیدنا خالد سیف اللہ رہنے اپنے شکر کا پانڈہ میا تو اس کی تعلاد کی صوت ہیں تیرہ ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ گویا ایک ماہ رسپ کی قیادت میں لڑنے والے چالیس ہزار شکر کے مقابلہ میں جتنیں ہر قسم کی سولیات بھی شامل تھیں صرف تیرہ ہزار مسلمان تھے جو سا بقہ لڑائیوں کے تکمے ہوتے اور طویل سفر کی وجہ سے نہ ہاں اور اپنے وطن سے بھی دور تھے۔

سیدنا خالد سیف اللہ رہنے چاہتے تھے کہ جارحانہ حملہ کر کے دشمن کو ہر اسال کر دیا جاتے۔ مگر انہیں یہ بھی علم تھا کہ غنیمہ کے شکر کی تعلاد ان کے شکر سے تین گناہ زیادہ ہے۔ اور اس کی قیادت ایک بہادر اور چالاک سپر سالار کے ہاتھیں تھی۔ انہوں نے اپنے شکر میں ایک پچھر لگایا اور یہ دیکھ کر کچھ اطمینان محسوس کیا کہ ان کے شکر میں بڑے بڑے نامود شجاع اور سپر گر موجود ہیں۔ اور کچھ ایسے بہادر بھی نظر آتے جو آگے چل کر بڑے بڑے تاریخ ساز کارناموں کے مالک بنے۔

جاڑوں کی ایک صبح کو دسمبر ۳۲ء مطابق شوال اللہ سیدنا خالد سیف اللہ رہنے ایک عام جلے کا حکم دیا۔ خود اپنے قلب شکر کو سنبھالا۔ اور الہمنیفہ اور زید نے میمن کی قیادت کی۔ مسلمان مجاہدوں نے اس روز شجاعت کے ہیرت انگیز کارنامے دکھاتے۔ مگر شمن کی کثرت نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

کچھ دیر گھسان کی جنگ جاری رہی۔ مگر مسلمان مجاہد کفار کی اگلی صفوں میں کوئی رختہ پیدا نہ کر سکے۔ مسیلمہ نے پورے محاذ پر جوابی جلے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے محسوس کیا کہ ہم بیٹھے دھیکے

جبار ہے ہیں۔ مرتدین کی تعداد کی حقیقت اپنا اثر دکھانے لگی۔ مسلمان غازیوں کی پسپاٹی کے اثمار نظر آنے لگے۔ اور آخر انہوں نے میدان چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ اپنے بنا ڈکیپ سے بھی پیچھے ہٹ آتے۔ مرتدین کو مسلمانوں کا کپ لوٹنے کا موقع مل گیا۔ اس وقت سیدنا خالد سیف اللہ کی نظروں میں جنگ احمد کا واقعہ کونڈ گیا۔ ابھی وہ دوبارہ سنبھل کر حملہ کرنے کی سوچ رہے تھے کہ مرتدین کا ایک لشکر ان کے خیمے میں پہنچ گیا جہاں مجاہد قید ہتھا۔ مرتدین نے یہی کو قتل کرنا چاہا مگر مجاہد نے کھارک جاؤ میں اس کا محافظ ہوں تم مردوں سے نپٹو۔ مرتدین کمپ لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ کہ اچانک ان کے سروں پر مسلمانوں کی تواریخ کونڈ نے گیں۔ دراصل مسلمان غازیوں کی پسپاٹی قبائلی گردہ ہوں میں بٹ جانے کے نتیجے میں ہوتی تھی۔ اور وہ اپنا توازن کھو بیٹھ چکے اور جب انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ داپس لوٹے اور بھل بن کر مرتدین پر ٹوٹ پڑے۔ سیدنا خالد سیف اللہ صنی اللہ عنہ کو خجل ہی اسات کا علم ہو گیا۔ اور انہوں نے ان کی اسلامی جمیت کے ہندبات کو ابھار کر دوبارہ محلے کے لئے ابھارا۔ اپنے چند سپاہ چن کر ایک ذاتی دستہ مرتب کیا۔ اور وہ سب بھوکے شیر ڈل کی طرح دشمن پر جھپٹ پڑے۔

اب کے پھر میدان کا زار گئم ہو گیا۔ فریقین کے لشکریوں کے لاشوں پر لاشے گر رہے تھے۔ مگر کوئی فرقہ پیچے ہٹنے کے لئے تیار نہ تھا۔ سب سے زیادہ لڑائی جس تنگ گھاٹی میں ہوئی وہ آج تک شبیب النعم یعنی خون کی گھاٹی کے نام سے موسم ہے۔ اب سیدنا خالد سیف اللہ نہ اس نتیجہ پر پہنچ کر یہ لوگ مسلمہ کی اندھی عقیدت کے بل پر لڑ رہے ہیں۔ جس طرح ام نزل کا لشکر اس وقت تک پسپا نہیں ہوا تھا۔ جس وقت تک ام نزل قتل نہیں ہوئی تھی۔ اسی طرح اب ہر قبریت پر مسلمہ کا قتل ہی کفار کا حوصلہ ٹوٹ سکتا ہے۔ مسلمہ قلب لشکر میں کھڑا فوج کو لڑا رہا تھا اسے قلب لشکر سے کھینچ لانا کارے دار و محتا۔ سیدنا خالد سیف اللہ صنی اللہ عنہ کی میاز طلبی پر کمی پہلوانہ سامنے آتے اور رقم اجل بنے۔ اپنے قدم بقدم اسی طرح مسلمہ کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے اب ان کے اوپر مسلمہ کے درمیان فاصلہ بہت کم رہ گیا تھا۔ انہوں نے گفت و شنید کی پیشکش

کی میلہ لفٹگو کیلئے راضی ہو گیا مگر کسی شرط کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ دراصل سیدنا نالدر نہ اس مذکورہ کی آڑ میں اس کے قریب پہنچا چاہتے تھے۔ اچانک وہ میلہ پر جھپٹ پڑے مگر وہ ان سے بھی تینر نکلا اور بھاگ کر اپنے محافظہ ستے میں پہنچ گیا۔ میلہ کے یوں بھاگ نکلنے پر اس کے شکر کے موڑاں پر بست بلا فرپنا۔ اور ان کے حصے پست ہو گئے۔ سیدنا خالدؑ نے بلند آواز سے پھاکر اپنے لشکر پول دکھ اسلام کے عازیز! اب میدان مار لیا ہے۔ آگے بڑھا در دشمن کا سرکھل دو۔ از مر نو مسلمانوں کے اس محنت نے کفار کو چیجھے پہنچے پر جمود کر دیا۔

یہاں تک کہ ان کا محاذ لوث کیا۔ میلہ کا چوتھی کا سالار جمال مارا گیا اب مرتدین کے شکر کے سالار عکم نے ہمایا بونسیہ! باغ میں پہنچنے کی کوشش کرو میں تمہارا عقب سنبھالنے کی کوشش کروں گا۔ مرتدین کے شکر کا تین چوتھائی حصہ یا تو قتل ہو گیا یا بھاگ نکلا۔ صرف چوتھائی حصہ محکم کی سرکردگی میں رو گیا۔ محکم سیدنا عبد الرحمن رضی بن سیدنا صدیق اکبرؑ کے ہاتھوں واصل بھیشم جوا۔ باغ میں چالیس بڑاں میں سے بصد شکل سات ہزار مرتدین میلہ کے ہمراہ پہنچ گئے۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ شعب الامم کی طرح یہ باغ بھی ان کے لئے حدیقة الموت یعنی موت کا باغ بنتے والا ہے۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی نے باغ کی فصیل کے چاروں طرف ایک چکر لگایا کہ کیس سے اندر داخل ہونے کا کوئی راستہ نظر آتے۔ مگر باغ کی فصیل کو ہر جگہ سے ناقابل تعمیر پایا۔

سیدنا براء بن عازیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مقصد ربان بازی صحابی فصیل کے دروازے کے سامنے کھڑے دستے میں شامل تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے فصیل کے اپر سے باغ کے اندر پھینک دو۔ اللہ اللہ جو رأت وہ ساری ایمان و عمل اور شہامت و شجاعت کی بی مثل تصویر۔ ساتھیوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر ان کا اصرار جاری رہا۔ آخر چند ساتھیوں نے ان کو اپنے کنہ ہوں پر سوار کیا اور وہ ہاتھ بلند کر کے دیوار تک پہنچ گئے۔ اچھل کر دیوار پر چڑھ کر باغ میں کو دکھتے۔ بڑا دل دشمنوں کے ہجر ذخار میں تن تھاںیوں کو دجاانا ان کی قوت ایمانی اور عزیز بہ جہاد

کی بے مثل نظر ہے۔ اس بطل جلیل نے دروازے کے پان کھڑے چند مردین کو قتل کر کے دروازہ کھول دیا۔ اور مسلمان سرفوش ایسا سیلاں کی نیورت میں باغ میں داخل ہو گئے جنگ یمامہ کا آخری خوفی دور شروع ہو گیا۔ جد تنہ تھی مردین قتل ہوتے رہے اور مسلمان بھی خلدت سے سرفراز ہوتے رہے۔ میلہ بارما نے کسلے تیار نہ تھا۔ مگر جب اس نے حالات بدلتے دیکھے تو خود بھی شمشیر بیکفت میدان میں کوڈ پڑا۔ میلہ دفات شاط، عیار اور مکار ہی نہیں تھا بلکہ ایک مدبر سپہ سالار چالاک اور یاہر جنگجو بھی تھا۔ وہ غصے سے اس وقت ایک ہیubit ناک جھوٹ نظر آ رہا تھا۔ مردین کی تعداد لمبھ مکم ہوتی جا رہی تھی۔ اچانک سید اشمدہ حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی کی نظر اس پر پڑی۔ وحشی اپنے مخصوص حربے سے اس سے پہلے کتنی لوگوں کی موت کا سبب بن چکا تھا۔ میلہ کے گرد جان سھیلی پر رکھے جنگلوں کا ایک بخا موجود تھا۔ ان تک پہنچا آسان کام نہ تھا۔ اچانک وحشی کی نظر سیدہ ام عمارہ رہن پر پڑی۔ یہ وہ جلیل القدر بہادر صحابیہ تھیں جنہوں نے غزوہ احمد کے موقع پر کفار کی طرف سے آئے والے تیروں کو ڈھال کی طرح اپنے جسم مقدس پر روکا تھا۔ ایک کافر کے ساتھ جنگ اڑنا ہیں اور میلہ کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ وحشی کو دوسرا طرف سیدنا ابو وجانہ رضی وحشی کی طرف بڑھتے نظر تھے۔ یہ وہ جلیل القدر صحابی تھے جو سیدہ ام عمارہ رضی کے ساتھ غزوہ احمد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جسم ڈھال بنے ہوتے تھے۔ بڑے زبردست شمشیر زن تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے انہیں ایک توار عنائت فنا تھی۔ اچانک میلہ وحشیؓ کی زدیں آگیا اور اس نے اپنا حربہ میلہ کی طرف پھینکا کذب بني ذکر نہیں ہوتے کگر پڑا۔ سیدنا ابو وجانہ رضی اس کا سرکاث کر سیدھے ہو رہے تھے کہ ایک کافر کی توار سے شہید ہو گئے اول نیک علمیں ہم صلات من ربجم و رحمۃ ایک مرد نے ہانک لگائی۔ کہ ایک سیاہ غلام کے ہاتھوں میلہ قتل ہو گیا۔ اس کی آفاد کی یہ کوئی تام باغ میں چیل گئی۔ مرد تقریباً تلقیریاً تام قتل ہو گئے میلہ سلہ وحشی جبیر ان معطم کا غلام تھا۔ جبیر نے اسے کہا تھا کہ اگر تو حمزہ رضی کو قتل کرے گا تو مجھے آزاد

اس خونریز جنگ سے تھک چکے تھے۔ جسے بہاں جگہ مل وہی پڑ کر آغوش نیندیں چلا گیا۔ اگلی صبح سیدنا خالد سیف اللہ رضیا نے میدان جنگ کا چکر لگایا۔ تمام میدان جنگ اشیاء سے اٹا پڑا تھا۔ ارتلاد کے تمام اہم رہنماؤں اصل مجہنم ہو چکے تھے۔ صرف مجاعہ بھی شیت قیدی زندہ تھا مسلمان غازیوں کی حالت بھی بہت خراب تھی۔ نہ حال، تھکے ماندے پڑے تھے۔ البتہ سیدنا خالد سیف اللہ رضیا تازہ دم نظر رکھتے تھے۔ آخر اسی کیوں نہ ہوتا انہوں نے ایک عظیم معکرہ سر کیا تھا۔ مگر مجاعہ نے انہیں یہ کہہ کر دل فلکستہ کر دیا کہ آپ نے ابھی بونھیندہ کے چھوٹے سے حصے کے خلاف جگ طری ہے یا ماہ کے تمام قبائل اس وقت یمامہ کے قلعہ کے اندر جانی کا رواتی کی شیاریاں کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا آخر تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ اس نے جواب دیا آپ مجھے آزاد کر دیں۔ میں اپنے قلعہ میں پہنچ کر ان لوگوں کو صلح پر آمادہ کروں گا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضیا جانتے تھے کہ اب مسلمان مجاهدین کسی بڑی جنگی کا رواتی کے محل نہیں ہو سکتے۔ لہذا بہتر ہے کہ صلح کر لی جاتے۔ مجاعہ سے چند شرائط پر صلح کر کے آپ نے اسے آزاد کر دیا۔ مگر اس نے دوسرے لفڑا اپس آکر کہا وہ لوگ صلح پر آمادہ نہیں بلکہ میرے بھی مخالف ہو گئے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کر دیا جائے گا۔ مگر تیری صدی ہجتی کے وسط میں یہ دامتان تراشی گئی کہ اُس نے سیدنا ابوسفیان کی زوجہ ہند کے کھنے سے سیدنا حمزہ رضی کو شیڈ کیا تھا۔ سیدہ ہند نے اگرچہ قبل از اسلام سردار کہ کی زوجہ ہونے کی وجہ سے اسلام کی بھرپور خالفت کی تھی مگر وہی کے ساتھ ان کا کوئی رابطہ نہ تھا۔ مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی لکھتے ہیں کہ ان کا پہلا نکاح فاٹک بن میرخہ قریشی سے ہوا فاکنے ان پر بدھیتی کا الزام لگایا۔ ان کا باپ انہیں ساتھ لے کر ایک کاہن کے پاس پہنچا اس نے کہا ہند یہ گناہ ہے اور اس کے بطن سے ایک بادشاہ پیدا ہو گا۔ باہر نکلے تو غاکر نے ہند کا ہاتھ پکڑا اگر انہوں نے اس کا باخت جھنک کر کہا اگر میرے بطن سے ایک بادشاہ پیدا ہو گا تو وہ تیرے صلب سے نہیں ہو گا۔ اس کے بعد ان کا نکاح سیدنا ابوسفیان رضی سے ہوا اور امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی پیدا ہوتے۔

اس سے دوسرے روز بعد سیدنا خالد سیف اللہ رضی مجاہد کو ہراہ لے کر یامہ کے قلعہ کا  
معائنہ کرنے کیلئے گئے۔ جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ قلعہ کی تمام دیواروں پر ہزاروں مسلح فوجی کھڑے  
ہیں۔ آپ یہ دیکھ کر شذر کھڑے تھے کہ مجاہد نے کہا اگر آپ ان سب کو آزادی کا پروانہ لکھ  
دیں تو شاید یہ لوگ اپنا نام سونا چاہندی ہے تھا لہوڑے آپ کے حوالے کر دیں۔ سیدنا خالد سیف اللہ  
کی ہدایت کے مطابق مجاہد دوبارہ قلعہ میں گیا۔ اور واپس آگر کہا وہ اس شرط پر راضی ہیں جسے شرط  
عہد نامہ پر سیدنا خالد سیف اللہ اور مجاہد بن مارہ کے دستخط ہوتے۔ عہد نامہ مرتب ہونے  
کے بعد جب قلعہ کے دروازے کھولے گئے تو وہاں کسی فوجی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ سیدنا خالد  
سیف اللہ رضی نے حیران ہو کر مجاہد سے پوچھا قلعہ کی وہ فوج کیا گئی۔ مجاہد نے نہایت عاجزاء  
ٹوپ پر عرض کی۔ یہ میرے کہنے کے لوگ پیش کسی صورت میں یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ میرے  
کہنے کی عورتوں کو لونڈی غلام بنایا جاتا ہیں لے خود اپنے قبیلے کی عورتوں کو اسلخ بند کر کے قلد  
کی دیواروں پر کھڑا کیا تھا۔ عہد نامہ ہو چکا تھا۔ ادب آپ نے اس کی خلاف ورزی نہیں کرنا  
چاہتے تھے۔ اس طرح مجاہد کی دو اندیشی نے اپنے قبیلہ کی حرمت کو بچایا۔ البتہ عہد نامہ کا اطلاق  
صرف ان لوگوں تک محدود تھا جو قلعہ کے اندر موجود تھے۔ جو لوگ مصنافات میں پہنچیے ہوتے  
تھے۔ ان میں فوج کی تعداد کسی صورت میں بیس ہزار سے کم نہ تھی۔ البتہ وہ منتشر تھے اور بغیر  
کسی سردار کے تھے۔ مگر اس بات کا خدشہ بدستور موجود تھا کہ وہ کسی وقت بھی مجتمع ہو کر کسی  
محیبیت کا سبب بن سکتے ہیں۔

اس خدشہ کے پیش نظر سیدنا خالد سیف اللہ رضی نے اپنی فوج کو دو دن کے آرام کے بعد  
متعدد ستون میں بانٹ کر یامہ کے نواحی علاقوں میں مرتدین کو قتل یا گرفتار کرنے کیلئے بھیجا۔  
مفردوں کو ان کی کین کا ہوں سے ڈھونڈنے کا لگیں۔ کچھ قتل ہوتے کچھ قید ہوتے بعض نے  
اسلام قبول کیا۔ اور انہیں آزاد کر دیا۔ مقتولین اور قیدیوں کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا۔  
یامہ کے قریب آپ نے فوجی صادر مقام بنانکر نئی ہدایات کیلئے خلیفہ رسول میں کی خدمت میں

اپنے قاصد روانہ کئے۔

جنگ یمامہ میں الکیس نہراہ مرتدین قتل ہوتے۔ اور بارہ سو مسلمان شہید ہوتے جن میں سے نصف ہماجر اور انصار تھے۔ ان میں سے تین سو قرآن کے حافظ تھے۔ جلیل القدر صحابہ رضیم سے سیدنا ابو جانشہ، سیدنا ابو حذیفہ رضی، میسرہ کے سالار سیدنا ابو حذیفہ رضی، میہمنہ کے سالار سیدنا زید بن جوفار وغیرہ اعظم رضا کے بھائی تھے۔ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں سیدنا فاروق اعظم رضا کے بیٹے سیدنا عبد اللہ رضا رضی کے۔ سیدنا خالد سیف اللہ نے جنگ یمامہ کے بعد مجاہد کی بیٹی سے شادی کر لی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی کو جب مجاہد کی بیٹی سے شادی کا علم ہوا تو آپ نے نارانچی کا اظہار فرمایا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی نے خیال کیا کہ خلیفہ رسول کی اس نارانچی کے پیچے فاروق اعظم رضا کا ہا بھتھے۔

## خلیفہ رسول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حریثی صلاحیتوں

کے دیگر کارنامے

### خاتمه آمر متداد

سیدنا صدیق اکبر رضا کے مقرر کردہ گیارہ جیوش ہیں سے جدش کی قیادت سیدنا عمر و بن العاص رضا کے سپرد کر کے شام سرحد کی طرف مرتدین کی سرکوبی کے لئے بھی تھی۔ درہ انہیں کماختہ کامیابی حاصل نہ ہوتی جنگ یمامہ ختم ہونے پر خلیفہ اسلام کے حکم کے مطابق سیدنا شہر جبل بن حشرہ، سیدنا عمر و بن العاص رضا کی مدد کے لئے روانہ ہوتے۔

الثمر مرتدین تیوک اور دوستہ الجندل کے علاقوں میں جمع تھے۔ دونوں سالاروں نے مل کر ان کا قلعہ کر دیا۔ عمان کے علاقہ میں لقیط بن مالک قبیلہ ازد کا سردار تھا۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لا چکا تھا۔ اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر عمان کی بادشاہی اور اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔ صدیق اکبر رضا نے اس کی سرکوبی کے لئے خذلہ بن حسن رضی کو مأمور فرمایا تھا۔ انہوں نے حالات کا مطالعہ کر کے دریا رخلافت سے

لگ ک طلب کی اور سیدنا اسدیت امیر شنے سیدنا عکرمہ رضوی کو لکھا کم خذیفہ رہ کی مدد کو پہنچو۔ دنوں سالاروں نے مل کر دبائے مقام پر نومبر ۱۳۲۷ھ آخر رمضان اللہ لقیط المعروف ذملانع کے لشکر کو شکست دی اور وہ میدان جنگ میں قتل ہو گیا۔

مہرہ کی طرف سیدنا عزیز بن ہرثہ کو بھیجا گیا تھا۔ سیدنا عزیز کے پہنچنے سے پہلے ہی سیدنا عکرمہ نے مہرہ کے متین کا خاتمہ کر دیا۔ اور بے شمار مال غنیمت حاصل کیا۔

بحرین میں سیدنا علام بن الحضرتی مسیح انجیر کے مقام پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ لوگ اپنے پیاروں طرف خندق کھود کر محفوظ ہو چکے ہیں۔ ایک روز راست کے وقت وہ لوگ بے تھا شاہزادگی یوں میں مشغول تھے کہ سیدنا علام آفت ناگانی بن کران پر ٹوٹ پڑے اور قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ کچھ مارے گئے اور باقی باقی نکلے۔ بھائے والوں کا تعاقب کیا گیا۔ ان لوگوں نے موت سر پر پہنچی تو دوبارہ اسلام قبول کر لیا یہ واقعہ جنوری ۱۳۲۶ھ کا ہے۔

یہیں میں پہلی بغاوت اسود عشی کے زمانے میں ہوتی۔ وہاں اب فروزنامی ایک مسلمان عالی مقام۔ حضور الکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر اہل میں پھر بغاوت پر آنادہ ہوتے۔ اور قیس کی سرکردگی میں انہوں نے ایک بڑا عجیب منصوبہ بنایا۔ دعوت کے بھلنے کام مسلمان سرداروں کو جمع کر کے شہید کر دیا مگر فوز رک نکلا فیروز نے ایک پہاڑی علاقہ میں فوکش ہو کر جمیعت فرامیں کی اور قیس پر حملہ کر دیا۔ مسلمان فتح یاب ہوتے اور بیجاگ کراہیں پہنچ گیا۔ جہاں سیدنا عکرمہ رضوی تسبیح مہرہ کے بعد پہنچنے والے تھے۔ قیس کے اردو گرد مرتدین کا اجتماع ہو گیا۔ مگر وہ لوگ حالات کا رُخ بدلتے دیکھ کر دوبارہ مسلمان ہو گئے۔ اور اسکے چل کر شام کی فتوحات میں انہوں نے بڑی جانبازی سے حصہ لیا۔

ارتداد کی بغاوتوں کی آخری کڑی بھری، حضرموت اور شرقی یہیں آباد قبیله کندہ تھا حضرموت کے حاکم زیاد بن لمید رہ تھے۔ ان لوگوں نے زیاد کے خلاف ایک محاذ بنا لیا۔ باخیوں کا ایک محاذ بیاض تھا۔ وہاں زیاد نے شخون ماڑ کران کا بھرکس نکال دیا وہ لوگ قیدیوں کی حیثیت میں

ظفر لاتے جا رہے تھے کہ داستہ میں انہیں اشعت بن قیس قبیلہ کنڈہ کا سردار نظر آیا قیروان  
نے اسے پکارا اور اس نے انسی عصیت کی بنار پر قیدیوں کو رہا کر دیا۔ یہ داعم اشعت کی بناوت  
کا حرف اول تھا۔ قبیلہ کنڈہ کے لوگ اس کے پاس جمع ہونے شروع ہو گئے۔ سید نازیا درہ  
نے اشعت پر حملہ کرنے کے لئے ملک کا انتظار کیا۔

ماجرہ بن ابی اسیہ رضی نے نجراں کے باخیوں کو مطیع کرنے کے بعد میں کا ارادہ کیا مگر خلیفہ رسول اللہ  
کی طرف سے حکم ملا کر وہ میں جملہ کے بھائی زیاد کی مدد کریں۔ سیدنا عکرمہ کو بھی یہی ہدایت ٹھی۔  
اشعت بن قیس اپنے زمانے کا ایک عجیب و غریب ادمی تھا۔ وہ ایک قابل سالار، جنگجو سردار  
اور بالکمال شاعر اور انسانی پڑب زبان پر کوشش شخصیت کا مالک تھا۔ مگر دغabaز اور عمدشکن تھا۔  
اسلامی جیش سے بڑی ہمت اور جدائی سے مکمل یا مگر بھائی کر بھلدت قلعہ بخیری میں قلعہ بند  
ہو گیا اب سیدنا عکرمہ بھی بینچے چکے تھے۔ قلعہ کا محاصرہ کر لیا گیا۔ محاصرہ نے باہر نکل کر کی  
شب خون مارے مگر ناکام رہے۔ اشعت نے گہر اکارپی قوم سے غداری کا ایک منصوبہ بنایا کہ سیدنا  
عکرمہ اور سیدنا امام جر کو پیغام بھیجیا کریں۔ اپس سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ جواب اشتباہ میں ملا  
تو وہ تلاعہ سے نکل کر ان کے پاس پہنچا اور دس آدمیوں کی جان بخشی کی درخواست کے ساتھ تلاعہ والے  
کرنے کا اظہار کیا دس آدمیوں کی فرست میں وہ اپنا نام لکھنا بھول گیا۔ جب سلمانوں نے تلاعہ میں  
داخل ہو کر قتل عام شروع کیا تو لوگوں کو اس کی غداری کا علم ہوا۔ سیدنا امام جر رضی نے فرست  
مالحظہ کی تو اس میں اشعت کا نام نہ پاکر اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر سیدنا عکرمہ نے کہا کہ اسے  
پابند سلاسل کر کے خلیفہ رسول اللہ کی خدمت میں بیکھ دیا جائے۔ وہ خود جو فیصلہ مناسب سمجھیں گے  
کریں گے وہ باقی قیدیوں کے ساتھ نہایت ذلت سے مدینہ روانہ کر دیا گیا اشعت نے سال و دو میں  
مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا تھا۔ اور سیدنا صدیق اکبر رضی نے اپنی بن ام فردہ کا اس سے  
نکاح کر دیا تھا۔ مگر وہ ام فردہ کو مدینہ ہی چھوڑ گیا تھا۔ کہ دوسری بار ساتھ لے جائے گا۔ مگر اس کا  
دوسری بار کا سفر نہایت ناموفی صورت میں وقوع پذیر ہوا۔

خلیفہ رسولؐ سیدنا صدیق اکبر رضی کی نظر جو ہمی اشاعت پر پڑی آپ نے نہایت برسی کا انعام فرمایا اور اس کے تمام حرام ایک ایک کر کے گئے تھے۔ اشاعت گردن ڈلے سنارہا جب صدیق اکبر رضی کا غصہ ذرا ٹھنڈا ہوا تو اس نے اپنی چرب زبانی سے نہایت رقت انگیز الفاظ میں معافی کی اس نے اپنے قبید کی سرداری ترک کر کے مدینہ میں بی رہائش اختیار کر لی صدقہ پر نے اس کی قوبسے متاثر ہو کر اس کی بیوی بھی اسے لوٹادی۔ اگے چل کر اس نے شام، فارس اور عراق کی جگلوں میں نہایت غمیاں کر دیا کیا۔ اور آخر خلیفہ ثالث سیدنا ذوالنورین رضی کے دورِ خلافت میں آذر بائیجان کا گورنر مقرر کیا گیا۔ سیدنا اشاعت اپنی باقی زندگی نہایت بجاہد نہ انہلہ میں گذاری وہ ایک وہی قائد تھے۔ سیدہ ام فروہ کے بطن سے پیدا ہونے والی ایک بیٹی سیدنا حسن رضی کے نکاح میں تھی۔ سیدنا حسن رضی کے نکاح میں سیدنا ذوالنورین کی بیٹی بھی تھی۔ سیدنا حسن غزوہ نیبیر کے میں پیدا ہوتے۔ آپ کی دایہ ام علیہا زوجہ سیدنا جعفر بن ابی طالب تھیں سیدنا جعفر بھرت جیشہ سے عین فتح نیبیر کے موقع پر پہنچے اور آپ کو دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آج فتح نیبیر پر زیادہ خوشی مناؤں یا جعفر کی واپسی پر عجی مونوں نے جنہیں اسلام قبول کرنے کے باوجود سقوط ایران کا سخت صدمہ تھا۔ اور انہیں خلیفہ رسولؐ سیدنا صدیق اکبر رضی سے سخت باطنی بغض بھا انہوں نے یہ داستان تراشی کر سیدنا حسن کو ان کی زوجی بجهہ بنت اشاعت نے جو سیدنا صدیق اکبر رضی کی بھانجی تھیں۔ امیر المؤمنین سیدنا امیر معاویہ کے ایسا سے زہر دیا تھا۔ حالانکہ سیدنا اشاعت جنگ صفين میں سیدنا علی کے کمپ میں امیر المؤمنین امیر معاویہ رضی کے خلاف اڑتے تھے۔ سیدنا اشاعت کے بیٹے سیدنا عبدالرحمن اپنے دور کے مشهور فوجی ہرجنیل تھے سیدنا حسن کا وجود امیر معاویہ رضی کے لئے عجمی سازشوں کے سامنے ایک ڈھال عطا۔ آپ ہر سال امیر معاویہ رضی کے پاس جاتے اور لاکھوں کے حساب سے مال لے کر واپس لوٹتے۔ سیدنا حسن رضی کی وفات کے متعلق دائرة المعارف اسلامیہ بلڈنگ پنجاب یونیورسٹی کے صفحہ ۲۰۰ پر الاصابہ اور اشارہ الطحاوی کے حوالے سے مرقوم ہے کہ آپ کی وفات زبردست نہیں بلکہ کسی اور علاالت سے ہوتی۔ دائرة المعارف اسلامیہ انتشارات جمال تہران کے صفحہ

صفہ ۷۰۲ نزیر عنوان الحسن بن علی مرقوم ہے۔ وقوفی الحسن بالمدینہ بذات الریہ وصل افراط  
فی المذاہت۔ یعنی آپ کی وفات سلیمانیت جماعت کی وجہ سے ہوئی

HI-ITS-RELIGION OF ISLAM صفحہ ۲۸۱ تا ۲۸۵ میں مرقوم  
ہے کہ آپ کی وفات کی وجہ N ۱۳۵۱ HAD کی وجہ سے پیدا ہوتی تھی۔ تاریخ الحنفیں جلد ۲  
صفہ ۲۲۶ میں ہے کہ چالیس روزہ بیارہ کمر فوت ہوتے چوتھی صدی ہجری کے شروع تک کے مولفین  
ادب و فہریں میں سے کسی نے نہر خواری کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ سب سے پہلے نہر خواری کا الامام مسعودی تھی  
۲۲۷ میں کو ہوا۔ ادھار کے بعد اس کی اس ذاتی تخلیق میں ہل پیڈا ہونے شروع ہو گئے۔ اصل میں  
مسعودی نے اپنے بیض باطن کے لیک تیر سے سیدنا اشعشث زادہ امیر معاویہؓ، سیدنا صدیق اکبرہ  
غرضیکہ اسلام کے تمام حلیل القدر صحابہ رضے کے اسلام طیا ہان کے چورخ کرنے کا کام کیا۔ لعنت اللہ علی الکاذبین  
ارتداد کی ان ہمات کی سرکوبی کام کرنی کردار سیدنا سیف اللہ رضی کی ذات تھی۔ مارچ ۱۹۷۴ء  
مطابق ۱۲ ہجری سیدنا صدیق اکبرہ کے درخلافت میں مرتدین کا فلی طور پر نامہ ہو گیا۔ مرتدین کے  
دوم رکنی مقامات دوال القصہ اور برق پر خلیفہ رسول ﷺ نے خود حملہ کر کے ان کو شکست فاش دی  
مگر دوسرے تمام مقامات کیلئے آپؑ کی حری بصریت، مردم شناسی نے فوجی قیادت کے لئے  
سیدنا خالد سیف اللہ رضی کو نامور فرمایا۔ ایک عظیم حقیقت ہے کہ ارتدا کا خاتمه سیدنا صدیق اکبرہ کی  
قت ایمانی اور حری بصریت اور خالد سیف اللہ رضی کے مجاهدات کا زانوں کا مہر ہوں منت ہے۔ عالم  
اسلام تاقیام قیامت ان کے ان کارناویں کا شرمند و احسان رہے گا۔ وسط فریضی ۱۹۷۴ء میں  
مرتدین کی آخری پناہ گاہ قلعہ نیزبیگی غازیان اسلام کے قدموں تک پہاں ہو گیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ  
کا ہیئہ کو اڑا بھی بیمار میں ہی تھا کہ

”بظاہر نحیف و نزار مگر باطن میثار آہن ہمت و حراثت کی چنان، عزم و ارادہ کے  
پہلا، شجاعت و شامت کے پیک باسٹھ سالہ خلیفہ رسول ﷺ سیدنا صدیق اکبرہ کی طرف  
سے حکم ملا کہ عراق کی طرف بڑھو۔“

آج ایسا کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ عراق کی طرف بڑھنے کا حکم کوئی معمولی سی بات نہ تھی۔ جرأت ایسا نی کا یہ وہ مقام ہے جو عقل و فرضیاتی رسائی سے بھی عاجز ہے۔

ہزارہا میل کے رقبے میں پھیلے ہوتے مرتدین کا باطہاہ صرف قلع قلع ہوا تھا۔ کون کہہ سکتا تھا کہ ان کے نہانچا نہانتے دل میں اپنی شہادی و برپادی کے انتقام کے قریبی اندھے سلگ رہے ہوں گے۔ ابھی ان مفتوحہ علاقوں پر قبضہ برقرار رکھنے کیلئے ایک وقت درکار تھا۔ مگر خلیفہ رسول سیدنا صدیق اکبر رضنے ان تمام خطرات کو نظر انداز کر کے فارس سے نکر لینے کا حکم دے کر اسات پر ہر تصدیق ثبت فرادی کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس آدمی کو اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا وہ حضن ایک خاک و خون کا پتلا نہیں بلکہ ایمان و ایقان کی ایک چٹان تھا۔ آج کی سہولت پسند دنیا ایسا کا تصور بھی نہیں کر سکتی اس وقت کی معلوم دنیا میں فارس کا یہ مقام تھا۔ یوں سمجھئے کہ فارس سے نکر لینے کا مطلب عرب کے ایک بادیہ نشین کو ایک سوجنگ اور پلوانوں سے نکر لینے کا حکم تھا۔

فارس کی حکومت تاریخ عالم کی سب سے بڑی پہلی شہنشاہی تھی جس کی سرحدیں کسی زمانہ میں شمالی یونان سے پنجاب تک پھیلی ہوئی تھیں۔ طوالت کے لحاظ سے بھی تاریخ عالم کی یہ طویل ترین سلطنت تھی جس میں قبل مسح چھٹی اور ساتوں صدی میں یونانی تیزیر کا معمولی ساقوفہ پڑا تھا۔ تاریخ عالم کی واقع گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ فارس کی یہ شہنشاہی اپنی ناقابل تیزیر فوجی قوت اور تمدیب و تحدیں میں اپنے طویل ترین دور میں غلتمت اور شان و شوکت میں اپنی مثال آپ تھی۔ چھٹی صدی عیسوی کے آخری دوسری نو شیر و ان نامی شہنشاہ نے نو شیر و ان عادل کے نام سے اسے چار چاند لگا دیتے۔ اس نے ۲۸ سال بڑے کروفر اور شان و شوکت سے حکومت کی۔ یہ عظیم المرتبت اور عادل بادشاہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے نویں سال فوت ہوا۔ سیدنا خالد السیف اللہ کو صدیق اکبر نے عراق پر چڑھنے کا حکم نو شیر و ان کی وفات کے چون پہنچن سال بعد میا اس پہنچن سالہ دور میں سات حکمران گزر چکتے۔

جس وقت خلیفہ رسول مسیح نا صدیق اکبرؑ نے سیدنا غالی سیف اللہ رضی کو عراق کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس وقت عراق کا شمال شرقی حصہ فارس کی شہنشاہی کے مانع تھا اور جنوبی عربی حصہ میں عربوں کی بالادستی تھی۔ ان کا حکمران چند برس پہلے مالک بن فہم تھا۔ بعد میں قبیلہ لخم کے عمرو بن عدی نے لمحی خاندان کی ہینادر کی یہ لوگ فارس کے باہم زاروں کی حیثیت میں حکمران تھے۔ اس خاندان کو منذر بھی کہا جاتا تھا۔ منذر خاندان کے آخری بادشاہ نے فارس کے شہنشاہ خسرو پرویز کے خلاف بغاوت کر دی جس کی پاداش میں اسے ہاتھیوں کے پاؤں تسلی روپ نہ کر مار دالا گی۔ نیچجہ عربوں نے بغاوت کر دی مگر اسے فرما دیا گی اور خاندان نند کی چکہ قبیلہ طے کے ایک فرد ایاس بن قبیصہ کو بادشاہ بنایا گی۔

بابل کی تہذیب کی داستانیں اُجھ بھی ربان نہ خواص و عوام ہیں۔ عراق کی تہذیب فارس سے بھی پرانی تھی۔ وہ ایک خوش حال، دولت مند اور تمدن ملک تھا۔ اس ملک کو جبلہ و فرات نے سر سبز و شاداب بنارکھا تھا۔ طیسفون اور جیراں ملک کے مشورہ شہر تھے۔ جواب صفحہ ہستی پر موجود نہیں۔ طیسفون کو عرب ملائیں کہتے تھے۔ تیسرا شہر اپنے تھا۔ جو فارس کی مرکزی بندرگاہ تھی۔ جمال ہندوستان، چین اور دوسرے ممالک کے تجارتی جہاز اُنگر انداز ہوتے تھے۔

خلیفہ رسول سیدنا صدیق اکبرؑ نے سیدنا غالی سیف اللہ رضی کو عراق کی طرف جب پیش قدی کا حکم دیا اس وقت عراق پر فارسی اور عرب دو لوں کا اقتدار تھا۔ عراق میں مقیم افراد اس وقت کی معلوم دنیا کی متمدن ترین اقوام تھیں جو اپنے الاتِ حرب، اپنی حرپی صلاحیتوں میں ممتاز ترین مقام پر فائز تھیں۔

## سیدنا مشتی بن حارثہ رضی

عراق کی طرف پیش قدی کے حکم کا پس منظر یہ ہے کہ سیدنا مشتی بن حارثہ رضی قبیلہ بنو بکر کے سردار تھے۔ جن کے اسلام لانے کے وقت کا لیقین نہیں کیا جاسکا۔ غالباً اسال و فود کے زمانہ میں

وہ اسلام لاتے تھے جنگ پامہ کے تھوڑے عرصہ کے بعد سیدنا مشی عراق کی طرف متوجہ ہوتے۔ اور انہوں نے گوریلا قسم کے جملوں سے فارسیوں کی جنگی طاقت کا اندازہ کر لئے کہ بعد خلیفہ رسول مسیدنا صدیق اکبر رضی کی خدمت میں حاضر ہونا ضروری تھا۔ یہ فوری ۱۳۳ھ مطابق ذی قعدہ اللہ کا واقع ہے۔ دربارخلافت میں عراق کی شادابی اور نذریتی کے حالات بیان کر کے عرض کیا کہ مجھے اپنی قوم کی قیادت عنایت فرمائی جائے۔ دربارخلافت سے سند امارت لے کر وہ واپس لوٹے اور شیخ سے منزدہ قبائل میں اسلام پھیلایا اور دوہزار کا شکر جمع کر کے عراق پر چھاپے مارنے تفریغ کر دیتے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی نے ان حالات میں سیدنا خالد سیف اللہ رضی کو عراق کی طرف بڑھنے کا حکم دیا تھا۔ اس وقت تک اب رضی کے پیش نظر صرف یہ تھا کہ عراق کے عرب قبائل کو اپنے ساتھ نتالکہ فارس کی حکومت ملایا جاتے۔

سے عرب قبائل آزاد ہو جائیں۔ اور ساتھ ہی سیدنا خالد سیف اللہ رضی کو لکھا کہ جو فوجی اس میں شامل ہونے کے لئے آمادہ نہ ہوں انہیں واپس اپنے گھروں کو لوٹ جانے کی اجازت دے دی جائے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی نے اپنے شکر کو جمع کر کے خلیفہ رسول مس کا حکم سنایا۔ ان کے ساتھ تیرہ ہزار کا شکر تھا۔ جس میں سے صرف دوہزار ان کے ساتھ رہ گئے۔ اس تشویشناک صورت حال سے سیدنا خالد سیف اللہ رضی نے خلیفہ رسول مس کو مطلع کیا۔ جمع عام میں خلیفہ رسول مس نے یہ خط پڑھ کر سنایا اور آخر انہوں نے ایک دلیر لوح و اسناد قفعاع بن عمر و کو طلب کر کے سیدنا خالد سیف اللہ رضی کی مگک کے لئے روانہ ہونے کا حکم فرمایا۔ لوگ جیسا تھا کہ ان مشکل حالات میں صرف ایک آدمی کی لگ کیا متنے رکھتی ہے۔ مگر خلیفہ رسول مس کی حریت بصیرت اور جنگی فراست ان سب کے پر وائزیل سے کیمیں بلند تر تھی۔ چنانچہ اگرے معلوم ہوا کہ سیدنا قفعاع ایک فرد واحد نہیں تھے بلکہ ایک پوری فوج تھی۔ اُدھر اپنے نے سیدنا خالد سیف اللہ رضی کو عراق کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور دوسرا طرف سیدنا مشی اور سیدنا مذعون عدی نامی شمال مشرق عراق کے ایک نامور سردار کو لکھا کہ وہ اپنی افراج کے ہمراہ سیدنا خالد سیف اللہ رضی کی فوج میں شامل ہو کر ان کے ماتحت کا روانہ

کریں۔ اپنے سیدنا خالد سیف اللہ رضوی کو ان کے ہدف سے بھی آگاہ فرمایا۔ کہ سب سے پہلے ابلد کے مقام سے اپنی کارروائی کا آغاز کریں۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضوی کی عمر میں وقت الٹا میں سال تھی۔ جب انہوں نے مرتدین کے قلع قمع کے بعد عراق کی فتح کی کارروائی شروع کی۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضوی کی ذات اب ایسی کشش کا مرجع بن گئی تھی کہ مختلف قبائل کے لوگ جو حق دیجو تو اپنے لشکر میں شامل ہونے کے لئے امندھتے چلے آتے اور چند روز میں وہ ہزار کا لشکر جمع ہو گیا۔ شمال مشرقی عرب میں چاراہم سردار تھے۔ سیدنا مشنی بن حارثہ رضوی سیدنا مدد عور بن عدی رضوی، سیدنا ہبہ طریف اور سیدنا سلم رضوی۔ سیدنا صدیق اکبر رضوی انہیں لکھ پڑتے کہ اپنی اپنی افواج جو کہ سیدنا خالد سیف اللہ رضوی کی زیر قیادت کارروائی کریں۔ اپنے انہیں حکم دیا کہ ایکم کے مقام پر جمع ہو جائیں۔

## جنگ سلاسل عراق کی پہلی جنگ

سیدنا مشنی بن حارثہ رضوی کا خیال تھا کہ خلیفہ رسول اللہ مصطفیٰ عراق میں ایک خود مختار کمان سونپیں گے اور وہ داقی اس کی اہمیت بھی رکھتے تھے۔ تاہم خلیفہ رضوی کی اطاعت کے سامنے مستریم خمر دیا۔ ان چاروں میں سے ہر سردار کے پاس دو ہزار کا لشکر تھا۔ اس طرح سیدنا خالد سیف اللہ رضوی کی مکان میں اپنے لشکری ملک کراہیہ ہزار کا لشکر ہو گیا۔ ایران کی طرف سے عراق میں اس وقت ہمزان گورنر تھا۔ ایرانی شہنشاہیت میں روانچتا کہ سب سے بڑا ہم عہدہ دار کو ایک لاکھ درسم کا نام پہنچنے کی اجازت تھی۔ اس وقت ایرانی سلطنت میں ایسے چار تباہدار تھے جن میں سے ایک ہر ہزار بھی تھا۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضوی مارچ ۱۳۲ھ مطابق حرم ۱۳۲ھ پہام سے روانہ ہوئے اور راٹی کے ساتھ ہی انہوں نے ہر فرز کے پاس اپنے سفری کے ذریعے ایک خط بھیجا۔ جس میں لکھا کہ ایمان لے آؤ اور سلامت رہو۔ یا ہنسیہ ادا کر دا اس طرح تم اور تمہارے لوگ

ہماری پناہ میں رہیں گے۔ یا جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور میں ایسے لوگوں کو لے کر آکر ہوں جنہیں موت سے اس قدر پیار ہے جس قدر تمہیں اپنی زندگی سے پیار ہے۔“

ہمزیہ خط پڑھتے ہی غصے سے لال مجبوکا ہو گیا۔ اور اس نے فرماً ارشیر شنشاہ فارس کو حالات سے مطلع کیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضیانے شکر کو تین حصوں میں تقسیم کر کے عادم عراق ہوتے۔ ہر شکر کا دیوانی فاصلہ ایک دن کی راہ تھا۔ ہمز کا دار الحکومت الجہہ تھا۔ اور وہ کبیل کا نٹ سے لمبی مقابلہ کیتے تیار تھا۔

ہمز شنشاہی اقتدار کا سچا حامی، مزارج کا مغرب و اور مقامی عربوں کے لئے متعصب ذہن کا مالک تھا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی بھی خوب جانتے تھے کہ فارس سے مکر لینا ستمول کام نہیں آپ فارسی فوج کے بلند معیار، اس کے سپاہیوں کی جرأت اور اسلحہ کے استعمال کی مہارت سے بھی خوب واقع تھے۔ البتہ وہ نقل و حرکت میں اسلامی شکر کی طرح چست نہ تھے۔ مسلمان بھی نہم استفادہ کے نہ رکھتا۔ جنگ کے لئے سیدنا خالد سیف اللہ رضی کے سامنے دو راستے تھے ایک کاظمہ کی طرف سے دوسرا حنیفہ کی طرف سے آپ نے سوچا کہ ہمز نیقیناً کاظمہ کے راستے پیش کرے گا اس لئے انہوں نے حنیفہ کا راستہ اختیار کیا۔ آپ کی حرپی بصیرت نے ہمزان کے شکر کیلئے سنی تو سوچ پشاکر رہ گیا۔ اس نے فرما حنیفہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ بھاری اسلو جنگ سے لمبی طویل سفر کی صیبیت پسپا کر دی آپ نے بنائج پہنچ کر سیدنا مثمنہ رضی کے شکر کا بھی چارج لے لیا۔ ہمز کا کاظمہ میں اُنک جانا سیدنا خالد سیف اللہ رضی کے لئے مفید تھا۔ یعنی جو سی بھی مسلمانوں کی طرح گھر سے باہر رہتے ہر زندگی جیب سیدنا خالد سیف اللہ رضی کے حنیفہ پہنچنے کی خبر سنی تو سوچ پشاکر رہ گیا۔ اس نے فرما حنیفہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ بھاری اسلو جنگ سے لمبی طویل سفر کی صیبیت پسپا کر دی آپ نے پچاس میل کا فاصلہ طے کیا۔ اس نے باضابطہ ایک پیشہ ور سپہ سالار کے فوج کو میمیزہ میسرہ اور قلب کی صورت میں لکھ کر قیاد اور ابو شجان کو ہوازوں کی کمان سونپی اور خود قلب شکر کو منبعلا۔ فارسی شکر نے پانچ پانچ دس کی لڑکیوں میں اپنے

آپ کو زنجیروں سے باندھ لیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اس طرح فوج کو بھاگنے کا موقع نہیں ملتا اور وہ جم کر لے سکتے ہیں۔ اسی لئے اس جنگ کو ذاتِ الحال کی جنگ کا نام دیا گیا ہے۔ انہیں کیا معلوم تھا۔ کہ مسلمان جانبازوں کے محلے کے وقت یہی زنجیروں انہیں فرار سے روک کر ان کی ہلاکت کا موجب بنتے گی ان زنجیروں سے وہ یہ فائدہ بھی اٹھا سکتے تھے کہ غیم کے سوار زنجیروں کی وجہ سے آگے نہیں پڑھ سکتے تھے۔ مگر ہر مرکے عرب امدادی دستوں نے اپنے آپ کو زنجیروں کے چندوں سے آزاد رکھا۔ اب سیدنا خالد سیف اللہ رضی اس سے قبل کہ قاریٰ الحکیم سیجعل سکے ان پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہو گئے۔ مگر مشکل یہ پیش آئی کہ مسلمان لشکر کے پاس پانی نہیں تھا۔ اللہ کی قدرت اچانک آسمان ابر کا لود ہو گیا اور اس قدر بارش بر سی کہ لشکر نے جی بھر کر پانی پیا اور اور اپنی پکھالیں بھر لیں۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی نے میہنہ اور سیرہ کی تیادت سیدنا عاصم بن حرد اور سیدنا عدعی بن حاتم کے پیروکی اپریل ۱۳۲۴ء مطابق محرم ۱۳۲ھ میں یہ جنگ لڑی گئی۔

ہر مرکھوڑے پر سوار اپنے لشکر سے آگے نکل کر میدان میں پہنچ گیا اور لکار کر کا خالد رضی کا ماں پے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی نے بھی گھوڑے کو اظہر لگائی اور اس کے سامنے جا کھڑے ہوتے۔ ہر مرکھوڑے سے اتر کر پیدل لڑنے کی خواہش کا انعام کیا۔ دراصل وہ ایک منصوبہ کے تحت ایسا کر رہا تھا۔ اس نے کچھ فاصلے پر چند جنگو گھات میں بھمار کئے تھے۔ اور انہیں کما گیا تھا کہ میں جب خالد رضی سے گھنم کھتا ہو جاؤں تو تم آگے بڑھ کر اس کا کام تمام کر دینا۔ پہلے تلوار اور دھماں کے کے ساتھ مقابلہ شروع ہوا۔ دونوں ایک دوسرے کی مبارت پر حیران تھے۔ اب ہر مرکے اپنی تلوار پھینک کر کشتی لڑنے کی خواہش کا انعام کیا۔ سیدنا خالد رضی نے بھی تلوار پھینک دی اور دونوں ایک دوسرے سے گھنم کھتا ہو گئے۔ یہ موقع تھا کہ ہر مرکے گھات میں بھارتے ہوتے آدمی بھیٹ کر سیدنا خالد رضی پر حملہ آرہیں۔ مگر آپ نے اپنی خداداد ذرا سنت اور طاقت سے ہر مرکھوڑے پر چاروں طرف گھما نا شروع کر دیا۔ فارسیوں کے لئے سیدنا خالد سیف اللہ رضی پر حملہ کرنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ سیدنا قعقاع بن عمرو رضی دو کھڑے فارسیوں کے اس مکالا نے قتل کر

تاتاڑ کرنے والی کی طرح ہر مزان کے مدگار فارسیوں پر ایک برق خاطفت کی طرح پکے اور چند لمحات میں انہیں واصل بجهنم کر دیا۔ یہ تھی سیدنا صدیق ابجرض کا یک نفس مگر فارسی قاتلوں کے واصل بجهنم ہونے پر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ اور اکبر کر کر دیا۔ یہ سب کچھ ایسے ہوا کہ انسانی نظر اس منظر کا تعاقب نہ کر سکیں۔ اب جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی اسلامی لشکر کے دونوں بازوں پر ایک پر ٹوٹ پڑے۔ قیادا اور شجاع نے اپنے لشکر کو بازگشت کا حکم دیا۔ زنجیروں میں بند ہے ہوتے ایرانی بے دریغ موت کا لقب بننے لگے۔ قیاد اور الوشجان اپنے لشکر کی کافی تعداد لے کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ ہر مزان کی ایک لاکھ کی ٹوپی فوجی دستور کے مطابق سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو ملی۔ مال غنیمت کا پانچواں حصہ دربار خلافت کو پیچھے دیا گیا۔ ہر سوار کے حصے میں ایک ہزار درہم اور ہر پایاۓ کے حصے میں تین صد درہم آتے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی عالی حوصلگی ملاحظہ ہو کہ انہوں نے ہر مزان کی ٹوپی بھی دربار خلافت میں بھیج دی۔ مگر خلیفہ رسول سیدنا صدیق اکبر نے انہیں واپس لوٹا دی۔ فارسیوں اور ان کے مدگار عویوں کے ہل و عیال کو گرفتار کر دیا۔ مگر جن لوگوں نے جنگ میں عملًا کوئی حصہ نہیں لیا تھا انہیں کوئی تقصیان نہیں پہنچایا گیا۔ اور انہوں نے جزیہ دینا ممنظور کر لیا۔

ہر مزان نے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے عراق پر حملہ کی اطلاع دربار ایران میں بھیجی تھی وہاں سے ایک بہادر سردار قارن فوج لے کر روانہ ہوا۔

جنگ دریا راستے میں اسے ہر مزان کے قتل کی خبر ملی۔ اس نے بھگڑے سے فوجیوں کو موح کر کے حوصلہ دلایا اور اسے ٹھہر کر دیا تھے معقل کے کنارے پڑاؤ ڈالا۔ ادھر سے اسلامی لشکر بھی پہنچ گیا۔ قارن، الوشجان اور قبا و تیزیوں پر سردار ایک محاڈ پر جمع ہونے

کے لئے روانہ ہوتے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی نے سیدنا مشنی کو دہنار کا شکر دے کر دیکھ بھالے کے لئے آگے بھیجا۔ لاسنے میں حسن المرأة کا قلعہ پڑا تھا۔ سیدنا مشنی نے اس قلعے کے محاصرے کے لئے اپنے بھائی معنتے کو چھٹا اور خود آگے بڑھتے چلے گئے۔ اس قلعہ کی حکمران ایک عورت تھی اس نے اسلام قبول کر کے معنتے سے نکلاج کر لیا۔ سیدنا مشنی کے سبک رفتار دستے نے دشمن کے ایک نبردست فوج سے زابطہ قائم کر لیا۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی کاظمہ سے روانہ ہو گر الہ سے دل میل جنوب پہنچ گئے۔ آپ اپریل ۶۳۲ھ میں سیدنا مشنی کے پاس پہنچ گئے۔ قارن نے پشت پر دربار کا حکم عقب سے حملہ ہو سکے۔ دونوں فوجیں آمنے سامنے صفت آکا ہو گئیں میہنة اور میسرہ کی کمان قباد اور انوشجان نے سنبھالی۔ قلب قارن کی تیاری میں رہا۔ اس نے احتیاطاً دریا پر کشتیاں تیار رکھتے کا حکم دیا۔ سب سے پہلے قارن نے آگے بڑھ کر مبارز طلبی کا فعرو لگایا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی ابھی صرف سے نکل ہی رہے تھے کہ سیدنا معقل بن الاعشی قارن کے سر پر پہنچ گئے۔ یہ ایک بڑے بالکل شمشیرزن تھے۔ سیدنا معقل نے قارن کو قتل کر دیا۔ اب دو ایرانی سردار قباد اور انوشجان میدان میں آتے۔ سیدنا عاصم اور سیدنا عادی ان کے مقابلے کیلئے نکلے اور ان دونوں کو داصل بھینم کر دیا۔ اس کے بعد سیدنا خالد سیف اللہ رضی نے عام تھے کا حکم دے دیا۔ فارسی فوج اپنے تین سالاروں کو قتل ہوتے دیکھ کر حوصلہ ہار چکی تھی۔ اس عام حملہ کی تالاب نہ لکر وہ بھاگ نکلے اور دیبا کا رُخ کیا۔ وہ اندر ہادھن کشتوں میں سوار ہونے لگے۔ اس افرافری میں ہزاروں قتل ہوتے مگر دہناروں کی نکل۔ مسلمانوں کے پاس دیبا غیر کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ اس لئے وہ تعاقب نہ کر سکے۔ تمام مقامی باشندوں کے سردار امان طلب کرنے کیلئے سیدنا خالد سیف اللہ رضی کے پاس پہنچے آپ نے ان سے کوئی تعرض نہ کیا۔ حضرو کے مقام پر مصروف جمع کرنے کیلئے سیدنا سوید بن مقرن کو مقرر کیا۔ اور مختلف اطراف میں دریافت حالات کے لئے مختلف دستوں کو روانہ کیا۔

## ولجہ کی جنگ جسے جہنم ولجم بھی کہا گیا ہے

اب سیدنا خالد سیف اللہ رضی کی پوزیشن صرف ایک فوجی کمانڈر کی حیثیت کی نہ تھی بلکہ مفتوضہ علاقوں کا نظم و ضبط، جنری اور زکوٰۃ کی وصولی غرضیکہ تمام طکی امور کی ذمہ داری ان کے سپرد تھی۔ گویا اب الگ وہ ایک طرف اسلامی فوجوں کے سپر سالارا عظم تھے تو دوسرا طرف مفتوضہ علاقوں کے عامل بھی تھے۔ ان کے پے درپے تین کامیابیوں نے ملائیں کے شاہی محلات ہیں کھلبی پیدا کر دی تھی۔ ایرانی حکومت اور اس کے کارپوری دارازیہ سوچنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ صحرائے عرب کے بدواب ہمیں انکھیں دکھانے لگے ہیں۔

ایرانی شہنشاہ اردشیر نے بڑی دو اندیشی سے یہ سوچتا شروع کیا کہ صحرائے عرب سے اٹھتے ہوئے اس طوفان کا رخ کس طرح واپس مورثا جائے ورنہ کم ایسا تو ہو سکے کہ وہ منزد پیش قدمی سے رک جائیں۔ جنگ دریا کے مقام سے ملائیں کافا صلحہ تین صد میل تھا۔ مگر انہوں نے نہ برسانی کا ایسا اعلیٰ انتظام کر کھا تھا کہ اونچی آواز والے لوگوں کو مناسب فاصلے پر کھڑے ہوئے کا حکم دے کر انہیں ہدایت کی گئی تھی کہ ایک آدمی آزاد سن کر دوسرے کو پہنچاتے وہ۔ تیرے کو علی صدالقیاس ایک دن میں سینکڑوں میل تک خبریں پہنچ سکتی تھیں ایرانی شہنشاہ نے حکم دیا کہ تمام فوجی دستے دار الحکومت میں جمع ہو جائیں۔ اردشیر نے سیدنا خالد سیف اللہ رضی کو روکنے کیلئے ولجہ کا مقام تجویز کیا۔ یہ مقام آج کل عین الماری کے نام سے موسوم ہے۔ شاہی حکم پاکر مشورا ایرانی شمشیر زن انداز غر ایک بڑی بھاری فون لے کر ولجہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے معاً بعذہ بھن جو ایک لاکھ درہم والی ٹوپی کی حیثیت کا آدمی تھا وہ بھی روانہ ہو گیا۔ بھن نے انداز غر کا راستہ چھوڑ کر ایک دوسری راستہ اختیار کیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی کو ان کے جا سوں لمبے لمبے کی خبریں پہنچا رہے تھے۔ انہوں نے سوچا اگر یہ دونوں لشکر اپنے ذمہ دارلوں سے عمدہ برآہنسے کے متعلق سوچ رہے تھے۔ انہوں نے سوچا اگر یہ دونوں

لشکر ایں میں مل گئے تو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتے گا۔ پھر یہ بات بھی ان کے پیش نظر تھی کہ اگر ان کے ایک لشکر کو شکست دی تو اس لشکر کے جمیلوں حسب سابق دوسرے لشکر میں جا میں گے۔ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جاتے کہ جس لشکر کو شکست دی جائے اس کے بعد گزندوز دوسرے لشکر میں جا کر شامل نہ ہو سکیں۔ حری بصیرت کی آنہتا!

سیدنا خالد سیف اللہ رضنے اللہ کا نام لے کر انداز غزرہ فوج پر حملہ کر دیا۔ اسلامی فوج کا مینہ اور میسر و حسب سابق سیدنا عاصم اور سیدنا عدی کی قیادت میں تھا انداز غرنے اپنے سامنے پھیلے ہوئے مسلمان لشکر کی تعداد دیکھی تو خوشی سے چولانہ سماں صرف دس ہزار پہلی فوج۔ مسلمان بھی ہیران تھے کہ ہمارے سوار دستے کیں نظر نہیں آتے۔ جنگ شروع ہو گئی۔ مگر ایک مسلمان مجاہد کا مقابلہ متعدد ایرانیوں سے تھا۔ ایرانی سالار تھکے ہوتے فوجیوں کی جگہ تازہ دم فوجی بھیج رہا تھا مگر مسلمان فوجیوں کو یہ سوالت حاصل نہ تھی۔

جنگ کے دوران ایک عظیم الحبیشہ اور قوی ہسکل پلوان جس کا نام ہزار مرد تھا۔ ذکارتہ ہوا مسلمانوں کی طرف پڑھا۔ اور مبارز طلبی کی۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اگے بڑھے اور چند منٹوں میں اس دلوکوڈھیر کر دیا۔ اور اپنی فوج کا حوصلہ بڑھلنے کیلئے خادم کو آواز دی کہ میر کھانا لاو اور اسی دیلو کے سینہ پر بیٹھ کر کھانا کھایا۔ لڑائی کا پہلا دور ختم ہوا۔ دوسرا دور ایرانیوں کے جوابی محلے سے شروع ہوا۔ ایرانی سیالاب کی طرح مسلمانوں کی طرف بڑھے اب اسلامی لشکر کی طاقت حواب دینے لگی۔ انداز غزر کو نظر آئے لگا کہ اب فتح قدموں کے نیچے ہے اور مجھے لاکھ درم والی لوپی ملنے والی ہے۔ حالات نہایت نازک مقام پر پہنچ گئے کہ سیدنا خالد سیف اللہ نے ایک طرف دیکھ کر ایک مخصوص اشارہ کیا۔ اگلے ہی لمحے ایرانی فوج کے عقب سے مسلم رسالہ گھوڑے دوڑا ہوا حملہ اور ہو چکا ہے۔

عقب سے اسلامی رسالہ کا حملہ ایرانیوں کے لئے موت کا پیغام ثابت ہوا۔ فتح کی خوشی کی بجائے دیشت اور خوف نے ان کا خون خشک کر دیا اب مسلمانوں کو معلوم ہوا

کہ ہمارا رسالہ کہاں تھا۔ ایسا نیوں کے عقب میں اسلامی رسالہ سامنے پیدل فوج ایسا نیوں میں بھگڑا کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ ہمزا اور قارن کی فوجوں نے بھی شکست کھاتی تھی مگر انداز غر کی فوج کا توجہ دی ملت گیا۔ خود انداز غر صحرائی طرف بھاگ نکلا اور کہیں پیاس سے تڑپ تڑپ کمر گیا۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضے نے اپنے تھکے ماندے جانبازوں کو جمع کیا۔ اور کہا ”کیا تمین سر زمین فارس کی دولت نظر نہیں آتی کیا تمین سر زمین عرب کے مغلی باد نہیں کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اس ملک میں فصلوں نے کس طرح زمین کو ڈھانپ رکھا ہے اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماد فرض نہ ہوتا تو بھی ہم اس دولت مند ملک کو فتح کرنے کے لئے آتے۔ اور اپنے صحراوں کی بحکم کو اس خواجہ کی فرداں سے بدل لیتے جواب ہماری ہے“

جنگ ولجہ سے ایک دن پہلے اپنے نے دو مسلمان مکانداروں سیدنا یوسف بن ابی اسلم اور سیدنا سعید بن مرہ کو بللاکر مناسب بہلیات دیں۔ اور انہیں انتہائی لاذداری سے کام لینے کی بہلیات دیں۔ یہی وہ رسالہ تھا جس نے عقب سے حملہ کیا تھا۔ مئی ۱۳۷ھ مطابق صفر ۱۹۶۸ء میں یہ جنگ لڑی گئی۔

## دریلے تے خون

فارسیوں کے خلاف تین بڑی جنگوں میں سیدنا خالد سیف اللہ رضے بڑی کامیابی سے فتح حاصل کی۔ جنکے مختصر میں جنگوں سے بچے کچھ بھیگوڑے الیس کے مقام پر جمع ہونا شروع ہو گئے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضے کو جسدش کے ایک مقام پر جمع ہونے کی اطلاع میں تو اپ اخبارہ ہزار کا لشکر لے کر الیس کی طرف روانہ ہوئے۔ انہیں راستے میں خسیف کا دیبا عبور کرنا پڑا۔ ایمان کے شاہی دریا میں اکٹھل چی ہوتی تھی وہ اسات پر سخت سیران تھا کہ بھوکے نئے اور نہ زیب و

کی زندگی سے ناہشنا مختلف قبائل میں بھرے ہوتے بد کس طرح ایک عظیم طاقت بن کر ان کے بڑے بڑے تین لفکروں کو شکست دے چکے ہیں۔ لیکن باہر صدیوں کی منظم اور متدر حکومت کے لئے تین شکستیں کوئی خاص اہمیت نہ رکھی تھیں اس عرصہ میں قبیلہ بنو بکر کے عیسائی ملاٹن شاہی دربار میں حاضر ہوتے اور چلا کہ تھیں آزادانہ اولاد پنے طور پر مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کی اجازت دی جاتے۔ ایرانی دربار کے لئے یہ بڑی چانفر اجر تھی کہ عیسائیوں کے عرب قبائل مسلمان عرب فوج سے لڑنے کیلئے تیار ہیں۔ عیسائی عرب قبائل بھی الیں کے مقام کی طرف روانہ ہو گئے۔

شاہی دربار سے ایرانی فوج کے سالار اعظم بھیں کو مناسب ہدایات مل رہی تھیں اس نے اپنے نائب سپہ سالار جاہان کو الیں کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اور بھیں مناسب ہدایات اور مشوروہ لینے کے لئے ملاٹن پہنچ گیا۔ اردشیر اس وقت سخت بیمار تھا اور بھیں وہیں رک گیا جاہان الیں پہنچا اس نے وہاں عیسائی عربوں کی لائفاد فوج دیکھی اور بڑا خوش ہوا۔ عیسائی عربوں کا سالار عبدالاسود تھا جس کے دو بیٹے ولجہ میں قتل ہو چکے تھے۔ اور وہ آتشِ انتقام بنا ہوا تھا۔ آج ان مقامات کا صحیح محل وقوع معلوم کرنا مشکل ہے۔ ابتداء زمانہ سے دریاؤں کے رخ بدل گئے پرانے شہر صفحہ سستی سے نابود ہو گئے اور نئے شہر آباد ہو گئے۔ اس لئے الیں کا صحیح محل وقوع معلوم کرنا مشکل ہے البتہ اس قدر معلوم ہے کہ اس کے قریب ایک دریا بہتا تھا۔

جاہان کے شکر کے الیں پہنچنے سے پہلے سیدنا مشیث اپنے تیز رفارسلے کے ساتھ الیں پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے اپنی حرbi بصیرت سے کام لے کر حالات کا جائزہ لیا اور سیدنا خالد سیف اللہ رضہ کو تمام حالات سے مطلع کیا۔ آپ نے سیدنا مشیث کا پیغام ملتے ہی اپنے پڑاؤ سے کوچ کیا۔ اور حسب سابق میہما اور میرہ کی قیادت سیدنا عاصم بن عمرو اور عدی بن حاتم کے سپرد کی۔ مسلمانوں کا شکر جس وقت دشمن کے سر پر پنجا شمن کھانا کھلنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ ادھر وہ کھانے پر بیٹھے ادھر مسلمان کا شکر ان پر ٹوٹ پڑا۔ صرف عیسائی عرب مقابلہ

پر آتے۔ فارس کے لشکر نے جب سروں پر موت کے ساتھ دیکھے تو وہ بھی میدان جنگ میں کو دپڑے ہے خاک جنگ سے دریا تقریباً دمیل دور رہتا۔ یہ جنگ مختلف ذلیل جنگوں کا ایک مجموعہ تھی۔ عیسائی عرب سوار پر ہے تھے میں ہی سیدنا خالد سیف اللہ رضہ کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ ابتداً دو گھنٹے بڑی شدت کی جنگ رہی۔ جنگ کا ریا زور دریا کے کنارے محتلاً مسلمان جانیاں ہر پر آگے بڑھنے کی کوشش کرتے مگر بچھے دھکیل دیتے جلتے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضہ نے جب یہ صورت حالات دیکھی تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہاتھا ہٹا دعا کی۔

اے ائمہ اگر تو ہمیں فتح دے تو میں ان دشمنان اسلام میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑ دیں گا مسلمانوں نے اذسر نو منظم ہو کر جملہ کیا۔ سر پر کے قریب ایمانی لشکر میں بہریت کے اشارات نظر آئے گے۔ اور پھر وہ بھائیوں کے ہزاروں قتل ہوتے۔ بھائیوں کے ہزاروں قتل ہوتے ایرانی لشکر کے متعلق سیدنا خالد سیف اللہ رضہ نے اپنے رسالے کو حکم دیا کہ انہیں زندہ گرفتار کرنے کی کوشش کرو مسلمان جماہد یا نیبی اور عیسائی عربوں کو ٹولیوں میں ہاتک کر لاتے رہے اور دریا کے کنارے انہیں قتل کیا جاتا رہا۔ یہ سلسلہ تمام رات اس سے الگا پورا دن اور اگلے دن کے کچھ حصے تک جاری رہا۔ تیرسرے دن کے آخری وقت آخری آدمی قتل ہوا۔ مورخین نے کہا ہے کہ دریا کا تمام پانی خون سے سرخ ہو گیا تھا۔ اس لئے اسے دریا نے خون کا نام دیا گیا۔

ایرانی فوج بھاگ رہی تھی اور سوار دستے اس کا تعاقب کر رہے تھے اور پسیل دستے ایرانیوں کے پکے ہوئے کھلنے سے اپنے کام وہن کی تواضع کر رہے تھے۔ طبیری کے قول کے مطابق اس جنگ میں ست ہزار ایرانی اور عرب عیسائی قتل ہوئے تھے بے شمار مال غنیمت کے ساتھ شکست خورده سپاہ کے الی و عیال بھی تھے۔ مگر ان کا سالار جا بان بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ اگلے روز سیدنا خالد سیف اللہ رضہ نے مقامی لوگوں سے ایک معاهدہ کیا اور لائن لے جنریہ ادا کرنا قبول کر لیا۔ مقامی باشندوں نے مسلمانوں کے لئے مجاہوسی کے فرائض

اماکرنے کا وعدہ بھی کیا۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ موتہ کے بعد ایس کی جنگ تمام عمر یاد ہی اور مستقبل میں اکثر اس جنگ کا ذکر کرتے تھے۔ اس جنگ کے خاتمہ کے ساتھ ہی نو شیر و ان کا پروپن اور دشیر بھی اس شکست کے حدمہ سے جانبرہ ہو سکا۔

## حیرا کی فتح

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معزکہ سے فارغ ہو کر متی سال مطابق ربیع الاول ۱۴۲ھ امیشیا کی طرف روانہ ہوتے۔ آپنے امیشیا کو نوجی پیشگاہ کے طور پر اپنا ہیئت کوارٹر بنانا پا ہتے تھے مہاں پنچ کر معلوم ہوا کہ تمام شہر بالکل سنان پڑتا ہے۔ دکانیں اور مکان سماں نوں سے بھرے پڑے ہیں مگر کوئی متنفس موجود نہیں۔ یہ شبہ و سعت، ایجادی اور شان و شوکت کے لحاظ سے حیرا کا ہم پتا تھا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضیہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس شبہ میں ایک متنفس بھی موجود نہیں۔ آخر دییافت سے معلوم ہوا کہ شہر کے جان افراد تو ایس کی جنگ میں کام آچکے ہیں اور بودھے بچے اور عورتیں مسلمانوں کی یلغار کے خوف سے نواحی علاقوں میں منتشر ہو کر روپوش ہو گئے ہیں معلوم ہوتا ہے۔ سیدنا خالد سیف اللہ تعالیٰ کی فتحات اور ان کے جنگی کارنامے اب ایک درہشت بن چکے تھے۔ مسلمانوں نے امیشیا کے مال کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عطا یہ بھجا۔ اور ہر وہ چینز جو اٹھاتی جا سکتی تھی اپنے قبضہ میں کر لی۔ موخین نے لکھا ہے کہ امیشیا سے اس قدر مال طلا جس قدر عراق کی سابقہ چار لاٹائیوں میں حاصل نہیں ہو سکا تھا۔ مال حاصل کرنے کے بعد شہر کو تباہ کر دیا گیا۔ اور مال غنیمت

کا پانچواں حصہ دریا خلافت کو بیج دیا گیا۔ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہ پے سیدنا خالد سیف اللہ تعالیٰ کی فتوحات کی خبریں سن سن کر اب بہم طور مطمئن تھے۔ اور مال غنیمت کی فراوانی سے مسلمان مالا مال ہو کر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف

سے اسلام کے لئے ایک آئی رحمت سمجھ رہے تھے امغیشیا۔ کامال غنیمت دیکھ کر  
خلیف رسول سینا صدیق اکبر نے مسلمانوں کی مسجدیں جنم ہونے کا حکم  
فرمایا جب وہ بعث ہو چکے تو اپنے فرمایا۔

”لے قریش تمہارا شیر پہلے کسی شیر پر حملہ کرتا تھا اور غالباً آتا تھا۔ مگر اب اس  
کا نام سن کر ہی دوسرا شیر لوٹلوں کی طرح بھٹ میں مس جلتے ہیں۔ عورتیں  
اس شیر کی طرح بیٹا جننے سے اب عاجز ہیں“

یہ فرمائے کے بعد اپنے مال غنیمت کی تقسیم کا حکم دیا جس سے مدینے کا ہر گھر ان مالدار ہو گی اور  
کوئی حاجت مند باقی نہ رہا۔

یہ سب کچھ جیرا کا حکم اذابہ سن سن کر گھبرا رہا تھا۔ کاظمہ، معقل، ولیہ اور المیں کی خلائقوں  
نے اسے پریشان کر رکھا تھا۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ اب جیرا کی باری ہے۔ ایرانی فوج کے تمام اہم سپالد  
اور ہپلوان قتل ہو چکے تھے۔ اپنے شنشاہ کی بیماری اور ایرانی فوجوں کی دل برداشتگی بھی اس کے  
سامنے تھی۔ اذابہ پچاس ہزار کٹوپی کا مالک تھا وہ جیرا کا حکم ہی نہیں بلکہ فوجی پس سالار بھی  
تھا۔ جیرا کا بادشاہ ایاس بن قبیصہ مرلئے نام بادشاہ تھا۔ اذابہ نے اپنی ذمہ داریوں کو پورے  
شعر سے بھلنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ اس نے اپنی فوج شہر سے نکال کر اپنا پڑاؤ دلا  
اور اپنے بیٹے کو سیدنا خالد سیف اللہ رضی کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے آگے بھجا۔ اور اسے  
مناسب ہدایات دیں سیدنا خالد سیف اللہ نے نقل و حمل کیلئے بڑی کشتوں سے کام لیا۔

مال مقامی عرب تباہ تھے۔ اور شکر کو دیا کے کنارے کنارے کوچ کا حکم دیا مگر اذابہ کے  
بیٹے نے چھپے سے اپنے باپ کے حکم کے مطابق دریا پر بند باندھ کر اس کا رخ موڑ دیا تھا۔ مسلمانوں  
کی کشتیاں اچانک زمین سے جا لگیں۔ اپنے نے کشتیاں چھوڑ کر اپنا سفر جاری رکھا۔ سُتی کہ وہ  
اس مقام پر پہنچ گئے جہاں دریا پر بند باندھ لیا تھا۔ باد قدری کے مقام پر فارسی شکر سے پلی  
جھر پڑ پھر ہوئی۔ اور وہ بھاگ نکلے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے دریا کا بند بکھر لایا تو اپنی

پھر جاری ہو گیا۔ مسلمانوں کا لشکر آگے بڑھ کر اذاذہ کے بیٹھے کے کپ پر ٹوٹ ہلا اور  
وہ سب لقرہ اجل بن گئے یعنی ملک چند سوار بھیگ کر اپنی جان بچا کے جنمول نے اذاذہ  
کو جا کر تمام حالات سناتے بیٹھے کے قتل کی خبر کے ساتھ ہی اسے ملان سے امداد شیر کے  
مرنے کی اطلاع میں اذاذہ دل برداشتہ ہو کر ملان روانہ ہو گیا۔ اور یمن کو جا کر تمام روایات میں  
سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے کسی مذول مقام پر ہیائی سفر چھوڑ کر اپنی پیش قدمی  
جاری رکھی اور حیرا سے تین میل کے فاصلہ پر خود و نق جا پہنچے وہاں اپنا بینادی کپ بنا کر حیرا  
کی طرف بڑھ دہاں کسی نے مقابلہ نہ کیا۔ شہر کے تمام پاشندے موجود تھے۔ وہ نہ بھائے  
اور نہ کسی قسم کی مزاحمت کی۔ مسلمانوں نے بھی ان سے کوئی تعرض نہ کیا۔ لیکن حیرا کے چار قلعوں  
کے اندر حیرا کے عیسائی عربوں کے فوجی بیش موجود تھے۔ جو اپنے سالاروں کے تحت مسلمانوں  
کے خلاف اڑنے کو تیار تھے چاروں قلعوں میں ان کے سرداروں کے چار عمل تھے جو قصر ایضاں  
قصر العدیین، قصر بنو مازن اور قصر بقیہ کے ناموں سے موسوم تھے۔ سیدنا خالد سیف اللہ عنہ  
نے ہر قلعہ پر حملہ کرنے کے الگ الگ چار جیغیں ترتیب دیتے۔ سیدنا ضارب الازور کو قصر ایضاں  
کی طرف سیدنا ضارب الخطاب شہ کو قصر العدیین کی طرف سیدنا مشنثہ کو قصر ابن بقیہ کی طرف  
بھیجا اور انہیں ہدایت دی کہ پہلے حسب دستور ان کے سلسلہ اسلام پیش کیا جاتے الگ وہ اسلام  
تبلیغ کریں تو جزیرہ کیلئے کما جاتے۔ اگر وہ جزیرہ کی ادائیگی سے بھی انکار کر دیں تو ان پر حملہ  
کیا جاتے۔ مگر عیسائی عربوں نے کوئی شرط تسلیم نہ کی۔ سب سے پہلے سیدنا ضارب الازور عنہ  
نے قصر ایضاں پر حملہ کیا اور ان کے ساتھ باقی مسلمان پر سالاروں نے بھی حملہ کر دیتے۔ عیسائی  
عربوں نے شروع میں قلعوں کی فصیلوں سے بڑی بجی داری سے ملاقحت کی مگر آخر میں  
بھاگ نکلے۔ آخر قصر ابن بقیہ کا بڑھا عیسائی سردار جو اپنی عقلمندی، فراست اور اثر پوش  
کی وجہ سے ایک ممتاز حیثیت کا الگ تھا۔ قلعے سے نکل کر سیدنا خالد سیف اللہ عنہ کی طرف  
روانہ ہوا۔ وہ شہنشاہ ایران نو شیروان کا زمانہ بھی دیکھے ہوتے تھا اور شاہی ادب

اور حب و حرب کے امور سے کا حقہ، واقفیت رکھتا تھا۔ وہ جب سیدنا خالد سیف اللہ کے سامنے پہنچا تو آپ نے اس سے پوچھا تمہاری عمر کیا ہے جب دمیح نے کہا وہ سوال ان کی مزید لگفتگو سوال وجواب کے انداز میں ملا جائے ہو۔

سوال:- تم نے آج تک دنیا میں کون نبی بات دعیب تر دیکھی ہے۔

جواب:- یہا اور مشق کے درمیان یک عورت روٹی کا تکڑا لے کر ستر کرتی ہے مگر اسے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں (یہ اشارہ محتوا نو شیر و ان کے عدل کی طرف)

سوال:- تم کہاں سے آتے ہو؟

جواب:- اپنے باپ کی ریڑھ کی ہڈی سے۔

سوال:- میں پوچھتا تم کہاں سے آتے؟

جواب:- اپنی ماں کی رحم سے۔

سوال:- کہاں جائیں ہے؟

جواب:- اپنے سامنے کی طرف۔

ذری صل سید خالد سیف اللہ نے کان سوالات کے پوچھنے کا مقصد یہ دریافت کرنا تھا کہ تم کس مقام کی طرف سے آتے اور ہمیرے پاس کیسے آتے ہو۔ مگر یہا عیناً سفردار نہیں فلسفیات انداز میں جواب دے رہا تھا پھر آپ نے پوچھا۔

سوال:- تمہارے سامنے کی طرف کیا ہے؟

جواب:- آخرت۔

سوال:- سیدنا خالد سیف اللہ نے اس جواب سے جھلا کر کہا تم کہاں کھڑے ہو؟

جواب:- زمین پر۔

سوال:- لمحت ہے تم پر تم کس پیز کے اندر ہو؟

جواب:- اپنے کپڑوں کے اندر۔

سوال:- کیا میری بات تمہاری سمجھتی نہیں آرہی؟  
جواب:- ہاں ان خوب سمجھتا ہوں۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ ان فلاسفہ نامہ قسم کے جوابات ملنے کے عادی نہ تھے مطلب کی بات کرتے تھے اور مطلب کی بات سننے بوڑھے کے اس انداز تکلم پر وہ سپیٹلے گئے اور کہا۔

میں تم سے صرف مطلب کی چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔

بوڑھے نے جواب دیا۔ میں بھی مطلب کے جواب ہی دے سا ہوں۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے غصہ سے تملک کر کہا۔ دنیا اپنے احقر کو تباہ کر دیتی ہے مگر تمہارے بھی عقلمند دنیا کو تباہ کرتے ہیں۔

عبدالmessیح نے کہا اے سپر سالار! چینوی ہی جانتی ہے کہ اس کے بل میں کیا ہے اونٹ کو معلوم نہیں ہو سکتا۔

اب سیدنا خالد سیف اللہ عنہ نے محسوس کیا کہ یہ بوڑھا تو غیر معمولی دل و دماغ کا آدمی ہے۔ اس کے قام جواب اگرچہ کسی قدر مزاہیانہ انداز لئے ہوئے میں مگر میں صحیح، اپنے اب بوڑھے سے سمجھی گئی کے ساتھ پوچھا۔ مجھے کوئی ایسی بات بتاؤ جو تمہیں آج تک یاد ہو عقلمند بوڑھا چند لمحے سر جھکاتے کچھ سوتارا بچھروالا اے مسلمانوں کے سالار انظم۔ مجھے وہ دلتے خوب یاد ہیں جب ان قلعوں کے عقب میں چین کے جہاز اپنے بادیاں بچیلاستے ہوتے آتے تھے۔ (نوشیروان کے عدل و انصاف کے دور کی طرف بوڑھے کا یہ دوسرا اشارہ تھا) مختلف مخنوں نے مختلف اندازوں میں اس گفتگو کو قلبند کیا ہے آخر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہیں تم کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اس صورت میں تم ہمارے بھائی ہو گے۔ ورنہ بزریہ ادا کر دہم تمہارے دشمنوں سے بچانے کے ذمہ دار ہوں گے اگر تمہیں ان دلوں صورتوں میں سے کوئی بھی منظور نہیں تو میں بروز نوشیر نمہیں اسلام کا با جگذار نیا کردار ادا کر دم لوں گا۔

عبدالیح چند لمحات سر بکریاں رہا۔ اور پھر کہا ہم آپ کے خلاف لڑنے کا قطعاً  
کوئی آزادہ نہیں رکھتے اور پان دین بھی ترک کرتے کیلئے پیار نہیں۔ ہم جنہیں اداکریں گے غرضیکر  
صلح کا عہد نامہ مرتب ہو گیا۔ عبدالیح رخصت ہونے لگا تو اس کے خادم کے پاس سیدنا  
خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو ایک مصلی نظر آئی۔ آپ نے پوچھا یہ مصلی کیسی۔ عبدالیح نے  
جواب دیا۔ مسلمانوں کے سردار اگر میری اور آپ کی گفتگو کا کوئی نیجہ نہ نکالتا اور مجھے نظر آتا  
کہ میری قوم تباہ ہونے والی ہے تو میں اس مصلی میں رکھے زہر قاتل کو کھاکم ختم ہو جانا اور اپنی قوم  
کی بتاہی دیکھنے سے پہلے مرحباً معاہدہ کی وجہ سے الی ہجرتے سالانہ ایک لاکھ روپے ہزار درهم  
اداکرنے کا وعدہ کیا۔

**ایک تاریخی طبیفہ** | بقول بلاذری اور طبری۔ ایک روز حضور خاتم المصلویین صلی اللہ  
علیہ وسلم نے صاحبہ کرام رہنے کے سامنے ارشاد فرمایا کہ مسلمان  
مستقبل قریب میں ہیر اور فتح کریں گے۔ مسلمانوں نے ہیر کے حکمران عبدالیح کی بیٹی کرامہ کے  
جن و محل کی تعریف سن رکھی تھی۔ ایک سادہ لوح مسلمان نے دربار سالات میں عرض کی کہ یا رہن  
کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ کرامہ مجھ مل جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکاتے ہوتے فرمایا وہ  
تمہاری ہر گوئی وہ سادہ لوح مسلمان جس کا نام شویل یا خرم بن روس تھا سیدنا خالد سیف اللہ  
کے لشکر میں مدد و تحریک کی تھی تو دعاہدہ کے قلمبند ہوئے سے پہلے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ  
کے سامنے پیش ہو چکی تھی۔ اس لئے عہد نامہ میں بھی یہ شرط مذکور تھی کہ کرامہ مسلمانوں کے  
حوالے کر دی جائے گی۔ عبدالیح نے اپنے قلعے میں پینگ کی جب اس شرط کا ذکر کیا تو شاہی محلات  
میں بچل چکتی۔ مگر کرامہ خود ایک کنیز کو ہمراہ لے کر مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ گئی۔ شویل سرور  
انگیز عاشقانہ تصوراتیں سالوں کے انتظار کے بعد گوہر مقصود طلنے پر خوشی سے بچو لانہ کمالاً  
ہٹا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے شویل کو طلب کر کے اس کے گوہر مقصود اکی طرف  
اشارہ کیا۔ جب شویل آگے بڑھتا تو کرامہ نے اپنے چہرے سے پردہ ہٹا دیا۔ مگر وہاں جن محل

کے پیکر کے بجائے ایک اسی سالہ کھوست بڑھایا کو کھڑے پایا۔ شویل یہ دیکھ کر چکر لگا اور جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہہ وہی کر آئے جو اپنی جوانی کے لیام میں حسینان عرب ہیں اپنی مشال آپ تھی مگر اب کھوست بڑھایا ہے تو پٹا کر رہ گیا۔

بڑھایا شہزادی نے لگنگو میں خود پل کی اور کہا میرے جیسی بڑھایا تمہارے کس کام کیں تمیں اپنی آزادی کے بدلے جس قدر قم کو دیتے کو تیار ہوں۔ شویل نے ایک ہزار ہم طلب کئے اور شہزادی طلوبہ رقم ادا کر کے چلتی بی۔ شویل نے جب اپنے کمپ میں پہنچ کر اپنے احباب کو یہ کہانی سنائی وہ قہقہہ مار کر ہنسنے اور کہنے لگا تم تو بڑے کم عقل ثابت ہوتے ہو تم شہزادی سے جو طلب کرتے تھیں اس سے مل جاتا۔ مگر شویل نے رشمند ہو کر کہا میں اس سے زیادہ لگتی ہی نہیں جانتا۔

## حیرا کی فرم کے بعد

سیدنا خالد سیعیت اللہ رضی اللہ عنہ نے حیرا کی فرم کے بعد ارد گرد کے علاقوں کے سفراءوں کو حسب ہموں خطوط لکھے۔ تمام علاقوں سے اسیں تسلی بخش جواب ملے۔ ان ایام میں فارسی حکومت کے اندر ورنی حالات مزید بدتر ہو چکے تھے۔ بہن نخانی تمام توجہات صرف ملائن کے دفاع پر وقت کر دیں جوں تسلیہ ریاست الآخر اللہ تک دجد و فرات کا تمام دریائی علاقہ مسلمانوں کے قبضے میں آگیا تھا۔ سیدنا خالد سیعیت اللہ رضی اللہ عنہ نے ان مفتوحہ علاقوں کے نظم و نسق کا بندوبست ایسے شاندار طریقوں اور عدالت سے کیا کہ مفتوحہ علاقوں کے لوگ یوں سمجھنے لگے کہ ہم جہنم سے نکل کر جنت میں آگئے ہیں۔ ان انتظام امور سے فارغ ہو کر آپ نے دو خطوط لکھے ایک فارس کے حکمران کی طرف اور دوسراہاں کے عوام کی طرف۔

## شیر کی لکار

# شہنشاہ فارس کے نام سیدنا خالد سیف اللہ کا خط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خالد بن الولید رضی طرف سے شاہان فارس کے نام

الحمد لله الذي اتىكم بـنظام كـو درهم بـهم بـهم كـردـيـاـ او تـقـامـاـ سـمـاـ مـقـاصـدـ كـو بـاطـلـ كـرـدـيـاـ  
اـهـ اـگـرـ وـهـ اـيـسـانـ كـتـاـ تـوـ تـهـارـ اـرـ لـهـ اـوـ بـعـجـيـ بـلـاـ هـوـ تـاـ اـكـرـمـ مـسـلـانـوـنـ کـيـ اـطـاعـتـ قـبـولـ كـرـدـوـ تـمـ قـبـیـسـ  
اوـ تـهـادـیـ سـرـزـینـ کـوـ جـیـنـ سـےـ رـہـنـ دـیـنـ گـےـ وـرـنـ قـمـ اـیـکـ اـمـیـ قـومـ کـےـ باـخـوـ مـلـوـبـ ہـوـ گـےـ  
جـسـ کـوـمـتـ اـنـدـیـ سـیـارـجـیـ جـبـتـیـ تـمـیـسـ زـنـدـگـیـ۔

فارس کے عوام کی طرف آپش نے جو خط لکھا اسیں یہ بھی لکھا کہ اگر تم اسلام قبول نہ کرو اور  
جنہیں ادا کرنے کا وعدہ کرو تو تمہیں مسلمانوں کی حفاظت میسر ہوگی۔ مگر مدائی سے کوئی جواب نہ آیا۔

## انبار کی فتح جسے جنگ ذات العيون کہتے ہیں

مقامی انتظام سے فارغ ہو کر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے عراق کے شمالی حصے  
کے مشورہ کرنا انبار کی طرف پیش قری کی۔ یہ ایک کاروباری مرکز اور پرانا شہر ہتا۔ یہاں غلکے  
بڑے بڑے گوداماتھے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے آدمی فوج چیر کے مقام پر چھوڑی  
اور نوہزاد پیشے بھرا رکھی فوات کوئی مقام سے عبور کر کے انبار کے دامن میں پہنچ گئے۔ مسلمانوں نے  
دیکھا کہ قلعے کے چاروں طرف ایک بڑی خندق پانی سے بھری ہوئی ہے۔ انبار سا باط کے حصے میں  
واقع تھا اور سا باط کا حکمران شیرزاد اپنے علم و دانش اور فوجی قابلیت میں بڑا مشورہ ہتا۔ انبار کی  
حفاظت کا بو جہ شیرزاد کے کندھوں پر آپٹا۔ فارسی پاہ کے علاوہ اس کے پاس عرب امدادی

فوج بھی کافی تعداد میں موجود تھی سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے جب قلعہ کے دفائی اسٹنکلز کو دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے اور قلعے کی فصل پر بے شمار فوج بڑی بیس پرداہی سے گھوم پھر رہی ہے۔ آپ نے اپنی فوج کے تیر انداز دستول کو ایک ایک ہزار کے تین حصوں میں تقسیم کر کے سمجھا یا کہ پہلے ایک دستہ ہر کے بڑے لیکن اس اندازوں میں کہ وہ بلا تیر لگاتے گویا بے مقصد گھوم رہے ہیں۔ لیکن جب دشمن کو اپنے تیروں کی زوں دیکھیں تو قلعہ دشمن کی آنکھوں کا نشانہ لے کر تیر چوڑ دیں۔ معاہدہ دوسرا دستہ اور پھر تیسرا دستہ یہی کام کر کے ملا تو نے یہ کارروائی چشم زدن میں سراغام دی اور فصیل پر کھڑے ہزاروں دشمن ایک آنکھ کھو دیتے غیر زادے جب یہ خبر سنی تو ششدہ رہ گیا اور اس نے موزوں شر انظہر پر صلح کا پیغام بھیجا سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً کملابھیجا کہ غیر مشروط طور پر محسیار ڈال دو۔ اور ساحدہ ہی یہ حکم دیا کہ دروازے کے سامنے بہترین تیر انداز جمع ہو گک فصیل پر کھڑے دشمنوں پر تیر اندازی شروع کر دیں۔ اور دوسرے دستے بورے دستے اور ناکارہ اونٹوں کو ذبح کر کے خندق میں پھینک دیں اس پر خندق قابل عبور ہو گئی۔ اور مسلمان فوج کے چند سنتے خندق کا وہ غیر ہمارا گلی عبور کر کے قلعہ کے دروازے تک پہنچ گئے۔ قلعہ میں محسوسہ دشمن نے پہلے تو قلعہ سے نکل کر مقابلہ کیا۔ مگر ہر ہمیت کما کر قلعہ میں داخل ہو گئے اور دروازہ پندرہ کر دیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے شیرزاد کو پیغام بھجوایا کہ شیرزاد اور قلعہ میں مقیم تمام لوگوں کو سلامت مکمل جلتے کی اجازت ہے مگر اپنا تمام ماں داسباب قلعہ میں چھوڑ دیا تھا۔ اسکے بعد تمام جو سی اپنے تمام اہل و عیال کو ہمراہ لے کر میانے کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور مقامی عرب عیساییوں نے جنریہ ادا کرنے کے معاملہ پر صلح کر لی۔ چند روز میں انبار کے گرد و تلوح کے مقابلی سفاروں نے بھی سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر جنریہ ادا کرنے پر معاہدہ کر لئے۔ شیرزاد میان پہنچا تو ہمیں اس پر برس پڑا مگر اس نے تمام الزام عیسائی عربوں کے سرخوب پ دیا۔

## عین المتر کی قت

انبار کے انتظام سے فارغ ہو کر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ شاہ عران کے درمیں  
بڑے شہر عین المتر کی طرف متوجہ ہوتے۔ وہ کھجور کے درختوں کی کثرت کی وجہ سے ہم کھجوروں  
کا چشمہ کے نام سے مشہور تھا۔ عین المتر کا فارسی امیر مہران بن پهران پھر بیش تھا۔ جو بڑا  
ہماراندھرو جنگ باز تھا۔ عرب قبیلے کا تعلق مشہور جنگجو بیتلے نفر سے تھا اور ان کا سردار عقبہ بن  
ابی عقة ایک مشہور جنگجو شخص تھا۔ عقة نے مہران سے کہا، عربوں سے میں خود نپٹ لوں گا۔ آپ  
بے فکر ہیں۔ عقة، مہران سے رخصت ہو کر اپنے شکر میں پہنچا تو مہران کے چند افسروں نے مہران  
پر اعتراض کیا کہ تم نے یہ کیا حرکت کی ہے۔ عقبہ نے کہا اگر مہران کو فتح حاصل ہوئی تو وہ ہماری  
فتح ہو گی اگر اسے شکست ہوئی تو مسلمان جنگ سے محکم چکے ہوں گے ہم آسانی سے ان پر  
قابل پہاڑیں گے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ جب آگے بڑھتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔  
کہ ان کے مقابل صرف عرب قبائل ہیں۔

اس سے پہلے عراق کی تمام جنگوں میں آپ کا مقابلہ اور ایران کی مشترکہ فوجوں سے ہوا تھا  
بہر حال انہوں نے اپنے دستور کے مطابق اپنی فوج کو ترتیب دی اور انہیں کہا کہ تم اپنے مقابل  
کی فوجوں کو الجھائی رکھنا اور زود قلب لشکر لے کر عقد کے دستے پر حملہ کر دیا۔ اور اسے پہلے  
جھرپٹ میں ہی گرفتار کر لیا۔ عقد کو گرفتار ہوتے دیکھ کر بعض نے ہتھیار ڈال دیتے اور باقی بھاگ  
کر قلعہ میں پہنچ گئے۔ فارس کی فوج اپنے حلیف عربوں کی شکست کی خبر سننے ہی اپنے سردار  
مہران کے ساتھ ملا جن کی طرف بھاگ نکلی مگر عیسائی عربوں نے قلعہ بند کر کے مقابلے کی تیاری  
شروع کر دی۔ مسلمانوں نے عین المتر کا محاصرہ کر لیا۔ اور عقد کو گرفتاری کی حالت میں گالش  
کے لئے مرافعین کے سامنے پیش کیا۔ مدافعین نے جولائی ۱۳۳۲ء میں ہتھیار ڈال دیتے  
مسلمانوں نے تمام سپاہیوں کو قتل کر دیا۔ عقد مجھی قتل کر دیا گیا۔ باقی افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔

اور عین المتر سے حاصل شدہ مال کا پانچواں حصہ دار الخلافہ کو بیج کریاتی مال فوج میں تقسیم کر دیا۔

## عين التمر کی عیسائی خانقاہ

اس میں پادری بننے کی تعلیم کا انتظام اور کم و بیش چالیس لڑکے ہر وقت ریورٹریت رہتے تھے۔ ان میں افریقہ کے فاتح مشورہ برلن مونسے کا باپ نصیر عجی خاجس نے امیر المؤمنین ولید بن عبد الملک کے دورِخلافت میں اسلامی مملکت کے مشرقی شمالی اور مغربی صوبیات کے والسرائے اور کانٹراؤ چیف امیر حجاج بن یوسف ثقیٰ کے سکم کے تحت افریقہ کے تمام شمالی صوبوں میں اسلامی فتوحات کے پھریے ہوئے تاں وقت شمالی افریقہ کے تمام صوبیات کو افریقہ کے نام سے پکارا جانا آئتا۔ امیر حجاج بن یوسف نے بصرہ میں بیٹھ کر تین معاذوں پر تین مختلف جنگیں کو مامور کیا مشرق میں محمد بن قاسم شمال مشرقی میں قوبیہ بن مسلم اور مغرب میں موسے بن نصیر کو من کا نام اسلامی فتوحات کی دنیا میں تا اپنے درختنہ تابندہ رہے گا۔

امیر جہاں بن یوسف نقی ایک بیدار مغرب سیاستدان تھا جس نے نہایت دانشمندی سے زیر زمین اسلام دشمن گروہوں کے سرحد پر بندر کر دیئے وہ ایک عظیم فوجی قائد اور بلند مرتبہ پرنسپال تھا جس کے حربی مصروفیوں سے ترقی پادس لالکھ مریع میل کا عالمہ فتح ہوا وہ اس وقت کے بجلیل القدر علماء میں بلند مقام رکھتا تھا۔ اس نے جب اسلام کو چاروں گانج عالم میں پھیلانے کی طرح ڈالی اور مختلف مذاہب اور مختلف زبانیں بولنے والے تباہی جو حق درحقوق حلقہ اسلام میں داخل ہونے لگے تو اس نے دیکھا کہ یہ لوگ کسی صورت میں بھی قرآن مجید کا صحیح تلفظ ادا نہیں کر سکیں گے تو اس کی ہدایت اور حکم کے مطابق قرآن مجید پر نقااط اور اعراب ڈال کے کتنے اس کے یہ کارنامے برہتی دنیا کیک اسلام پر ایک احسان عظیم ہے۔ مگر بد قسمتی سے اس کے زبان میں ایک دولیش مغلانہ تھائی سادہ لوح بزرگ سعد بن جبیر قفل ہوتے۔ اسلام دشمن زیر زمین

تخریبی عناصر کا جب ہر طرف سے امیر حجاج نے ناطقہ بند کیا تو انہوں نے سعید بن جبیر کی سادہ لوچ سے فائدہ اٹھا کر ان کے مکان میں پخت پر کی طرح قاتی سہر چند امیر حجاج نے سعید بن جبیر کو ان کے اس فعل سے روکا کہ ان لوگوں کو اپنے ہاں پناہ نہ دیں۔ مگر وہ نہ رُکے تو اس نے مجبور ہو کر سعید بن جبیر کو جون کا مکان تخریبی عناصر کی آماجگاہ بن چکا اور وہ نادانستہ طور پر ایک طرح سے بالواسطہ ان کے شریک کا بین لگتے تھے انہیں قتل کر کے تخریبی عناصر کے اس اڈے کو ختم کیا۔ اور امیر حجاج انہم غلط کارناموں کے لیے سعید بن جبیر کے قتل کی وجہ سے ان تخریبی عناصر کی باقیات اسیات کی زبان سے ایک ظالم اور سفاک کے نام سے مشہور ہو کر رہ گیا۔

## دومۃ الجنل کا دوسرا واقعہ

گزشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ حضور شام المقصودین صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوہ تبوک کے دوران سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے اکیدر بن عبد الملک حاکم دومۃ الجنل کو کس طرح گرفتار کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا تھا اور کہ اس اپنی وفاداری کا عہد کیا تھا۔ لیکن فتنہ ارتقاء کے زمانے میں سیدنا عمر بن العاص رضا اور سیدنا پسرِ صبل بن حسنہ رضی کی جنگی کا رواہ ایتوں کے بعد اس نے اپنا عہد توڑ کر مدینہ سے ہر ہم کوعلماً منقطع کر کے عیسائیوں پر پتی اور مجتبیوں پر تھا۔ اسرا رکپتی اور کامیابی خالد سیف اللہ رضی کی عراق پر پڑھائی تھی کے دوران خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر منہ سیدنا عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کو دومۃ الجنل کی طرف بھیجا تھا۔ سیدنا عیاض رضی نے دومۃ الجنل پنج کر دیکھا کہ شام کی مشرقی سرحد پر آباد قبیلہ کلب کے عیسائیوں نے دومۃ الجنل کے دفاع کا پورا انتظام کر کھلایا۔

او دومۃ الجنل کا قلعہ دشمن کا ایک مضبوط مرکز میں پکا ہے۔ سیدنا عیاض رضی نے

آگے بڑھ کر قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ مگر اردو گرد کے عیسائیوں نے ان کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ اب صورت یہ تھی کہ دوستہ الجندل مسلمانوں کے محاصرے میں تھا اور مسلمان عقب سے آئے والے عیسائیوں کے محاصرے میں تھے آخر ایک مسلمان سپ سالار نے کہا کہ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا عیاض رضی اللہ عنہ کا خط عین ایسے وقت ملا جب وہ عین الترکے معمر کے سے فارغ ہو کر حیراکی طرف کوچ کرنے والے تھے۔

آپ نے فواز اپنا ارادہ ترک کر کے دوستہ الجندل کی طرف کوچ کیا اور سیدنا عیاض نے کوایک تیز رو قاصد کے باختہ پیغام بھجا کہ گھبراو نہیں میں آ رہا ہوں۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے اس کوچ کی خبر جب دوستہ الجندل کی دشمن فوج کو پہنچی تو وہ گھرا اٹھے۔ انہوں نے بڑی عملت سے مزید ہمسایہ قبائل کو مدد کے لئے پیغام بیجئے۔ عرب قبائل نے مدد کا نہایت جراحتنا لانے جواب دیا۔ بنو غسان اور بنو کلب کے مستعد قبائل مدافعین کی مدد کے لئے قلعے کی شمالی جانب سے جو حصہ اسے پچا ہوا تھا قلعے میں داخل ہو گئے۔ سیدنا عیاض رضی اللہ عنہ کی حالت اب بہت نازک ہو چکی تھی اور وہ بیقراری سے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہا تھا۔ عیسائی عرب قبائل کی قیادت جردنی بن ریحہ اور اکیدر بن مالک بیسے تجھری کا جنگجوؤں کے ہاتھ میں تھی۔ اکیدر نے قبائلی سرداروں کا اجلاس طلب کر کے کہا میں خالد رضی اللہ عنہ کو تم سب سے زیادہ چاہتا ہوں کوئی آدمی جنگ میں اس سے لڑ کر عمدہ بر آ نہیں ہو سکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سے صلح کر لی جاتے۔ لیکن تمام نے اکیدر کے مشورے کو تھارت سے ٹھکرایا۔ اکیدر بھاگ کر لیک رات چکے سے قلعے سے نکل کر اردن کی طرف بھاگ مکمل۔ مگر عین موقع پر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے ایک گشتی دستے کے ہاتھوں جو سیدنا عاصم بن عمر کے ماتحت تھاگر فائر ہو گیا۔ ایک بار وہ پھر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے حضور میں پابھولی پیش کی گیا۔ اکیدر یہ سوچ رہا تھا کہ آں

وقت شاید پرانی شناسائی جان کی امان کا سبب بن جائے مگر سیدنا خالد سیف اللہ عنہ نہ بالوقت اس کی گردان مار دیتے کا حکم دے دیا۔ وہ ایک عہد شکن باغی تھا اور اس کی بیس رخا تھی۔ چنانچہ اس کی گردان مار دی گئی۔

اگر روز سیدنا خالد سیف اللہ عنہ نے تمام فوج کی قیادت سنبھال لی اور مختلف دستوں کو مختلف سپرداروں کی مکان میں قلعے کے پاروں طرف پھیلایا۔ اور ایک دستے کو محفوظ کے طور پر بچھے رکھا۔ قلعے کی تمام فوج اکیدر کے قتل کے بعد جودی بن رجیہ کی قیادت میں تھی اس نے دو جیش تیار کئے ایک جیش نے قلعے سے نکل کر سیدنا عیاض کے دستے پر حملہ کیا۔ سیدنا عیاض پر حملہ کرنے والا شکر اپنے بچھے سینکڑوں لاشیں چھوڑ کر بھاگ نکلا اور قاعداً نہ ہو گیا۔ مگر جس جیش نے سیدنا خالد سیف اللہ عنہ کے دستے میں کوتی حکمت نہیں۔ وہ جرا آمنداز اگے بڑھتے چلے گئے۔ مگر مسلمانوں کی طرف آچانک بڑی شدت سے حملہ ہوا۔ دشمن ہیں خوش فی میں آگے بڑھتا چلا آرہا تھا۔ وہ دھرمی کی دھرمی رہ گئی اور انہیں اپنی جانیں بچانے کی پڑگئی۔ سینکڑوں کھیت رہے اور جو بھاگ نکلے ان کے ہر آدمی کے تھاتی میں ایک مسلمان جاہد موجود تھا۔ جودی کو سیدنا خالد سیف اللہ عنہ کے دستے نے گرفتار کر لیا۔ قلعے کی نصیل سے جب عیاسیٰ عربوں نے یہ صورت حالات دیکھی تو انہوں نے اس خطرے کے پیش نظر کہ اپنے لشکروں کے ساتھ مسلمان جاہد بھی قلعے میں داخل ہو جائیں گے۔ قلعے کے دروازے بند کر دیتے۔ بھاگتے ہوئے تمام عیاسیٰ مسلمانوں کی تعدادوں سے لقہ اجل بن گئے۔ اب محصور عیاسیوں کو اکیدر کے مشوے کی اہمیت کا احساس ہوا لیکن پانی سر سے گزر چکا تھا۔ سیدنا خالد سیف اللہ عنہ قلعے کی دیواروں کے بچھے پہنچ کر انہیں ہٹھیا رہا تھا کی دعوت دی مگر انہوں نے انکار کر دیا اب آپ نے جودی کو پا بجولان ان کے سامنے پاش کیا۔ اور اس کے بعد ان کی نظروں کے سامنے جودی اور دوسرے

گرفتار یا غیوں کی گرد نہیں مار دی گئیں۔ لیکن سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی اس کارروائی سے مدافعین دولتہ الجندل نے آخوند تک لڑتے کا عزم بختہ کر لیا۔

کتنی روز کے محاصرے کے بعد آپ نے قلعے پر یلغار کا حکم دیا۔ مدافعین نے جی بھر کر مسلمانوں کے کی یلغار کو روکا۔ مگر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی جنگی مہارت اور مسلمان لشکریوں کے جنگ آرزووہ ہربوں کے سامنے ان کی کوتی پیش نہ چلی۔ اکثر جنگی افراد قتل ہو گئے۔ اور ان کی عورتوں اور بچوں کو اور بچے کچھ جنگی افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ یہ اگست ۱۹۳۳ء کا واقعہ ہے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ پہنچ روز مقامی انتظامات میں صروف رہے اس کے بعد سیدنا عیاض رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر ہیرا کی طرف روانہ ہو گئے جیسا پیغام کہ آپ کو معلوم ہوا کہ ایران کے جو سی از سر لو جنگ کی تیاریوں میں صروف ہیں۔

عراق میں سیدنا خالد سیف اللہ کے آخری چھ مہر کے جواہپ کی حربی صلاحیتوں کے آئینہ دار ہیں۔ اور جن کی دنیا کی حربی تاریخ میں تلاش کرنا ناممکن ہے۔ یعنی حسید، خناق، مضح، منٹ، زمیل اور فاض کی فتح۔

جب سیدنا خالد سیف اللہ رضی کی عین التمر سے روانگی کی اطلاع دربار فارس میں پہنچ توہاں یہ سمجھ لیا گیا کہ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ اپنے جیش کی بیشتر حصہ کو ہمراہ لے کر واپس مدینہ پہنچ لے گئے ہیں۔ لمبائیوں نے اپنے طور پر متعدد مرکوں میں نبردست ہر یمنیں اٹھانے کے بعد یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اب ملائن سے باہر نکل کر سیدنا خالد سیف اللہ رضی سے کوتی جنگ نہیں اڑی جائے گی۔ مگر اب ان کی ہاسی کڑی میں چھرا یاں آگیا۔ بہن نے از سر نوجنگی تیاریاں شروع کر لیں۔ اس نے مختلف محاذوں کی بھگوڑی فوج کو جمع کیا۔ ملائن میں موجود فوج کا جائزہ لیا۔ نتیجے بھرتی شروع کی جیلیت عرب قبائل کو دعویٰ چھڈیاں لکھیں۔ عیسائی عرب پہلے ہی اپنے سردار عقر کے قتل کی وجہ سے آتش زریبا تھے۔ پناچھہ انہوں نے بہن کی ہدایات کے مطابق اپنے فوجی جیش بڑی سرگرمی سے تیار کرنے شروع کر دیتے۔ بہن ایک جہانزیدہ اور زمانے کے

سرد و گرم چشیدہ فوجی جرنیل تھا۔ اس نے تمام متعدد فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ کی قیادت روز بہر کے پرڈر کے اسے حصیدہ کی طرف اور دوسرے حصے کی قیادت زر ہر کے پرڈر کے فنا فی کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اس کا پلان یہ تھا آخر میں تمام فوجوں کو جمع کر کے یا مسلمانوں سے جملے کا انتظار کیا جاتے گا اور یا یہ رکے مقام پر جنگ کی جلتے گی۔

عیسائی عربوں ایک گروہ بذریل بن عمران کی قیادت میں مسٹح کے مقام پر اور دوسرا رسیئر بن جبیر وہ کے تحت بنی اور ذ میں کے مقام پر جمع ہو رہا تھا۔

سیدنا عقیقہ نے ایمانیوں کی پیش قدمی کی خبر سن کر سیدنا خالد سیف اللہ رضی کے پیشے پہنچے ہی ان تمام فوجی دستوں کو جیرا کے مقام پر جمع ہونے کا حکم دیا جو مختلف مقالات پر اشتظا امور کی تنگرانی کے لئے متعین تھے۔ سیدنا عقیقہ نے دو دستے حصیدہ اور فنا فی کی طرف روانہ کر دیتے۔ اور انہیں حکم دیا کہ دشمن کی نقل و حرکت سے مجھے باخبر رہیں۔ وہ آگے بڑھنے کی جدائیں تو انہیں روکنے کی کوشش کریں، اب سیدنا عقیقہ خود میلان جنگ میں اترنے کے لیے تیار تھے کہ ستمبر ۱۳۲۷ مطابق رجب سللہ علیہ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبرا پیش کئے اس وقت حالات یہ تھے کہ دشمن کی چار فوجیں مختلف مقالات پر اپنے پڑاؤڑا لے ہوئے تھیں اگر وہ تمام ایک محااذ پر جمع ہو جاتیں تو مسلمانوں کے لئے بڑی مشکلات پیدا کر دیتیں۔ مگر سیدنا خالد سیف اللہ رضی نے ان کے ارادوں کو بجانپ کرنا میں مختلف عاذوں پر ہی گھیر کر ختم کرنے کا پیدا و گھرام بنایا۔ انہوں نے اپنے مخصوص انداز سے جراریں جمع فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصے کی قیادت سیدنا عقیقہ کے پرڈر کی اور دوسرے حصے کی قیادت پر الیاعلیٰ کو مامور فرمایا۔

کر عین التمرکی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ جہاں وہ خود پندرہ روز بعد ان سے ملنے والے تھے۔

آج کئے فوجی ماہرین سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان جربی بصیرتوں کو بڑی حیرانی سے دیکھتے ہیں کہ ذراائع رسائل و رسائل کی کمی کے باوجود ایک ان دیکھملک

ناواقف جنرا فیا ماحول اور دشمن کی طاقت کے صحیح اندازے کے فقرات  
کے باوجود دانوں نے یہ کارہائے خایاں کس طرح انجام دیئے۔ تاریخ عالم  
اس قسم کی کوئی ایک مثال بھی پیش کرنے سے قاصر ہے۔

جیرا کی چھاؤنی میں مختصر سی فوج سیدنا عیاض بن غنم کی قیادت میں چھوڑ کر تمام مسلم فوج جیرا  
میں جمع کر کے اسے تین حصوں میں تقسیم کیا۔ ہر جیسیں ہی پانچ ہزار مجاہد تھے۔ سیدنا تققاع کو  
حسید اور سیدنا ابوالیاں کو خناقوں کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ وہاں مقیم  
فارسی فوجوں کو نیست و نابود کر دیں۔ سیدنا تققاع حسید کے قریب پنج تر روزیہ نے  
خناقوں کے فوجی سپہ سالار زرمهہ کو مدد کے لئے پیغام بھیجا۔ مگر زرمهہ نے بہن کی اجازت کے  
بغیر فوج تو نہ بھیجی البتہ وہاں کے حالات کا جائزہ لینے کیلئے خود پنج کیا۔ وہاں اس وقت مسلمان  
جنگ کرم تھا۔ اور وہ جنگ میں شامل ہو گیا۔ یہ جنگ الکوت ۲۳ مئی ۶۳۷ء میں لڑی گئی۔ روزہ سیدنا  
تققاع کے ہاتھوں قتل ہو گیا زرمهہ میاذرت طلب کرتا ہوا میلان جنگ میں پنجا اور وہ بھی ایک  
مسلمان افسر کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ فارسی فوج نے اپنے دوسرا دوں کے قتل کے باوجود بڑی  
جرأت سے جنگ جاری رکھی مگر آخر مسلمانوں کے ہاتھوں بڑی طرح شکست کھانی۔ اپنی بے شمار  
لاشیں چھوڑ کر بھی کچھی فوج خناقوں پنج گئی اور مہبودان نامی ایک سپہ سالار کی فوج میں شامل  
ہو گئی۔ ایک تجھدار سپہ سالار کی حیثیت سے مہبودان... حسید کی شکست سے سبق لے  
کر اپنی فوج کو لے کر پیغع کی طرف روانہ ہو گیا۔ سیدنا ابوالیاں جب وہاں پنج تو ہو کا عالم تھا  
اٹوں نے خناقوں پر قبضہ کر لیا۔ اور تمام حالات سے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا۔  
پیغع میں تمام عرب، قبائل عربان کی قیادت میں لڑائی کے لئے تیار تھے۔ اب مہبودان بھی وہاں  
پنج گیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو بدستور خبریں پنج ری ہیں اب ان کے سامنے  
تین صورتیں تھیں۔

مدائن پر حملہ جہاں کوئی فارسی فوج موجود نہ تھی۔

میفتح پر حکم جہاں شنستا ہی افواج کا بڑا اجتماع تھا۔  
 شنتی اور ذمیل پر حمل جہاں عیسائی عربوں نے اپنی فوج اکٹھی کر رکھی تھی۔  
 ایسے موقع پر بڑے بڑے جہانیدہ جہریں بھی کسی ستمی فیصلہ پر پہنچنے میں غلطی کر جاتے  
 ہیں مگر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ اپنے حربی اقلام میں ایک وہی ملکہ کے حامل تھے  
 وہ فوراً اس فیصلہ پر پہنچ گئے کہ ایران کی شنستا ہی افواج کے بڑے جمع سے نشانجلتے۔ ان کے  
 فوجی جاسوس اس عرصہ میں میسح کے عمل و قوع، دشمن فوج کی تعداد، ان کے پڑاؤ کی کیفیت سے  
 انہیں صحیح معلومات ہم پہنچا پکے تھے۔ آپ نے اس جنگ کے لئے ایک ایسی چال چلی جس کی  
 مثال حربی تاریخ میں ملتی عالی ہے۔ یعنی اپنے لشکر کو تین برابر حصوں میں تقسیم کر کے  
 تین سنتوں سے یہک وقت رات کے اندر ہیرے میں جملہ کیا جاتے۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کا یہ ایک ایسا فیصلہ تھا جس میں فاتحہ کی نسبت نقشہ  
 کا زیادہ امکان تھا۔ ایک ان دیکھے لشکر پر اندر ہیری رات میں چاروں طرف سے جملے میں جو  
 خطرات پوشیدہ تھے ان کو خاطر میں نہ لاتے ہوتے یہ جرأۃ متعذله اقوام صرف سیدنا خالد سیف اللہ  
 کا حربی شکار تھا۔ اندر ہیری رات میں جملے کی صورت میں دوست دشمن کی تیز اور چاروں طرف  
 سے جملے کی صورت میں مزید اسیات گاٹ خطرہ کر اپنی سپاہ اپنی ہی سپاہ کونہ کاٹ کر رکھ دے۔ اور  
 پھر ان مسلمان فوجیوں کو اطاعت امیر اور اپنے سپہ سالار اعظم کی جنگی بصیرت اور اس اقدام پر  
 بھروسہ اعتماد، سنتے اور کتابوں میں مرقوم الفاظ سے بالکل ماوراء ہے۔ اپنے کے احکام کے  
 مطابق تیزیوں جیوش مختلف راستوں سے آگے پھر ایک مقام پر جمع ہوتے اور پھر الگ ہو کر  
 اپنے اپنے ہدف کی طرف اس طرح بڑھتے کہ دشمن کو کانوں کا ان خبرہ ہوتی۔ مسلمانوں کی فوج  
 ہمایات کے مطابق نہیت نظم و ضبط اور جچے گئے اندازوں میں بڑی کمٹن آزمائش سے گزرنے کے  
 لئے تیار ہو گئے۔ فارسی اور عرب عیسائی خواب خرگوش میں مست پڑے تھے کہ چاروں طرف سے  
 ان پر تلواریں پڑنی شروع ہو گئیں۔ ان پر افراتقری اور بدحرا اسی کی کیفیت طاری ہو گئی جب

ایک طرف کی فارسی فوج بد خواس ہو گرد و سری طرف بھال گئی تو اس طرف کی عیسائی فوج سے مکراگئی۔ ہزاروں کمیت رہے۔ اور ہزاروں لات کی تاریکی میں اندر حاد ہند بھاگ نکلے جب سورج طلوع ہوا تو مضبوط کامیلان جنگ لاشوں سے اٹا پڑا تھا۔ اور ایک منقس بھی وہاں زندہ موجود نہ تھا۔ فارسی سپہ سالار میوزان کا کوئی پستہ نہ پہلا۔ عربی سپہ سالار بزرگ میں بن عمران جان بچا کر بھاگ نکلا اور ذمیل کے مقام پر شیرہ زن عرب فوج سے جاماً مضبوط کے مقام پر دو مسلمان بھی عیسائی عربوں کے ساتھ مسلمان فوج کے ہاتھ سے قتل ہوتے یہ خبر جب مدینہ تک پہنچی تو سیدنا فاروق اعظم رضی نے خلیفہ رسول سیدنا صدیق اکبرؑ کی خدمت میں سیدنا خالد سیف اللہ رضی کی پرورد़ الفاظ میں خدمت کی۔ لیکن خلیفہ رسول نے فرمایا جو مسلمان کفار کا ساتھ دیتے ہیں ان کا یہی حشر روتا ہے «اور آپ نے ان کے درخواست کو خون بسا داکرنے کا حکم فرمایا اور یہ تاریخی الفاظ دوہرائے۔

میں اس تواریخ کو نیام میں نہیں ڈالوں گا جسے اللہ نے کفار کے خلاف بے نیام کیا ہے؟  
مضبوط کی فتح کے بعد سیدنا خالد سیف اللہ رحمتے اپنے تریپ ترین دشمن کو اڑے شنی کی طرف کوچ کیا۔

یہاں بھی آپ نے مضبوط پر چھلک کرنے کا انداز لپا لیا۔ نومبر ۱۹۴۷ء مطابق رمضان سالہ ۱۳۶۶ھ میں پرلوٹ پڑے۔ اس دفعہ بہت کم تعداد میں دشمن زندہ بچا۔ عرب سالار شیرہ بن بھیر بھی مارا گیا تھا۔ اس کی خوبصورت بیٹی بھی شامل تھی۔ جسے دوسرا قیدی عورتوں اور مردوں کے ساتھ مدینے بھیج دیا گیا۔ بھیر کی خوبصورت بیٹی سیدنا علی رضی کو دی گئی جس سے آپ نے شادی کر دی۔ یہ ایک بڑی ہیران کن بات ہے کہ ان تمام فتوحات میں سیدنا علی رضی کا نام نہیں ملتا۔  
البتہ مال غنیمت سے وہ دوسرے لوگوں کی طرح اپنا حصہ وصول کرتے رہے۔ اب سیدنا خالد سیف اللہ رحمتی اللہ عنہ کا نام ہی فتح کا ایک شان ہیں گیا تھا۔ وہ اب اپنی جنگی چالیں ایسی سوت سچل رہے تھے جس طرح کوئی ماہر شترنج کی بساط پر ہزوں کی چالیں چل رہا۔

ہو۔ شیخ کی فتح کے دو دن بعد انہوں نے ذمیل کا بھی وہی حشر کیا۔ اب عیسائیَ عبول کا گویا خاتمه ہو چکا ہے۔

جہینہ بھر میں ایرانی شہنشاہی کی افواج کو جہنیں عیسائی عبول کی بھرلوں علی اعانت حاصل تھی۔ شکست فاش دے کر اگر وہ اب چاہتے تو اپنی فتوحات کے جشن مناتے مگر انہیں آزم سے بیٹھنا گویا پسند ہی نہیں تھا۔ اور میدانِ جنگ کی زندگی ان کے لئے ایک تفریح کی زندگی تھی۔ اس کے بعد آپ نے دجلہ و فرات کے دریائی علاقوں میں اپنے فوجی دستے پھیلایا تھا اور انہیں حکم دیا کہ جہاں بھی کسی قسم کی بغاوت کے اثاثاً نظر آئیں اس کا سر کچل دو۔ اور ساتھ ہی سختی سے تنبیہ کی کہ مقامی باشندوں سے کسی قسم کا کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ اس عرصہ میں انہیں معلوم ہوا کہ فراض کے مقام پر دشمن کا اجتماع ہوا رہا ہے۔ آپ نے یہ سنتے ہی فراض کی طرف روانہ ہو گئے۔ فرانش سلطنت ایران اور سلطنت روما کا ایک سرحدی مقام تھا۔ ایرانی اور رومی اس سے پہلے دوبار آپس میں الجھ چکے تھے۔ پہلی جنگ میں ایسا نیوں کو فتح حاصل ہوئی تھی اور رومی جنگ میں رومیوں کو کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ اب انہوں نے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی لگاتار فتوحات کو دیکھ کر آپس میں صلح کر لی۔ فراض میں ایرانیوں اور رومیوں کی فوجیں متحد ہو کر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار تھیں۔ شکست خودہ عیسائی قبل کی بچی کچی فوج بھی ان میں آشامل ہوئی۔ اس طرح بیانِ دشمن کا ایک بہت بڑا الشکر جمع ہو چکا تھا۔ یہ سن کر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ بلائے ناگانی کی طرح پہنچ گئے۔ دلیلتے فرات کے ایک کنارے مسلمان اور رومی کنارے کفار کی مقودہ فوج لگاتا رہ چکھ مفتہ ایک دوسرے کو گھوڑی رہیں۔ آخر ۲۷ جنوری ۶۳۷ھ مطابق ۱۵ اذی قعدہ ۲۰ مئی ۶۴۷ء کی فوج دریا عبور کرنے کے لئے کمپ سے روانہ ہوئی معلوم نہیں کہ سیدنا خالد سیف اللہ اتحادیوں کی فوج دریا عبور کرنے کے لئے کمپ سے روانہ ہوئی معلوم نہیں کہ سیدنا خالد سیف اللہ کی کسی حریتی حکمت عملی سے انہوں نے دریا عبور کرنے کا ارادہ کیا یا اپنی مقودہ طاقت کے گھنٹہ نے انہیں آگے بڑا لیا۔ بہر حال ان کے دریا عبور کرتے ہی مسلمانوں کا الشکر بجلی کی طرح ان پر پُٹوٹ

پڑا۔ پڑے ہی ہتھ میں کچھ قتل ہو گئے کچھ بجا گئے ہوتے دریا میں ڈوب گئے اور کچھ جان بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ ۲۱ جنوری تک مسلم فوج فراز میں رہی۔ اور ہبہ کے انتظامات سے فارغ ہو کر سیدنا خالد سیف اللہ رضیہ کی طرف روانہ ہوتے۔

### سیدنا خالد سیف اللہ رضیہ کا حج

حیرا کی طرف روانگی کے وقت مسلم فوج کو تین حصوں میں منقسم کر کے آپ نے کوچ کا حکم دیا ہر اوقل دستے کے بعد مرکزی حصے کی روانگی کا حکم دیا اور اپنے متعلق فرما کر میں عقیٰ دستے میں بہول گا۔ ہر اوقل دستے کی روانگی کے ساتھ ہی آپ پہنچنے قابل اعتماد عمدیداروں کو ساختے کر زیارتِ خمیہ انداز سے ج کے لئے روانہ ہو گئے۔ ج کے در LAN آپ نے اپنے آپ کو اس طرح پوشیدہ رکھا کہ کوئی بھی آپ کی بھیان نہ سکا۔ اور حج سے فارغ ہو کر سرعت آں طرح اپنے عقیٰ دستے میں شامل ہو کر حیرا میں داخل ہوتے کہ کسی کو کانوں کا ان خبر نہ ہوتی۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ نے فراز سے مکہ پہنچنے کے لئے کون سا راستہ اختیار کیا۔ اور انہوں نے اپنے قابل اعتماد ساتھیوں کے ساتھ کسی رفتار سے یہ طویل ترین مسافت بسرعت طے کی۔ صرف عقیٰ دستے کا سردار ہی اس حقیقت سے واقف تھا مسلم سپاہ نے سیدنا خالد سیف اللہ اور چند دوسرے کمانڈاروں کے منڈے ہوتے سر دیکھ کر زیارتِ حیرا کی کامنہ رکیا مگر بات رفت گزشت ہو گئی۔ اس قدر احتیاط کے باوجود خلیفہ رسول ﷺ سیدنا صدیق اکبر رہ کو حقیقت حال کا علم چوگیا۔ اور آپ نے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو بڑا تهدید آمیز خط لکھا کہ آئندہ شکر کو اس طرح چھوڑ کر ایسا نہ کرنا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ رسول ﷺ سیدنا صدیق اکبر رہ کا جاسوسی نظام بُر امنظم تھا۔ اس کے ساتھ ہی عراق کی فتح ختم ہو گئی۔ جو متعدد جنگوں پر مشتمل تھی۔ فارثین نے لذت شہ صفات میں پڑھ لیا ہے کہ آپ نے کس طرح عراق کی جنگوں سے عمدہ برآہوئے اور ہر مرکبہ میں کامیاب و کامران رہے۔ مثارین کی فوجوں میں بعض اوقات ایک اور بیار کی اور بعض اوقات ایک اور تین کی نسبت تھی۔

تین سال بعد قدسیہ میں جو عظیم ترین جنگ لڑی گئی جس میں فارس کی تمام فوت موجود تھی۔ اس کی تعداد ایک لاکھ تیس ہزار تھی۔ اور مسلمان فوج کی تعداد فارسی فوت کا ایک تھا۔ تھی۔ عراق کی گلشنہ محاذ میں اسلامی فوج کی تعداد اٹھارہ ہزار سے کسی موقع پر نہیں بڑھی اس کا یہ مطلب ہے کہ ان کے خلیف عربوں کی فوجی تعداد چالیس اور ستر ہزار کے درمیان رہی ہو گی۔ اب سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی ذات مسلمان فوجوں کے لئے فتح کا ایک نشان بن چکی تھی۔ آپ کا نام ہی فتح کی ضمانت سمجھا جاتا تھا۔ آپ عراق کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک مزد طوفان کی طرح چھاگئے۔ اور حالات سے یہ نیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ مسلمان مجاہدین کا جانی نقصان بہت ہی کم رہا ہو گا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی ان نامور اور فائح مسلمان سالاروں میں پہلے تھے جنہوں نے دوسرے علاقوں میں پیش قدمی کر کے دنیلک سیاسی اور مذہبی نقشہ کوئی شکل دی۔

اب انہیں دربارخلافت سے دنیا کی دوسرا بڑی سلطنت یعنی روما سے نستہ کا حکم لا۔

## ملک شام

آج کے شام دراں وقت کے شام کے حدود اور میں بڑا فرق ہے۔ اس وقت شام کا علاقہ دو سیاسی صوبوں پر مشتمل تھا۔ اصل شام شمال میں انطاکیہ اور حلب سے شروع ہو کر بحیرہ مردار کے آخر تک پھیلا رہا تھا۔ بحیرہ مردار کے جنوب مغرب میں فلسطین کا صوبہ واقع تھا۔ جو دنیا کے تین بڑے ڈاہب کے مقدس مقام بیت المقدس کی وجہ سے اس وقت کی تمام معلوم دنیا کا ذہبی مرکز تھا بیت المقدس دنیا بھر کے ٹھوول اور متدن تین شہروں میں شمار ہوتا تھا۔ عرب، اردن یعنی شام میں واقع تھا۔ یہ سب خطہ بنطیینی حکومت کا ایک حصہ تھا۔ شام کے بڑے شہر حلب، حمص اور دمشق تھے۔ اور شام کی بندوگا ہوں، انطاکیہ، بیروت

صورت عکہ اور حافظہ میں اس وقت کی معلوم دنیا کے تجارتی بھماز ہمہ وقت موجود رہتے تھے۔ غسان کے صوبے میں مزرعہ شاہی خاندان کا دارالحکومت بصری تھا۔ سیدنا خالد بن سیف اللہؓ کے محلے کے وقت یہاں کا حکمران جبلہ بن الایم تھا۔ وہ ایک طویل قامت جنگجو سالار تھا۔ سیدنا خالد بن سیف اللہؓ کے عراق سے شام پہنچنے سے پہلے خلیف رسول اللہؓ سیدنا احمد بن ابی ذئبؓ نے سیدنا خالد بن سعید رضا موی کو شہر کے شروع میں مدینہ سے شمال میں تیکا کے مقام پر معمولی سافوچی دستہ دے کر دیکھ بھال کے لئے معین کیا تھا۔ مگر سیدنا خالد بن سعید نے تیکا سے آگے بڑھنے کی اجازت طلب کی۔ خلیف رسول نے آگے بڑھنے کی اجازت تو دے دی مگر ساختہ بی اسباب سے مستنبہ کیا کہ کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس کی وجہ سے وہ دہان سے بازگشت یا پہاڑی کے موقع پر واپس سر زمین عرب میں نہ پہنچ سکیں۔ مگر سیدنا خالد بن سعید نے آگے بڑھ کر مشور عیسائی سپہ سالار یاہان سے ٹکرائے۔

یاہان ایک تجربہ کا رہا ہر ب سالہ تھا۔ اس نے مسلمانوں کی مختصری فوج کو گھیرے میں لے لیا۔ مسلمانوں کی خوش قسمتی سے سیدنا عکرمہ بن عجمی اس لشکر میں موجود تھے وہ اپنی جنگی نہاد کو بروئے کار لاتے ہوئے مسلمان فوجیوں کو رویوں کے زرغے سے نکال لانے میں کامیاب ہو گئے۔ سیدنا خالد بن سعید رضا پر سیدنا صدیق اکبر رضتؑ ناخن ترااضن ہوتے۔ بعد مشکل انہیں دوبارہ مسلمانوں کی فوج میں شامل ہونے کی اجازت ملی اور وہ شریک جنگ ہو کر تربہ شہادت پر فاتر ہو گئے۔ اب ان حالات میں شام پر بڑھاتی لے ناگزیر صورت اختیار کری فروری ۶۲۳ھ میں فرضیہ حج کی ادائیگی کے بعد خلیف رسول سیدنا صدیق اکبر رضتؑ نے فتح شام کے لئے فوجی بھرتی کا اعلان کیا۔ دھڑا دھڑ لوگ بھرتی ہو کر بیٹھے مدینہ پہنچنے لگے۔ عراق میں سیدنا خالد بن سیف اللہ رضا اب اپنے کام سے فارغ ہو چکے تھے مارچ ۶۲۴ھ میں خلیف رسول سیدنا صدیق اکبر رضتؑ نے سات سات ہزار کے چار ہجوبش تیار کئے۔ اور ان کے ہر ف معین کر کے انہیں مناسب بہایات کے ساتھ مدینہ سے رحمت کیا۔

۱۔ سیدنا عمر بن العاص رضی کو حکم دیا کہ ایمہ اور عرب سے گزرتے ہوئے فلسطین پہنچیں۔

۲۔ سیدنا یزید بن ابی سفیان رضی کو تیوک کے راستے دمشق پہنچنے کا حکم ملا۔

۳۔ سیدنا شرحبیل بن حسنة رضی کو سیدنا یزید بن کے پیچے رہتے ہوئے اردن کی طرف بڑھنا ہوتا۔ سیدنا شرحبیل عراق کے معروف ہیں سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لڑپکے تھے۔ وہ قاصد کے طور پر مدینہ آئے تو خلیفہ رسول اللہ نے انہیں ایک جیش دی کہ شام کی طرف روانہ کر دیا۔

۴۔ امین الامت سیدنا ابو عبیدہ بن جراح کو حکم ملا کہ سیدنا شرحبیل رضی کے پیچے پیچے تیوک کے راستے تمص کی طرف بڑھیں۔

سیدنا یزید بن ابی سفیان کی پیش قدمی | سب سے پہلے سیدنا یزید بن سیدنا ابی سفیان رضی کا الشکر روانہ ہوا۔ سیدنا صدیق لاکر رضی چند میل اس جیش کو رخصت کر لے کیتے مدینہ سے نکلے۔ اور سیدنا یزید بن رضی کو سب بہلیات دیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی طریقہ کارتخاکری بحسب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی الشکر کو روانہ فرلتے تو اسے مناسب بہلیات فرماتے۔ سیدنا یزید بن رضی تیوک جاتے والی بڑی سڑک پر بڑی تیز رفتاری سے روانہ ہوتے ان کے بعد سیدنا شرحبیل رضی کا جیش اور ان کے بعد امین الامت سیدنا ابو عبیدہ کا جیش روانہ ہوا۔ سیدنا عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایمہ کی طرف رُخ کیا۔

سیدنا یزید بن وادی عرب میں اور سیدنا عمر بن العاص رضی کو تیوک میں بیک وقت پہنچے۔ دونوں جیش اکٹھے ہو گئے اور روی الشکر سے تکرا گئے جو تعداد میں ان کے برابر تھا۔ مسلمانوں نے عیسائیوں کو ہمگا دیبا اور بھاگتے عیسائیوں کا سیدنا یزید بن رضی کے ایک دستے نے تعاقب جاری رکھا۔ اور انہیں غزہ کے قریب فلکستہ فاش دی۔

سیدنا شریعت محدث اور سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بستور شمال کی طرف پڑھ رہے تھے کہ سیدنا نبی مسیح علیہ السلام کے آغاز میں سیدنا شریعت محدث اور سیدنا ابو عبیدہ بصری اور جابیہ کے دریافتی علاقے میں پہنچ گئے۔

ان چاروں اسلامی جیوش کی نقل و حرکت اور دشمن سے چھوٹی موٹی بھڑپوں کے واقعہ کے متعلق تاریخی روایات میں کئی قسم کے تضادات کی وجہ سے صحیح صورت حالات کا بیان کرنا تقریباً انقدر یا مشکل ہے۔ المختصر یہ کہ رومی شہنشاہ قبل اس وقت عظیم لشکر لئے جمیں موجود تھا۔ سیدنا نال الدین سعید رضی کی شکست کی خبر سن کر دہل بڑا خوش تھا۔ اس نے اپنے کثیر العلا فوجی دستوں کو اجنبادیں کے مقام پر جمع ہونے کا حکم دیا۔ مسلمانوں کے چاروں جیوش مقامی جاسوسوں کے ذریعے ایک مریوط رابطہ قائم کر لے کر تھے۔ انہیں اپنے جاسوسوں کے ذریعے جائے کے مقام پر دشمن کے اجتماع کی خبر ملی۔

مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ رومیوں کی فوج ایک لاکھ سے کم نہیں۔ اب مسلمانوں کے لئے ہر طرف سے مشکلات امنڈھ کر آرہی تھیں۔ یا تو وہ سرکفت ایک لاکھ ٹنڈی دل سے ملکہ راجاتے اور یا تیزی سے عرب کی جانب پہنچا ہو جاتے۔ خلیفہ رسول اللہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب ان حالات کا علم ہوا تو انہوں نے پہنچی کی صورت کو بڑی سختی سے متذکر دیا۔ اور حکم دیا کہ چاروں جیش سیدنا ابو عبیدہ جہراخ کی قیادت کے نیچے جمع ہو جائیں۔

خلیفہ رسول اللہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے منقرپرین دور میں جس استقلال، پامردی، ہر رأت کا ثبوت دیا وہ مورثین کے احاطہ و تصور سے بھی باہر ہے مجھے اس مقام پر اپنی زندگی کا ایک انت واقعہ یاد آ جاتا ہے۔ علیہ السلام کے عید الاضحی کے موقع پر انگلیٹرے سے ایک پروفسر میرے پاس آیا۔ میرے پاس اس کا قیام دو سبقت سے ریا دہ رہا ایک دن دونان گنگوہ میں نے اس سے پوچھا کہ اسلام کی صداقت کی سب سے اہم ترین بات تمیں کون سی نظر آئی ہے۔ اس نے بلا توقف

کہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنانا جس دو راندیشی اور فراست پر مبنی ہے وہ کسی غیر بی کام نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت سینکڑوں ہلیل العذر شمشیر زدن جنگ اور ہمارے سالار موجود تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس امر نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جانشینی کی طرف لا غب کیا وہ صرف فراست بتوت سے ایسا حکم دے سکتے تھے اور آگے چل کر زمٹنے والے دیکھ لیا کہ چند افراد کے علاوہ سواتے مہاجرین و انصار کے تمام اسلامی صوبے ارتلاد کی پیٹیں آگئے تھے۔ اور یہ پیراں یہ کہ ایلان اور روم کی عظیم سلطنتیں اپنے اپنے طور پر مغلیت کے خلاف مخصوصیوں میں معروف تھیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کے خلاف مخصوصیوں میں معروف تھیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فراست بتوت کا ایک عظیم شہ کار تھے۔ جنہوں نے ایک طرح سے گویا اسرائیل صدراً اسلام کا پھر دنیا الاتے ہوتے اس داشمندانہ جربی بصیرت سے مخفی بھر سماں لوں سے وہ کام لیا جس کی مثال تاریخِ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے ॥

مجھے اس انگریز پروفیسر کے تاریخی کلام سے سخت ہیرانی ہوئی کہ ہم مسلمان کھلاتے ہوئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی للہیت، سخاوت، فیاضی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان نثار نعمات، عبادات، ورع، تقوے اور فراست قلب جیسے فضائل و مناقب سے واقع ہیں مگر اس انگریز نے سیدنا صدیق اکبر رضی کی حیات طیبہ کے اس پوشیدہ گوشے کی کتنی گہرائی و گیرائی سے نعاب کشاتی ہے۔

غرضیکہ شام کے ان حالات میں خلیفہ رسول سیدنا صدیق اکبر رضی لے فوراً سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو لکھا جو اس وقت عراق کی محاذ سے فارغ ہو چکے تھے کہ بلا توقیت کم سے کم وقت میں چھوٹے سے چھٹا راستہ اختیار کر کے شام پہنچو  
انسان شناسی کی انتہا ॥

# نوہزار فوج کے ہمراہ ایک بے مثال خطرناک تین سفر

منی ۶۳۴ھ کے آخر میں سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول سیدنا ابو بکر رضی  
اللہ عنہ کا حکم پہنچا۔ آپ نے خط کھول کر پڑھا۔ مرقوم تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحيم

عین بن ابو قافرہ کی طرف سے خالد بن ولید رضی کے نام

السلام علیکم اے میں تعریف کرتا ہوں اللہ کی جس کے سوا کوئی معبد نہیں اور صلات بھیجا ہو  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں یہ تو سے رخصت ہو کر شام میں اس مقام پر پنج ہزار  
مسلمانوں کا جماعت ہے اور ہمارا وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہیں۔ . . . . .

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ یہاں تک خطر پڑھنے کے بعد کہتے انہیں اسات کا  
خدشہ حموس ہوا کہ شاید میرے عہدے میں کمی کر کے مجھے کسی دمرے قائد کے ماتحت کام کرنے  
کا حکم دیا جا رہا ہے۔ شاید عراقی فوتوحات کی وجہ سے کسی نے میرے خلاف خلیفہ رسول ہم کو اسیا  
ہو۔ مگر حب انسوں نے باقی خلط پڑھا تو یہ خدشہ درہ ہو گیا۔ اس میں لکھا تھا میں تمیں تمام اسلامی  
افواج کا سپہ سالار مقرر کرتا ہوں۔ ابو عبدیہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی تمہارے ماتحت ہوں  
گے۔ فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ اپنے ساتھ لے جاؤ۔ عراق کا انتظام مشتمی کے  
حوالے کر دو۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو دو بابر حصوں میں تقسیم کیا۔ مگر تمام اصحاب  
رسول اپنی فوج میں شامل کر لئے۔ سیدنا مشتمی نے کما فوج کی تقسیم نصف نصف اپنے نے صبح  
کی مکتمام صحابہ کرام رحمہ کو آپ نے اپنے لشکر میں شامل کر لیا ہے۔ آپ اپنے لشکر میں نصف صحابہ  
کو شامل کیں اور نصف میرے لشکر میں چھوڑ دیں۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا مشتمی  
کا یہ دعویٰ حق بجانب نظر آیا۔ اور انسوں نے اس سر نو لشکر کو دو بابر حصوں میں تقسیم کیا۔

یہ روایت ایک حد تک ذرا تر کا درجہ رکھتی ہے کہ مسلمان چالپین پر ایک اپا وقت آتے گا جب دشمنوں کی تعداد ان سے کہیں زیادہ ہوگی اس حال میں وہ ایک درسے سے پوچھیں گے کہ آپا ہمارے لشکر میں کوئی صحابی رسول ہے؟ جب انہیں ہاں میں جواب ملے گا تو یہ کہتے ہوئے بے خطر و شمن سے لٹک رہا تھا اسے گے کہ رسول اللہ کے صحابی رضی کی موجودگی میں ہم انشا اللہ ضرور فتح سے عینکار ہوں گے۔ ان کے بعد ایک ایسا وقت آتے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے کسی صحابی کی زیارت کی ہے؟ تو جب جواب اساتھ میں ملے گا تو وہ دشمن پر یہ کہتے ہوتے ہے حملہ اور ہر جایتیں گے کہ جس لشکر میں ایسا شخص موجود ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کا شرف صحبت حاصل رہا ہو وہ تمام نہیں رہ سکتا۔ انہیں کیا معلوم ہے کہ بعد میں ہم نے والے مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی اپنے آپ کو شمار کرائیں گے جن کا دروزبان ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی کی عیوب جو قبیلہ ان کی ذرا ناقصی پر دشام طزادی ہو گا۔ ایسی ہی کیفیات سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے سامنے تھیں کہ انہوں نے تمام صحابیاً کو اپنے شکر میں شامل کر لیا۔ مگر سیدنا مامنیٰ بھی ایسی ہی وقت یا مانی کے پیکر تھے وہ کس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذوات قدسیہ کے نیضان سے خروم ہو سکتے تھے۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو پوری سرعت سے شام پہنچ کر لشکر اسلام کی قیادت سنبھالنی تھی مگر عراق سے شام پہنچنے کے راستوں سے وہ واقع نہیں تھے۔ اپنے جنگی مشورت بلانی اور تمام صورت حال سے انہیں اگاہ کیا۔ اور فرمایا ہم کسی ایسے راستے سے شام میں داخل ہونا چاہتے ہیں کہ کسی مقام پر رو میوں سے مٹھے بیہرہ ہو۔ اور راستہ بھی مختصر ہو۔ سب نے جواب دیا ہم کسی ایسے راستے سے واقع نہیں۔ الگ کسی راستے سے چند ایک مسافروں کا گزر ممکن ہے جو تو منیٰ جوں کے ہمینوں میں جب صحرا کے کرہ نارین جائیں گے ایک بڑے لشکر کے ساتھ گزرنانا ممکن ہے آپ کے لشکر میں رافع بن عیرہ نامی ایک مشہور جنگجو موجود تھے۔ انہوں نے کہا میں ایک ایسے راستے سے واقع نہیں جو مختصر مزروع ہے مگر صحرا کی ایک ایسی پٹی سے گزرنانا

پڑتا ہے جو ایک لئے ودق صحرا سے گزرتا ہے۔ ایک سو بیس میل کا سفر طے کرنے کے بعد ایک پانی کا پتھر ہے۔ اور ایک سو بیس میل کا سفر ایک عظیم فوجی شکر جس میں اونٹا اور گھوڑوں کی لمبی لمبی قطاریں ہو جو چند دن سے کم عرصے میں طے نہیں ہو سکتا عراق کا آخری آباد مقام قرار ہے اور صحرا عبور کرنے کے بعد شام کا پلا آیاد مقام سڑا ہے۔ البتہ پرانج دن کے سفر کے بعد پانی کا ایک پتھر ہے۔ دارکوش میں شامل تمام نمروں نے اس راستے پر سفر کرنے کے تلافت کی۔ آج کی کتابی زیان یہ یہ باتیں ہم ایک واقعہ کے طور پر پڑھ کر آگے بڑھ جلتے ہیں مگر علاوہ ایسا کہ ناایک انسان کی بہت بھائیت اور الوالعمری کا امنت نقش ہے۔ جوں کا چیزہ جس میں محاذیپ کر کرہ نارین جانا ہو۔ راستہ معروف ہوا در صرف دلیل راہ پر بھر و سر ہو۔ صحرا کی ریت کی چک سے انہیں کھلتی ہوں سفر کرنے کا ارادہ کر لینا ایک ما فوق الغلط کارنا نہ ہے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی کے سامنے یہ تمام مشکلات مجسم شکل ہیں موجود تھیں۔ مگر خلیفہ رسول ﷺ کا حکم کہ بسرعت شام میں مقیم مسلمانوں کی مدد کوہ پنجو۔ انہیں بے چن کئے ہوتے تھے۔ انہوں نے اوسکی مجلس کو مخاطب کر کے نہایت ممتاز اور بخوبی سے کہا ہم اسی راستہ کو اختیار کریں گے۔ سالار شاہزاد دیتے ہے اور نہیں اس کے لشکریں سالیک بھی اس حکم پر اعتراض نہیں کرتا۔ وہ لوگ اماعت امیر کی علیمہ شال تھے۔ اسی لئے وہ بگئے کی طرح عرب و غم پر پڑھ لگئے۔

تصدرات اور تحولات کی دنیا میں فروعی کی تخلیق رسم و استند یار کے سبقتوں دیو مالائی دنیا میں کرشن کا سدر شن چکر اور رام کے لنکا پر جملے کے وقت ہنومان نایی بندرا کا سجنیوں بولی والا پہاڑِ ہمال سے اٹھا کر لنکا پہنچا بڑی ہوش را داشتائیں ہیں ان داستانوں کو سن کر مسلمان کماں خاموش رہ سکتے تھے ان کے ایک گروہ نے بخار الانوار قسم کی کتب میں سیدنا علی بن اشاعرؑ کو پنگھوڑے میں اتنے عظیم اثر دیا کہ بیڑے پر چیرتے ہوتے دکھایا جسے بصد مشکل دو صد آدمیوں نے اٹھا کر باہر چینیکا اور آپؑ کی ذات اقدس سے اس قسم کی داستانیں منسوب کیں کہ آپؑ نے ایک کنویں میں داخل ہو کر کئی لاکھ جنون کو قتل کیا۔ خوش عقیدگی کی بتا پر ایسی داستانوں

کی تحقیق سے کسی ایک گروہ کی قبی مسٹ کا سامان بھم پہنچنا الگ بات ہے مگر عملی دنیا میں کسی نہ ہونے والے کام کو سرانجام دینا الگ بات ہے۔

داقعات ہیں سیدنا خالد سیف اللہؐؑ کے سفر از عراق تا شام کے لظاہر یہ ایک صحرائی سفر ہے۔ مگر توہنہ اک مسلح لشکر لے کر اس صحرا کے عبور کے لئے چل نکلنا اور وہ بھی جوں گئے گرم ترین ایام میں الامان دیکھیت۔ یہ ان مسلمانوں کے عزم و استقلال، ببر و استقامۃ، ہمت و جرأۃ اور تہور و شجاعت کی لا زوال داستان ہے۔

الگ روز اس سفر کا آغاز ہوتے والا تھا کہ سیدنا رافع عجیب کشمکش کی حالت میں سیدنا خالد سیف اللہؐؑ کے حضور میں حاضر ہوتے اور کہا یا امیر! آپ! آئی بڑی فوج کو لے کر صحراء میں سفر نہیں کر سکتے۔ سیدنا خالد سیف اللہؐؑ عنہ عصسے اس کی طرف دیکھ کر کہ اس رافع! ایسا فوج ما ہو الگ مجھے کی درسے راستے کا علم ہوتا تو میں ضرور سے اختیار کرتا۔ تمہیں معلوم نہیں شام میں مسلمان فوج کن تشكیلات میں گھری ہوتی ہے اب تم ضرور میرے حکم کی تعییل کرو آپ شے کا نام لیکر قرار کے مقام سے صحرا میں داخل ہو گئے پہلے روز ہی سورج کی پیش نے صحرا کو کرہ نارینا دیا۔ لوکے بگولے، چمکتی ہوتی ریت نے دماغ اور آنکھوں پر شدید اثر کیا۔ کوئی ایک دوسرے سے بات نہیں کرتا تھا۔ تمام لشکر صرف پانی اور راس جہنم دار میں پیاسے مر جانے کی ہو لانا کیوں کے تصویر میں کم مختا۔ وہ یہ سورج کر کا نائب جلت تھے کہ الگ خدا نخواستہ سیدنا رافع رہنچھوپول کے یاریت کی چمک سے اپنی آنکھوں سے محفوظ ہو گئے تو کیا ہو گا۔ رات آئی اور سماں نے حسب حسب متحول پڑا کیا۔ مگر انکھیں نیند سے خالی تھیں اور عجیب اذیت کے عالم میں رات بس ہوئی دوسرانجام دن سورج کی آتش فشاںی اور پیٹی ہوتی ریت پر سفر جاری رہا۔ رات آئی مگر پہلی رات سے بھی ہو لانا ک۔ اکثر سپاہیوں کے مشکینے پانی سے خالی ہو گئے تھے اور ان کی دیابیں نششک ہو کر چڑا بن گئی تھیں یا سورج کی تھیں اب ان سب کی زیادتوں پر حسینا الشدوم الوکل کے مقدس کلمات تھے۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اس ہولناک سفر سے پہلے سیدنا خالد رسیف اللہ رہنے تے  
ہزاروں اوثنوں کو پیٹ بھر کر پانی پلاپا تھا اور ان کے مدد باندھ دیتے تھے مگر یہ سب خرافات  
داستانیں ہیں۔ تجربۃ اونٹ کے پیٹ میں پانی کا ذخیرہ ہونا غلط ثابت ہو چکا ہے۔ اوثنوں  
کو پانی پلاکر ساختہ رکھنے کی نسبت ان پر پانی کی پکھالیں لا کر جینا آسان کام ہے۔ اسی قسم  
کی وہی روایات سلطان محمود غزنوی کے سوتھا پر حملہ کے وقت چراتان اور صحرائے  
راجپوتانہ سے گزرنے کے متعلق بیان کی گئی ہیں۔ مگر یہ سب کچھ بعض مورخین کی دماغی  
اختراع ہیں۔

اب تیسری شب کی آمد تھی۔ یہ شب پہلی دو راتوں کی نسبت زیادہ بے چینی، اضطرار  
اور وابہمہ لئے ہوتے نازل ہوئی۔ ہر شخص کے دل میں رہ رہ کر مختلف قسم کے خیالات آتے تھے  
اگر رافع راستہ بھول گئے تو... اگر رافع چشم کے مقام سے آگے بڑھ گئے تو... اگرچہ نہ کچھ پہچان  
سے پہلے حواس کھو چکے تو کیا ہو گا۔ یہ رات بھی ختم ہو گئی اور سپیدہ سحر نمودار ہوتے فریضہ  
صحیح کی ادائیگی کے بعد قافیہ میں نکلا یہ چوتھا روزخان۔ مسلمان اپنے بچے کچھ پانی سے ہمراہ ہوں  
کے ہوتے تو کہا رہے تھے۔ قدم لٹکھ رہا ہے ہیں۔ پاؤں گھست رہے ہیں۔ مگر زبانوں پر تسبیح  
و تمجید کے کلمات باری ہیں۔ اللہ اللہ کر کے چوتھا دن بھی ختم ہوا اور چوتھی رات بے سریمانی  
گھبراہٹ اور پاس دنامیدی کے دیوالے آتازل ہوئی۔ آج انسان کے تھیل کی پرواز بھی ان  
سر بلند عازیزوں اور مجاهدوں کی سرفوشی کے جذبات کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ لیکن اب  
پانچویں صبح طلوع ہو رہی ہے۔ اور سیدنا رافع رضے کے کھنکے کے مطابق پیشہ ملنے کی امید ہے  
مگر یہ دسوے اور وابہمہ بدستور دامتغیر ہیں کہ اس حد نگاہ سے پہرے درستک پھٹلے ہوتے  
آتش فشاں صحرا میں چٹے کا نشان بھی مل سکے کا یا نہیں۔ اب تم بر بالاتے ستم یہ کہ اکثر جاہنہ  
کی آنکھیں صحرا کی چکتی ہوئی ریت کی وجہ سے دیکھنے کی طاقت سے محروم ہوئی جا رہی ہیں  
اور سب سے بڑھ کر سیدنا رافع کی آنکھوں پر حملہ ہوا ہے۔ اور وہ دیکھنے کی قوت سے محروم

ہو چکے ہیں جس جن کے کان میں سیدنا رافع رضی کی آنکھوں کی معدودی کا ذکر پہنچا وہ اپنے مقام پر ٹھٹھک کر رہا گیا۔ مگر حرم و کیم رب کی رحمت جوش میں آئی۔ اور سیدنا رافع نے چلا کر کہا کہ یہاں کیسیں اس قسم کے دوستی ملاش کرو جن کی شکلیں عورتوں کے لستانوں کی طرح ہیں جماہد شیلوں کی تلاش میں بھر گئے اور آخر شیلے مل گئے۔ سیدنا رافع نے کہا ان کے درمیان میں ایک جھاڑی کو تلاش کرو۔ مگر بیار کو شیش کے باوجود جھاڑی توہنہ میں البتہ کسی پرانی جھاڑی کا ایک ٹھٹٹہ ملا۔ اپنے فرمایا اس کے نیچے زمین کھو دو۔ اللہ کی شان کہ چند نیچے مارتے ہی پانی کا چشمہ بہہ نکلا۔ مجاهدوں کی زیان سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا اپنے سوں نے پانی پیا۔ جالوروں کو پلا یا اور بعض جماہد پانی کی پکھالیں بھر کر یونچے کی طرف بھاگے تاکہ پیاس سے نڑھاں یونچے رہ جانے والوں کو پانی پلاتیں۔ اس کے بعد صرف ایک دن کا سفر باقی رہ گیا تھا۔ منزل مقصود پر پہنچ کر سیدنا رافع رضی نے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ سپر سالار اب آج سے تیس سال پہلے میں اپنے والد کے ہمراہ اس راستے اس ملق و دق صحرا سے گزر رہتا۔ اللہ کا شکر کہ میرے حافظتے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا ساتھ دیا اللہ کی شان کر پولاش کر صحیح سلامت صحرا سے بچ نکلا۔ اب ان مجاهدین اسلام کی شان ملاحظہ ہو جن پر پانچ روزہ سفر کی صعبوبات نے کسی بہت بڑی جنگ سے بڑھ کر مکمل تباہی کے کنارے پہنچا دیا تھا۔ انہوں نے ایک دن آرام کرنا بھی اپنے اور آرام سمجھا۔ بلکہ اپنے پھر دن سے بھی آرام کرنے کی ضرورت کا احساس نہ ہونے دیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کے ایک سرے سے دو سکے سرے تک پکڑ لگایا۔ جمالہ دین اسلام اپنے سالار کو دیکھ کر تازہ دم ہو گئے اور لگنڈہ خطرناک سفر کی تمام تیزیاں مخوب گئیں۔

دوسرے روز سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے میلکہ کذاب کی زردی در بر کر کے نہم شام کا آغاز کیا۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ ایک سرخ ٹوپی پہننے رہتے تھے۔ جس میں

چند سیاہ دھاریاں نظر آتی تھیں اپ کی نظر میں یہ تمام سہیاروں سے زیادہ اہمیت رکھتی تھی بلکہ آپ اس لوپی کو اپنی فتح کا نشان سمجھتے تھے۔ اس لوپی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موتے مبارک سے ہوتے تھے۔ اس روایت نے بڑے احتمام سے اس لوپی پر سرخ عمameہ پاندھا۔ اور اپنے ہاتھ میں وہ سیاہ علم لیا جو عقاب کے نام سے مشہور تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو عنایت فرمایا تھا۔ آپنے کہے ہم رہ تو ہر امر تجیر کا راوی جنگ آزاد مودہ لشکر تھا۔ جن میں آپ کے فرزند سیدنا عبد الرحمن خلیفہ رسول مسیحنا صدیق بر کے بیٹے سیدنا عبد الرحمن، سیدنا رافع بن عمیر رضی جو گذشتہ خطناک صحافتی سفر میں دلیل راہ تھے سیدنا قعیاذ بن عمرو رضی جو ایک پورے لشکر کے ہم پتھرا تھا۔ سیدنا معاذ بن الاذر در چبوانی طاقت اور جنگی مہارت میں بے مثل تھے اور سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے داماد بھی شامل تھے۔ سسر پیر کے قریب یہ لشکر سوی کے قریب پنچ گیا۔ سوی شام کی پہلی سرحدی بستی تھی۔ اس بستی کا مضائقاتی علاقہ نہایت سرسبز و شاداب تھا۔ جو بھیڑوں کے ریلوڈ اور موئیشوں کے گلوں سے بھرا تھا تھا۔ آپنے کے حکم سے تمام جاؤ تو آپنے کے لشکرنے بھج کر لئے۔

اُرک کی فتح | اگلے روز مسلمانوں کا لشکر اک سپنچا۔ وہاں ایک متعمد عالم رہتا تھا جو ارک کی آمد کا علم ہوا تو اس نے اپنے لوگوں سے دریافت کیا۔ کیا اس فوج کا علم سیاہ رنگ کا ہے؟ کیا اس فوج کا سالار ایک دراز قدر گھنی والرachi اور چوڑے شالوں والا آدمی ہے جس کے پر چند جھپک کے دراغ بھی ہیں جب غیروں نے ان سب باتوں کی تصدیق کی تو اس نے کماں سے ذرا سمجھل کو جنگ کرنا پختا پچھے محافظ فوج کے رومی سردار نے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ شرائط پر صلح کر لی۔

سخنہ اور قدمہ | سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے تین دستے ترتیب دیئے ایک دستہ سخنہ کی طرف اور دوسرا قدمہ کی طرف بھیجا۔ وہاں کے

باشدروں نے خنده پیشانی سے مسلمانوں کا استقبال کیا اور ان کی تمام شرائط تسلیم کر لیئے۔

**تدریز** | **لَيْسَ إِنَّ الْعَيْدَةَ الْجَرَاثِينَ** کی طرف بھجا اور بیعام بھجا کہیرے آنے تک مزید کوئی کارروائی نہ کریں۔ آپ خود تدریز (پیغمبر) کی طرف روانہ ہوتے۔ وہاں پہنچتے ہی قلعہ کا عاصراً کر لیا۔ مگر ان لوگوں نے بھی جزیہ دینا منظور کر لیا۔ اور وہاں کے حاکم نے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو ایک بہتری گھوڑہ تحفہ دیا۔

**قریشیں** | وہاں کے لوگوں نے کچھ مسلمانوں کو آگے بڑھنے سے روکنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔

**حوالیں** | اکلا پڑا، حواریں تھا۔ وہاں بھی کچھ رکاوٹ پیدا ہوئی مگر پہلی جھٹپٹ میں ہی ختم ہو گئی بے شمار بلوشی مسلمانوں کو ملے۔

اب سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ دشمن کی طرف روانہ ہوتے۔ راستے میں ایک طویل درہ عبور کرتا پڑا جو اج کل الشنیہ کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں نے اپنے جھنڈا کا ٹا اور گھنٹہ بھر آرام کیا۔

**مرج راہبڑ** | الشنیہ سے آگے بڑھے غدر اسے ہوتے ہوئے مرج راہبڑ کے مقام پر پہنچنے یہ وہی تاریخی مقام ہے جہاں بعد میں عالم اسلام نے متفقہ طور پر امیر المؤمنین امیر فران کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی تھی اس وقت اس مقام پر عیسائی اپنے کسی فہری تھوار کے جشن میں مگن تھے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر جوں ہی وہاں پہنچی۔ جس میں شامل تمام لوگ فوجی صورت میں ہمیشہ رہ گئے۔ مگر پہلے محلے میں ہی تتر بر ہو گئے۔

**خوطرہ** | اگلی صبح آپ نے ایک دستے کو غوطہ کی طرف بھجا۔ وہاں کے لوگوں نے بھی سلیمانی پشاور کی جرقوں کر لی گئی۔

## امّن الامّت سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ سے پہلے شام میں مسلمان فوجوں کے کامنڈر تھے۔ عمر پرچاں بیچ پن سال، قدلبیا، بسم دبل اپٹلا اور چکدار، قدر سے خمیدہ چہرے پر وجاہت اور شرافت کا نور، آنکھوں میں فہم و فراست کی جگہ کاہٹ مختصری دار طبعی خناب سے بیگن علم و حلم کا پیکار اور دانتوں میں خلا یہ تھے سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح شام کی تمام جنگوں میں وہی زر در پر چشم آپ کے ہاتھیں رہا جو غزوہ خبر میں حسنوراکم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مرحمت فرمایا ہے۔

ادھر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ راستے کی دشواریوں سے نیتھے آگے بڑھ رہے تھے اور ادھر سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ شام میں اپنے قدم مضبوط کر رہے تھے۔ آپ کے پاس تین جیش تھے۔ سیدنا یزید بن سیدنا ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا جیش۔ سیدنا شرحبیل بن حسنة رضی اللہ عنہ کا جیش اور ان کا اپنا جیش۔ حوران پر قبضہ کر چکے اور اب بصری پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اس بصری کا عراق کے بصر میں کوئی تعلق نہیں۔

بصری کی فتح | یہ بصری حکومتِ غسان کا پایہ تخت تھا۔ یہاں عیسائی عربوں اور رومیوں کی ایک بھاری فوج ہر وقت موجود رہتی تھی۔ سیدنا ابو عبیدہ کو جب معلوم ہوا کہ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ بڑھے چلے ارہے ہیں اور انہیں ان کی ماتحتی میں کام کرنا پڑے گا تو انہوں نے بصری پر فوراً قبضہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ سیدنا شرحبیلؓ کو چارہ نہار کا جیش دے کر بصری فتح کرنے کیلئے بھیجا۔ بصری کی محافظت فوج کی تعداد اس وقت بارہ ہزار تھی وہ سب قلعہ بند ہو گئے۔ ان کا خیال تھا کہ مسلمانوں کا ہر اول دستہ بے گرد ورزیک جب مسلمانوں کی طرف سے کوئی حرکت نہ ہوئی تو ان کی فوج قلعہ سے نکل آئی اور دونوں فوجیں آئنے سامنے صفت آزاد ہو گئیں رومی سپر سالار اور سیدنا شرحبیلؓ

کے درمیان مذکورات شروع ہوتے تو سیدنا شریعتی رضی اسلام، جزیرہ یا جنگ کی شرائط پیش کیں۔ مگر وہ میوں نے پہلی دو شرطوں کو تھک کر مسلمانوں کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ وہ میوں کی فوج تین گناہ زیادہ تھی۔ دو پہ تک مسلمان جم کر رہتے رہے مگر آخر ان میں کمزوری کے آثار نظر آئے۔ اس وقت سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ میدان جنگ سے کوئی ایک میل کے فاصلے تک پہنچ چکے تھے انہوں نے جس طرف جنگ کا شور و غوشہ سنایا اس طرف بڑھے اور فوری طور پر میمنہ کی قیادت سیدنا رافع بن عبیر رضی، میسر کی قیادت سیدنا عزاز بن الازور رضی کے پیروی اور قلب میں تھوڑی سپاہ آڑ کے طور پر رکھ کر اس کی قیادت سیدنا عبد الرحمن بن سیدنا صدریت اکبر رضی کے پیروی۔ سیدنا عبد الرحمن رضی نے روی فوج کے سپہ سالار کو خلست دی تو وہ بھاگ نکلا۔ اب سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ خود جنگ میں شامل ہو گئے سیدنا عزاز بن الازور رضی نے گرمی کی وجہ سے آزاد بند کے علاوہ تمام کپڑے اتار پھینکے اور بسیوں کو واصل بھیجن کیا۔ اس نیم بر سہنہ مجاہد اور غازی کی داشتائیں ہفتہ بھر تک تمام شام میں پھیل گئیں۔ روی ہٹتے ہٹتے قلعہ میں پہنچ گئے۔

**دو عظیم انسانوں کی ملاقات** | سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ محاصرہ کی  
ہدایات دینے کیلئے پہنچے پہنچے تو اپنے ان کی  
نظر اس رجل عظیم پر ٹھی جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے امین الامت کا  
خطاب مرحمت ہو بجا تھا۔ جو شام کی فتوحات میں سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے  
بعد سب سے زیادہ شہرت اور عظمت حاصل کرنے والا تھا۔ وہ عالم اسلام میں اگرچہ ابو عبیدہ  
بن الجراح کے نام سے مشہور ہیں مگر ان کا نام عامر بن عبد اللہ بن الجراح تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
صحابہ کرام میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔

نتی سپہ سالار نے جب پرانے سپہ سالار کو دیکھا تو انہیں کچھ تشویش ہوئی۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ جاتے تھے کہ یہ عظیم انسان اپنی فیرمومی پر ہیزگاری، دینداری،

تقدس اور سن اخلاق کی وجہ سے مدینہ بھر میں ایک خاص مقام رکھتا تھا ادھر سیدنا ابو عبیدہ جانتے تھے کہ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ اپنی پی بنیاد خوبیوں کی وجہ سے حصوری احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نظائر نظر تھے۔ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ مذکور تھے جو تے آگے بڑھتے پہنچ کے اس وقت سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ پاپیادہ کھڑے تھے اس لئے سیدنا ابو عبیدہ گھوڑے سے اترنے لگے۔ مگر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے روک دیا۔ اور آگے بڑھ کر ان کے پاس پہنچ کر ان سے مدد افراہ کیا۔ سیدنا ابو عبیدہ رضی مختصر سی گفتگو کے بعد سیدنا خالد سیف اللہ کی سالاری میں ان کے نائب کے طور پر کام کرنے پر اطمینان و شودی کیا۔ بصری کے محصورین نے جزیری کی ادائیگی پر صلح کر لی۔ یہ واقعہ وسط جولائی ۶۳۷ء مطابق جمادی الاول سنہ کا ہے۔ بصری شام کا پہلا شہر تھا جو مسلمانوں نے فتح کیا۔ بصری کی اپنیانی دور و زہ جنگ میں ۱۳ مسلمان شہید ہوتے بصری کی فتح کے بعد سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے یہاں سے خلیفہ رسول اللہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تمام حالات سے مطلع کیا۔ اور لگہ شہنشہ بھر طیپیں میں جو مال غنیمت ملا تھا اس کا پانچواں حصہ خلیفہ رسول کی خدمت میں پہنچا۔

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے پہنچنے سے پہلے سیدنا شریعتیل شاہ کے ذمہ یہ کام لگایا تھا کہ وہ اجتادین کے مقام پر دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھیں۔ انہیں ایک جاسوس نے اکبر خبر دی کہ اجتادین کے مقام پر تو سے ہزار دشمن کا لشکر جمع ہے۔ اس وقت سیدنا ایزید رضی دریافتے یہ موک کے جنوب میں تھے، سیدنا عمر بن العاص فوادی عربہ میں تھے، سیدنا ابو عبیدہ رضی اور سیدنا شریعتیل کے کچھ دستے خواران کے علاقے میں پھیلے ہوتے تھے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے تمام سپہ سالاروں کو لکھا کر اپنے اپنے جیوش لے کر بلا تو قوت اجتادین پہنچ جائیں۔ اس مقام پر اسلام اور عیسائیت کے دریان سب سے بڑی جنگ ہوتے والی تھی۔

## جنگ اجتادین

اس وقت تک اسلامی جیوش کی کوئی منظم صورت نہ تھی۔ لباس مختلف، اسلحہ مختلف نقل و حرکت قافلوں کے انداز میں البتہ میلان جنگ میں وہ نبیان مرصوص کی صورت میں داخل جلتے تھے۔ کوئی بھی مسلمان فوج میں بھرتی ہو سکتا تھا۔ ان کی سپاہ کے طبوسات میں غیبت میں حاصل کی ہوتی ردمی اور ایرانی قبائل اور مختلف انداز کے اسلو خل تھے۔ ان کے جو شیخ کے مستقل عہدیدار ارادت تھے۔ اور نبی کوئی مخصوص تشاں قبائل کے بڑے بڑے سردار عالم سپاہیوں کی طرح لڑتے تھے اور عمومی قسم کے سپاہی جنہیں کسی جنگ کے وقت کسی دستہ کاماندار مقرر کیا جاتا تھا اس کے ماتحت نہایت جانشناختی سے ہل من میار ز کا انعروہ لگاتے ہوتے دشمنوں کی صفوں میں گھس جاتے تھے۔ ان کے مقابلے میں رہیوں کی فوج باقاعدہ پلاٹوں، کمپنیوں اور رجمنٹوں کی صورت میں منظم تھی۔ ان کے عہدیدار مستقل تھے۔ اور ان کی نقل و حرکت ایک تنظیمی انداز لئے ہوتے ہوتی تھی۔

ضورت کے وقت مسلمان پس سالار اپنے سواروں کو ایک رسالے کی صورت میں ترتیب دیتا۔ سلسلہ مواصلات اور عقب سے روشن اور سرد کی ہم سماںی کا کوئی مستقل انتظام نہیں تھا اگر کسی موقع پر رشد ختم ہو جاتی تو کھروں اور ستون پر گزارہ کیا جاتا مگر وہیوں کو یہ عام سلویں حاصل تھیں۔

البتہ اسلامی لشکر جس طرف حرکت کرتا گے آگے ہر اول دستہ ہوتا جو پیش آمدہ حالات سے فوجی سپہ سالار کو باخبر رکھتا۔ اور ضورت کے وقت وہی ہر اول دستہ دشمن سے مکر لینے سے بھی نہ پچھلاتا۔ اس صورت میں مسلمان فوج نے بصری سے کوچ کیا۔

باوجود انتظامی تفصیل کے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس لشکر نے کون سارا ستد اختیار کیا مگر قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ بحیرہ مردار کے شمالی علاقہ سے ان کا گزر جاسیدہ ششم کے قریب سے

پس پاپ یہ لشکر گزگیا چونکہ وہاں رو میوں کی ایک بہت بڑی فوج موجود تھی۔  
 ۲۲ جولائی ۱۹۴۷ء کو یہ لشکر اپنے ہدف پر یعنی اجنا دین پہنچ گیا۔ دوسرے روز سیدنا عمر بن العاص رضی اللہ عنہ عجی وادی عرب سے اپنا جیش لے کر پہنچ گئے۔ اس مقام پر مسلمان فوج کی تعداد بیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔ اس قدر فوج اس سے پہلے کسی مقام پر جمع نہیں ہوئی تھی۔ اسلامی فوج کے ٹاؤن سے رو میوں کا فوجی پروار صرف ایک میل کے فاصلے پر تھا درمیوں کے پاس ہزاروں قسم کی گھاٹیاں تھیں، اپنی نقل و حرکت میں کافی وقت لگاتھا رہا رو میوں کا تمام لشکر وہاں حاکم حص کی نیز قیادت جمع ہو گیا۔ جس کی تعداد نوٹے ہزار بیان کی جاتی ہے۔ اس سے پہلے مسلمانوں نے جس قدر ٹکیں لڑیں۔ انہوں نے اس بات کو پہنچ نظر کھا شکا کہ خدا نخواستہ کوئی افتداد آن پڑے تو صحرائیں پناہ لے سکیں۔ مگر اجنا دین ایک سر بز و شاداب غلامت کے درمیان واقع تھا معلوم ہوتا ہے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کی قلت اور شمن کی فوج کی کثرت کے تصور سے بے نیاز ہو چکے تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ پر بخوبیہ ایمان تھا کہ ہم ہر صورت میں فتح یا ب ہوں گے مسلمانوں نے جب اپنے مقابلے میں رو میوں کی آن قدر فوج دیکھی تو انہیں قدرے اضطراب پیدا ہوا۔ مگر تھا خالد بن اسد نے سبکے خاطب کر کے کہا۔  
 مسلمانوں اب تمہیں معلوم ہونا پا ہیئے کہ تم نے اس سے پہلے ایسی فوج کبھی نہیں دیکھی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھوں انہیں شکست دی تو وہ اس کے بعد کبھی تمہارے مقابلے پر نہیں آئیں گے۔ اپنے دین کی خواصیت کے لئے لڑو اور ہر گز شمن کو پیچھہ دکھانا۔ ورنہ جنم کی الگیں جلو گے۔۔۔۔۔ میرے حکم کے بغیر محمد نہ کرنا۔

اُدھر وہاں نے جنگی مشاورت طلب کی اور لٹاٹی کے متعلق نتے نتے انداز کے فیصلے کئے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے شمن کی فوج کا جائزہ لینے کے لئے چند رضا کا طلب کئے۔ سیدنا انصار رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو پہنچ کیا۔ سیدنا انصار رضی اللہ عنہ سرے کمر تک برسنے

ہو کر گھوڑے پر سوار ہوتے آپ شمن کے قریب ایک ٹیلے تک پہنچنے پا تھے تھے کہ رو میں  
کے تین سواروں کے لگھرے میں آگئے۔ مگر انہوں نے نہایت چابکستی سے لگیرا توڑا اور  
پہنچنے کسکنے لگے۔ رو میں ان کے پیچے پیچے بڑھتے آ رہے تھے جب سیدنا ضرار رہنے دیکھا کم  
بڑ رو می اپنے فوجی پٹراؤ سے کافی دور آگئے ہیں تو بلٹ کران پر ایسا حملہ کیا کہ تین میں سے ایسیں  
کو واصل بجنم کر دیا۔ باقی گیارہ بھاگ نکلے۔ اور تمام رو می لشکر میں تمام رات اس خوفناک مرد بہمن  
کی داستانیں بیان ہوتی رہیں۔ آپ اپنے لشکر میں پہنچنے تو مسلمانوں میں جوش و سرت کی لمبڑی  
گئی۔ مگر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانتے ہوئے کہا کہ تمہیں صرف دریافت  
حالات کے لئے بھیجا تھا۔

ناتھ رو می سپر سالار قبلا رنے ایک عرب جاسوس کو مسلمانوں کے کپ میں جاسوسی  
کے لئے بھیجا۔ اس نے واپس پہنچ کر قبلا رکوب بتایا کہ۔

مسلمان رات کو راہب ہوتے ہیں اور دن کو جنگو اگران کے حکمران کا بیٹا پوری  
کمرے تو اس کے بھی ہاتھ کاٹ کر دیں۔ اگر زنا کرے تو اسے بھی سنگار کر دیں۔

قبلا رنے یہ سن کر کہا ایسی قوم سے جنگ کرنے سے زین میں دھنس جانا بہتر ہے۔ ۲۰ جولائی  
۶۴۷ھ مسلمان غاز فجر سے فارغ ہو کر اپنے سپر سالار کے حکم کے مطابق میدان جنگ میں  
صفت آرا ہو گئے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے پانچ میل لیے محاصرہ لشکر کو پھیلایا  
فوج کو تین حصوں میں تقسیم کر کے قلب کو سٹپھنا ذہبی بجل رہ، میسرہ کو سیدنا سعید بن عامر  
اور میمتہ کو خلیفہ رسول ﷺ کے پرسیدنا عبد الرحمن کی قیادت میں دیا۔

میسرہ کے محافظہ دستے کے سالار سیدنا شاہزادیل رہنگئے۔ چارہزار اسپاہی سیدنا نیز یہود بن سیدنا  
ابی سفیان رہنے کی قیادت میں قلب کے عقب میں بوقت ضرورت استعمال اور پڑاؤ کی حفاظت  
کے لئے محفوظ رکھی۔

رو میں کاشکر بھی پانچ میل کی لمبائی میں پھیلا ہوا تھا اگران کے لشکر کی صفائی مسلمان

لشکر سے تین گنازیادہ تھیں۔ جن کو دیکھا اور ہب بڑی بڑی صلیبیں اٹھاتے اپنی فوج کے دولوں میں جوش پیدا کر رہے تھے۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر پورے معاذ کا ایک چکر لگایا۔ اور ہر جوش کو مناسب بدلیات دیں۔ آخر میں ٹپاؤ میں عقیم خاتین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ ہمہ وقت اپنے دفعے کے لئے تیار ہیں۔ تاکہ اگر رومی مسلمانوں کی صنیع چیر کر آپ نبک پہنچ جائیں تو آپ اپنا دفاع کر سکیں۔

فریقین نے صفت بندی میں تقریباً دو گھنٹے صرف کئے۔ سب سے اول رومی لشکر سے ایک بوڑھا اسقف اگے بڑھا اور فرض عربی زبان میں گویا ہوا میں تمہارے سردار سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ تو اس قت نے کہا میر آغا اور دان تمہارے ساتھ فیاضی سے پیش آنا چاہتا ہے اگر تم واپس جانا چاہو تو ہر سایہ کو ایک دینا ایک قیا اور ایک غمام دیا جاتے گا اور تمیں سودہنار سو قبایل اوسو عما۔ ورنہ تمیں معلوم ہے کہ ایرانی ہم سے الجھے تو ان کا لکھنا براحت شہر ہوا تھا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے نہایت شناخت سے بوڑھے اس قت کی یہ لعن ترانیاں سنیں اور اپنی وہی تین شرائط پیش کیں۔ اسلام، ہجرت یا جنگ اس قت نے واپس جا کر ورون کو اسلامی سپہ سالار کا پیغام پہنچایا تو اس نے غصے میں آکر کہا میں ان مسلمانوں کو ایک ہی قیامت خیز حکلے میں تباہ کر دوں گا چنانچہ دوپھر سے کچھ قبل رومی تیراندازوں نے جنگ شروع کر دی۔

سیدنا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جوابی کارروائی کرنا چاہی مگر سیدنا خالد سیف اللہ عنہ نے روک دیا اور متعدد مسلمان شہید ہو گئے۔ ابتدائی کارروائی رومیوں کے حق میں رہی۔ آخر سیدنا حضرت ارضا کو جوابی کارروائی کی اجازت می۔ اس روز آپ نے اپنے معمول کے خلاف زرہ اور خود پین رکھے تھے مگر حب رومی آگے بڑھے تو آپ نے سب کچھ اتار کر چھینک دیا چنانچہ رومیوں کے لشکر سے ”برہمنہ مرد کارزار“ کی آغاز میں بلند ہو گئی۔ پہلے ہی میں ہی آپ نے عمان اور طبریہ کے حاکموں

اُدھر کی دو سکر رومیں کو قتل کر دیا۔ پھر دس روپی پہلوان آگے بڑھے تو سیدنا خالد سیف اللہؑ نے دس چانبازوں کو ساتھ لے کر ان کا لاستہ روک لیا۔ اور ان کو قتل کر دیا۔ اب ٹولیوں میں روپی آگے بڑھتے رہے اور قتل ہوتے رہے۔ دو پھر ٹھلتے ہی مسلمان فوج اپنے سپہ سالار کے حکم سے روپیوں پر ٹوٹ پڑی۔ سہ پر ختم ہوتے جنگِ ڈک گئی۔ بے حساب روپی قتل ہوتے۔

رات کو وردان نے جنگی مجلس طلب کی۔ وہ گھبرا لایا ہوا تھا کیونکہ ہزاروں روپی قتل ہو چکے تھے۔ اور صرف چند مسلمان شہید ہوتے تھے۔ آخر فیصلہ ہوا کہ اگلے روز مسلمان سپہ سالار کو صلح کے لئے بلا بیا جاتے جب وہ قریب آتے تو میں گاہ میں پھنسے ہوتے روپی تکل کرتے قتل کر دیں چنانچہ داؤ دنامی ایک عیسائی گوسینہ خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیجا گیا کہ صبح دونوں سپہ سالار تہذیب گفتگو کریں۔ داؤ سینہ خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور اپنے سپہ سالار کا پیغام پہنچایا۔ مگر آپ نے جواب دیا۔ اسلام، جزیہ یا جنگ کے بغیر صلح کی اور کوئی صورت نہیں داؤ نے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے تیور دیکھ کر کھٹک لگا۔ آپ مجھے اور میرے کنہ کو امان دیں۔ تو میں حقیقت بیان کر دوں۔ اجازت ملنے پر اس نے وردان کی تمام سیکم بیان کر دی داؤ نے واپس چاکر وردان کو اصل بات ترباتی البتہ یہ کہا کہ آپ کے کنہ کے مطابق مسلمان سپہ سالار آپ سے تنہائی میں بات کرنے کے لئے تیار ہے۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ دس مسلمان فوجیوں کو مناسب ہدایات دے کر مقرہ مقام پر پہنچ۔ وردان شہزادہ کو فرکے ساتھ جاہرات سے آسٹہ بکتر اور تواریخ پڑھنے آگے بڑھا۔ اور اسلامی فوج کے سپہ سالار پر رعب گاٹھنے لگا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے درشت اور جارحانہ انداز سے جواب دیا اور کما اور عیسائی کتے کیا بکواس کر رہا ہے۔ وردان اپنی سیکم کے مطابق تلوار چینک کر آپ سے لگھم گھٹھا ہو گیا۔ دس روپی پہلوان اس کی ہدایت کے مطابق ٹھات نکل آتے۔ مگر ان کا سالار روپی نیم بہمنہ شخص تھا۔

دنیا میں سیدنا خضراء رضی اللہ عنہ نے گھات میں پھنسے دس روپیوں کو قتل کر کے ان کا لباس اپنے

دس ادمیوں کو پہنا دیا تھا۔ اب سیدنا ضارور نہ، وردان کے سپر تھے وردان نے لگکھیا کہ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو کہا تم خود مجھے اپنے باخت سے قتل کرو میں اس کے باخت سے قتل نہیں ہونا چاہتا مگر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ضارور رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا اور انہوں نے وردان کا سترن سے چدا کر دیا۔ وردان کے قتل کے بعد دونوں فوجیں ایک دوسرے سے ٹکرائیں۔ جب رومنیوں پر گھبرا سٹ طاری ہونے لگی تو ہدایت کے مطابق سیدنا یزید بن سیدنا ابی سفیان رضی اللہ عنہم اپنا چارہزار کا لشکر لے کر رومنیوں پر ٹوٹ پڑے مسلمان سپاہ کی ایک ٹولی رومنیوں کے قلب میں پینچ گئی اور بقلار کو قتل کر دیا۔ یہ دیکھ کر رومنی بھاگ نکلے۔ پھر رومنی یا فارسی طرف پچھے غزہ کی طرف اور پھر یروشلم کی طرف بھاگ گئے۔ رومنیوں کا تعاقب اور قتل غروب آفتاب تک جاری رہا۔

یہ ایک عظیم اور کامل فتح تھی جنگ بصر پور اور زوردار ہوئی تھی۔ جنگ اجنبادین لے شام کی تحریر کا راستہ کھول دیا۔ یہ درست ہے کہ جنگ اجنبادین میں فتح حاصل کرنے سے مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی مگر ابھی شام اور فلسطین کے شریون میں رومنیوں کے بڑے بڑے لشکر موجود تھے۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے فتح سے تیسرے روز بعد خلیفہ رسول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خط لکھتے ہوئے بتایا مسلمان صرف ۲۵۰ شہید ہوتے ہیں مگر رومنی پچاس ہزار قتل ہوتے ہیں جن میں پوچھ کے سالا اور عمدیہ میں بھی شامل ہیں۔ مدینہ منورہ میں اس فتح کی خوشی میں اللہ اکبر کے نعروں سے فضا یں گونج اٹھیں۔ جہاد شام میں شامل ہونے کے لئے مزید رضا کا رقمہ پہنچنے شروع ہوتے ان رضا کا رقمہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجیہ سیدہ ہنون و رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ شام پہنچ کر وہ اپنے بیٹیے سیدنا یزید رضی اللہ عنہ کے جیش میں شامل ہو گئے۔ خلیفہ رسول سیدنا صدیق اکبر نے رضا کا رول کے ذریعے پیغام بھجوایا کہ وہ دمشق کا حاصلہ حاری رکھیں اور اس کی فتح کے بعد حص

او رانطاکیہ پر حملہ کریں۔

ہر قل خود مخصوص میں مقیم تھا۔ اجنا دین کی شکست کی خبر سن کر وہ بلبلہ اٹھا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ اب دمشق کی طرف بڑھے راستے میں فل کی مشہور جھاؤنی تھی۔ پہنچنے سیدنا العالا عورضی اللہ عنہ کو فل پر نظر رکھنے کا حکم دیا۔ اور خود دریافتے یہ روک کے کنارے یا قصہ پہنچ گئے۔ یا قصہ میں جنگ ہوتی اور رومنی شکست کھا کر جھاگ گئے۔ سیدنا خالد سیف اللہ پھر دمشق کی جانب روانہ ہو گئے۔

## جنگ مر ج الصفر

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جویں رومیوں کو معلوم ہوا کہ انہیں اب دمشق پہنچنے سے کوئی طاقت نہیں روک سکتی تو انہوں نے نہایت دوراندیشی سے ان کو راستہ میں ہی روکنے کے لئے دمشق سے باہر میں کے فاصلے پر مر ج الصفر کے مقام پر اپنی فوج کو جمع کیا۔ ۱۹ اگست ۳۳۷ھ مطابق ۱۹ جمادی الآخر سلسلہ کویہ جنگ لڑی گئی۔ اس جنگ کا اہم ترین پہلو یہ ہے کہ اس میں انفرادی پیر کی بھڑپیں ہوتیں۔ رومیوں کے لشکر میں کتنی نام و در جنگ بجوئی تھی۔ پہلی بھڑپ اس طرح شروع ہوتی کہ چند روزی جنگجو اپنی صفوں سے آگے نکل کر مبارک طلب ہوتے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ضرار بن سیدنا شرحبیل بن سیدنا عبد الرحمن بن خلیف رسول اور چند دیگر مجاہدین کو ان سے مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ ہر مسلمان مجاہد نے اپنے مقابلہ رومی جنگجو کو قتل کر دیا۔ یہم برہنہ مجاہد کی سیدنا ضرار بن سیدنا سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو واپسی کا حکم دیا اور خود اس کے بڑھ کر مبارک طلب کی۔ رومنی لشکر میں کلوں اور عزانیہ روناگی گرامی سالا رکھتے۔ اور لڑائی میں اپنا شانی نہ رکھتے تھے۔ مگر دونوں کے درمیان کچھ رقبہ بانہ پشمک تھی۔ عزانیہ کے طعنوں سے مشتعل ہو کر کلوں آگے بڑھا۔ کلوں نے بڑے ماہراں انہلز میں سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کیا نیزے اور توارکے

بعد کشتن تک نوبت پہنچی۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے کلوس کو بچھا لیا کہ گرفتار کر لیا۔ عزازیر کلوس کی گرفتاری سے دل میں بڑا خوشی ہوئی۔ اب وہ یہ کہتا ہوا آگے بڑھا میں شام کام دیدیان ہوں۔ میں ایسا ٹیوں کا قاتل ہوں۔ میں ترکی عساکر کو نیست و نابود کرنے والا ہوں میں ملک الموت کا ہمنام عزراٹیں ہوں۔ اس نے قریب پہنچ کر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کلوس کے ساتھ تم نے کیا سلوک کیا ہے۔ الگ تم اسے قتل کر کے اس کا سر خیز دے دو تو میں اس کے بد لے میں تمیں ایک ہزار دینار زریفت کی دس قبایل اور پانچ گھوڑے نذر کروں گا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا تو کلوس کے سر کی قیمت ہوئی تم اپنے سر کی کیا قیمت دو گے۔ عزازیر یہ سن کر سیدنا خالد سیف اللہ رضی پر مصلحت اور ہوا۔ عزازیر کی جنگی مہارت اور لڑائی کے داؤ پیچ نے آپ کو حیران کر دیا اس نے اچانک رُخ بدلا اور بھاگنے کے انداز میں، میدان کے چکر کا ٹھنڈے لگا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی پر یہ بچھے یہ بچھے اور وہ آگے آگے۔ اب آپ نے عسوس کیا کہ میرا گھوڑا اٹک گیا ہے اور عزازیر کا گھوڑا ابھی تازہ دم نظر آتا ہے۔ موڑھن نے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اور عزازیر کی گفتگو پرے دلچسپ انداز میں قلمبند کی ہے۔ عزازیر ایک انسان، حاضر جواب اور شفقتہ مزاج انسان تھا جب اس نے مسلمان سالار اعظم کے گھوڑے میں تھکاوٹ کے اشارہ دیئے تو اس نے اپنے گھوڑے کو روک دیا اور کہتے لگا میرے عرب بھائی یہ مت سمجھ کر میں ذر کر بھاگا تھا۔ دراصل یہ تم پرہ کرم کر رہا ہوں۔ میں عزراٹیں ہوں میں روہوں کو قبض کرنے والا ہوں۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی نے گھوڑا چھوڑ دیا۔ عزازیر یہ دیکھ کر ان پر جھپٹا مگر آپ نے نہایت پھر قی سے اس کا وار بچا کر اس کے گھوڑے کی اگلی دونوں ٹانگیں کاٹ دیں۔ عزازیر اپنے گھوڑے کے ساتھ ہی زمین پر آ رہا۔ اپنے نہایت چاہکستی سے اسے گرفتار کر لیا۔ عزازیر کی گرفتاری پر دو ٹوپوں نے اسلامی لشکر پر مصلحت اور عین اس وقت امین الامم سیدنا ابو عبیدہ رضی اور سیدنا عمرو بن العاص رضی اپنے جیوش لے کر پہنچ گئے۔ گھنٹہ بھر کی شدید جنگ کے بعد دو ٹوپوں

لاشیں چھوڑ کر دمشق کی طرف بھاگ لکھے۔

## دمشق

دمشق کو اس زمانے میں جنت شام کہا جاتا تھا۔ بعد میں یہ مقام خلافتے بنو امیہ کا دار الخلافہ بنا۔ یہاں پہنچ کر خلافتے بنو امیہ نے چاروں ہاتھ عالم میں اسلام کے پھربری سے اڑا کے۔ دنیا بھر کی ہر چیز یہاں با فراط میسر تھی۔ یہاں دولت تھی۔ تمدیر تھی۔ تلاقافت تھی۔ عبادت کا ہیں تھیں، فوج تھی۔ اور تمدیر کا گوارہ تھا۔ شہر کا مرکزی حصہ گیارہ میٹر فضیل کے آندرواقع تھا۔ فضیل شہر کے باہر مضافات اپنی سرسری و شادابی میں اپنا مخصوص مقام رکھتے تھے۔ شہر کے فضیل طولاً ایک میل اور عرضًا نصف میل تھی اس میں داخل ہونے کے لئے چھ دروازے تھے۔ باب شرق، باب تما، باب جابیہ، باب فراہیں۔ باب کیسان اور باب صیر، شمالی فضیل کے ساتھ ایک معمولی سادبیا بہتا تھا۔ دمشق میں ہر قلن کا داما د تو ما فرجی سپہ سالار تھا۔ وہ ایک بے نظر شجاع فوجی قیادت میں ماہر، ذہانت اور علم و قضل کا پیکر ایک مخلص عیسائی تھا۔ اس کا نام ہر بیس نامی ایک عیسائی جانباز تھا۔ دمشق کی محافظ فوج کا سالار عزیز تھا۔ جو مسلمانوں کے محاصرے سے پٹھے ہی دوسرے سالار کو لیں کے ہمراہ مر جاں افسر کے مقام پر گرفتار ہو چکا تھا۔

ہر قلن کو اجنبادیں میں روپیوں کی شکست نے پوکنا کر دیا تھا۔ اب اس نے انطاکیہ کو اپنا مرکزی مقام بنانکر دمشق کے دفاع پر پوری توجہ منقطع کر دی تھی اس نے انطاکیہ سے پانچ ہزار کالشکر کلوس کی قیادت میں دمشق روانہ کیا تھا۔ کلوس کی گرفتاری کا ذکر سابقہ سطودیں گز چکلہ بے توہانے بڑی دوز اندیشی سے دمشق میں سامان رس، جنگی اسلحہ اور فوجوں کے جمع کرنے کا انتظام کیا۔

## اسلامی اشکر میں فوجی نوعیت کی پیش نظر ختم

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ رمیوں سے جنگیں لڑ کر اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ اب ان کی طرز پر اسلامی اشکر کو متعدد چھوٹے چھوٹے جیشوں میں تقسیم کر کے انہیں چند بڑے جیوش کی شکل دی جاتے۔ اور وہ فوجی جیوش سپر سالار اعلیٰ کے مقر کر دہ جیوش لکائروں کے حکم کے پابند ہوں۔ اس سے پہلے صرف لڑائی کے وقت ایسی صورت اختیار کی جاتی تھی۔ مگر اب یہ حکم ہر وقت کے لئے لازمی تھا۔ رسد کی فراہی، خبروں کے پہنچانے کا انتظام، غیری جاسوسی، رساں کے جدیش الگ الگ ٹھبھوں میں تقسیم کئے دور حاضر میں تحدیں تو جوں کی تقسیم کی بنیاد کا سہرا سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے سر پر ہے۔ خفینہ خبر رسانی کا اس قدر اعلیٰ انتظام کیا کہ انہیں براہ راست الحجہ کی خبری پہنچی رہتی تھیں۔ مرج الصفر کی فتح کے بعد اعلیٰ اشکر دمشق کے مضائقات میں پہنچ گیا۔ ۱۹ جادی الثانی کو مرج الصفر کی جنگ لڑی گئی اور ۲۰ جادی الثانی کو مسلمانوں نے دمشق کو گھیرے میں لے لیا۔ دمشق میں اس وقت ۱۵-۱۶ نومبر مستقل روئی فوج تھی۔ اور شہر کی آبادی میں مضائقات سے بھاگ کر پناہ لینے والوں کی تعداد کا اندازہ نہیں مسلمان اشکر کی تعداد فتوحات شام کی ابتداء میں اکٹھا رہا تھا۔ مگر متعدد جنگجوں میں ان کے سینکڑوں سے مجاوز مجاهد شہید ہو چکے تھے۔ بے شمار تھی تھے۔ ان میں سے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے ایک دستے غل کے مقام پر متعین کر دیکھا تھا۔ ایک متحکم دست رمیوں کے امدادی دستوں کی مراجحت کے لئے تامور کر رہا تھا۔ انہوں نے اپنا فوجی مرکز ایک خانقاہ میں قائم کیا۔ اور خانقاہ کے رہبیوں نے مسلمان زخمیوں کی تیمارداری کے فرائض بخوبی ادا کر تھے۔ عراق سے صحرائی سفر کے وقت مسلمان فوجیوں نے اپنی خواتین کو مدینہ بمیجدا یا تھا۔ مگر جب وہ شام میں پہنچ تو کوئی فوجیوں کی عورتیں اشکر میں پہنچ گئیں حالات نہایت مندوش تھے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ اس وقت وہ نہ

تو خود ایام کرتے تھے نہ کسی کو ایام کرنے دیتے تھے۔ مدینہ سے آئے والی خواتین کے ہمراہ ہزاروں رضا کار بھی پہنچ چکے تھے۔ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ سیدہ ہندہ کا ذکر لگزشتہ اوقات میں ہو چکا ہے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضنے غل کے دستے اور متہک دستے کے علاوہ باقی لشکر کو پچھوڑوں میں تقسیم کیا۔ ہر جیش میں چار ہزار سے پانچ ہزار تک مجاہد تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان فوجیوں کی تعداد جموعی طور پر تیس ہزار کے لگبھگ تھی۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے ہر جیش پر ایک مستقل سالار مقرر کر کے انہیں شہر کے مختلف دروازوں پر تعین کیا۔

### باب جابیہ۔ این الامت سیدنا ابو عبدیہ رض

### باب توبہ۔ سیدنا شریعتیل رض

باب فرادیں۔ سیدنا عمر بن العاص رض جو آگے چل کر فاتح مصر ہوتے۔

### باب کیسان اور باب صغیر۔ سیدنا یزید بن سیدنا ابی سفیان رض

سیدنا ضار رضی اللہ عنہ کو دو ہزار سواروں کا متہک تھا کہ وہ ہر وقت گشت کر کے دیکھ بھال کرتے رہیں اور اگر کسی دعاوے سے روی نکل کر کسی اسلامی جیش پر حملہ کریں تو ان کی مدد کریں۔ روی فوجیوں کے قرار کے تمام لاستہن کر دیتے۔ مگر یہ بہت بھی کی کہ اگر شہری لوگ کہیں جانا چاہیں تو رکا داث نہ ڈالی جائے۔

محاصرے سے دوسرے دن عزازیر اور کلوں کو پڑپوں میں جکڑا کر فصیل کے سامنے لایا گیا اور انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ چنانچہ فصیل پر گشت کرنے والے رویوں کے سامنے سیدنا ضار رض نے ان کی گرفتی مارویں محاصرے کو تین ہفتے تک رکھنے مگر کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ ہر قلتے بارہ ہزار پر مشتمل سپاہ

کو سامان رسد دے کر دمشق روانہ کیا۔

## بیت لمیا کی جنگ

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو جب ہرقل کی لگ کے متعلق ان کے مخبروں نے بتایا تو آپ نے پانچ ہزار سواروں کا جیش برہمنہ مردار کا نزدیکی سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بیت لمیا کی طرف بھیجا۔ اور جلد بازی سے اخراج کرنے کی ہدایت کے۔ مگر سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ اور احتیاط بالکل مقتضاد چیزیں تھیں۔ سیدنا رافع رہ کو بطور نائب سالار ان کے ہمراہ بھیجا۔ بیت لمیا کے مقام پر سیدنا ضرار رضی کے پانچ ہزار لشکری ہرقل کی پارہ ہزار منظم فوج سے بھڑکتے نیم برہمنہ مردار زادے تمام احتیاطی تلاشیر کو بالائے طاق رکھ دیا اور دشمن کی فوج میں دو تک اندر چلے گئے۔ سیدنا ضرار رضی کا دادیاں یا زاد و شمانوں کے تیر سے بڑی طرح زخمی ہو گیا۔ روپیوں نے ان کے گرد گیراتنگ کرنا شروع کر دیا۔ اور انہیں گرفتار کر کے اپنے لشکر کے عقب میں بیٹھ دیا۔ سیدنا رافع رضی اللہ عنہ نے انہیں دشمن کے پیچگل سے آزاد کرنے کے لئے بڑی شدت سے کتی جعلے کئے مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ بالآخر سیدنا رافع رہ نے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو تمام حالات سے مطلع کیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے لئے یہ وقت بڑا تاواں تھا۔ اگر وہ سیدنا رافع رضی اللہ عنہ کی طرف لگ کجھیتے ہیں تو روایی دمشق کا حامی کسی وقت بھی توڑ کر مسلمانوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اور اگر سیدنا رافع رہ کو لگ کنہیں پہنچتی تو روایی لشکر سیدنا رافع رضی اللہ عنہ کے لشکر کو ہر بیت دے کر دمشق پہنچ سکتا ہے۔ آخر آپ نے بڑی دوستانی سے خود بیت لمیا پہنچنے کا فیصلہ کیا۔ مگر اس طریقے سے کو دمشق کے مخصوصین کو ان کی غیر حاضری کا علم نہ ہو سکے۔

## تاریخ اسلامی کا زندہ جاوید کردار اور ایک امن طبقہ

دشمن میں فوج کی قیادت امین الامت سیدنا ابو عبیدہ بن الجراحؓ کے سپرد کر کے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ آدمی رات کے قریب اپنے چار ہزار آزمودہ کار ساختیوں کو ہمراہ لے کر بیت لمیا کی طرف روانہ ہوتے۔ اور صبح کے اثنا نو ہزار تھی ہی میدان جنگ میں پہنچ گئے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ دشمنوں پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے لہٰذا کہ ان کے جدیش کے عقب سے سیاہ پٹروں میں ملبوس چھر پرے بدن کا ایک لوچان چارائیہ پہنے ایک باختہ میں سوار اور دوسراے باختہ نیڑہ لئے دشمن کے سامنے کی صفت پر چھپتا۔ سوار کی صرف آنکھیں نظر آتی تھیں۔ یہ سوار گھوم گھوم کر نہایت غصب تاک انداز میں دشمنوں پر چھپتا تھا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ فی الحال ناقاب پوش روپی لشکر کے کسی ایک مقام کو نشانہ بناتا ہے اور ایک دور میوں کو بلاک کر کے گھوڑے کو پیچے گھماتا ہے اور پھر دوسرا حملہ کرتا ہے۔ چند روپی اسے لگھرے میں لینے کے لئے آگے بڑھے مگر جو اس کے سامنے آیا ذیمیر ہو گیا۔ جب مسلمانوں کی پُردی فوج نے رومیوں پر حملہ کیا اس وقت ہی اس لوچان نے اپنی انفرادی جنگ جاری رکھی۔ تھوڑی دیر بعد سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے اس قدر و منزّلت کر سکیں۔ مگر ناقاب پوش سوار ان کے قریب سے کترائی نشکل گیا اور میوں پر ایک پار پھر لپکا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ اس سوار کے قریب ایک پار پھر پہنچے اور کامام اپنی قدر ہمارے دلوں میں بٹھلنے کیلئے بہت کچھ کرچکے ہو۔ بتاؤ تم کون ہو؟ ناقاب پوش نے گھوم کر جب سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف رُخ کیا تو اپ بصد مشکل اپنے آپ پر قابو رکھ سکے وہ ایک لوچان لڑکی تھی۔ اس نے کہا امیر امیں محض حیا کی وجہ سے آپ سے منہ پھر لیتی رہی۔ میں خولہ بنت الا زور ہوں اور صفارہ کی بن میرا بھائی گرفتار ہو گیا ہے میں

جب تک اسے دشمن کی قید سے آزاد نہیں کرالوں گی لٹنے سے باقاعدہ نہیں روک سکتی۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے ہے اختیار نکلا الا ذور کتنا خوش نصیب ہے جس کے گھر ضرار رہہ اور خولہ رہ جیسی اولاد پیدا ہوتی۔ لڑائی دوپہر کے قریب رومی فوج کی شکست کی صورت میں اختتام پذیر ہوتی۔ مگر سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ کا کوئی پتہ معلوم نہ ہوا سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے ایک دستے کو حکم دیا کہ رومی فوج کے عقب کی طرف بڑھو۔ جب مسلمانوں کا دستہ تیز رفتاری سے آگے بڑھا تو انہوں نے دیکھا کہ رومیوں کا ایک دستہ سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ کو گھوڑے پر پابند ہے بھا کا جا رہا ہے۔ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر ان پر حملہ کر دیا اور سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ کو ان کی حراست سے چھڑا لائے۔ سیدنا خولہ رہ بھی مسلمانوں کے اس دستے میں شامل تھیں۔ جوں ہی انہوں نے بھائی کو دیکھا بھاگ کر اس سے پیٹ گئیں۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سخط بن الاسود کی قیادت میں ایک جیش کو بھلاؤ دیا کے تعائب میں بھجا اور خود دمشق واپس پہنچ گئے۔

## تسخیر دمشق

رومیوں کی اولادی فوج کی شکست کی خبر دشمن پہنچی توہاں سر اسیگی چیل گئی انہیں اب منیکی لک کی کوئی امید نہ رہی ہر طرف سے ناامیدی کے بادل امنڈ کر چکا رہے تھے چنانچہ ممتاز شہروں کا ایک وفد نولے کے پاس پہنچا اور کماکم مسلمان سپہ سالار سے صلح کی لفتگو کی جلتے۔ مگر وہ نہ مانا۔ ستمبر ۶۳۷ھ کے تیسرا ہفتہ توہانے ایک دروازے سے باہر نکل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اس دروازے پر سیدنا شجیل رضا کا شکر رکھا۔ متعدد مسلمان شید ہو گئے۔ بن میں سیدنا ابیان بن سعید رہ بھی تھے۔ ان کی شادی ہوتے ابھی چند دن ہی ہوتے تھے۔ ان کی زوجہ ایک اور بہبیا درختاون

ایک بہانہ از تیر انداز خاتون تھیں۔

اس توجہ ان بھادریوں خاتون نے دشمن کے ایک اسقف کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا جو ایک بہت بڑی صلیب اٹھاتے اپنے لشکر کو جنگ کے لئے ابھار رہا تھا۔ انہم رومنیوں کا پلہ بھاری رہا۔ تو ما بڑھ بڑھ کر جملہ کرتا تھا۔ تو ما مسلمان سالار سیدنا شریعتیہ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اسی بیوہ خاتون نے تاک کر لیا اس کی آنکھیں تیر مارا۔ وہ تیر کھلتے ہی گز بڑا۔ اس کی فوج نے اسے اٹھایا اور بھاگ کر قلعہ میں داخل ہو گئی۔ اس روز اس بھادر خاتون کی تیر اندازی سے بے حساب رومنی مارے گئے۔ تو ما کی آنکھ سے تیر نہ نکل سکا اور اسے کاٹ دیا گیا۔ اس نے اسی رات دوبارہ جملے کا حکم دیا۔ سیدنا شریعتیہ کے پاس بہت تحدیڑی فوج تھی۔ ان کی مدد کے لئے نیم برہمنہ مرد کا زار سیدنا ضرار بنی اللہ عنہ پہنچ گئے۔ تو ما نے حکم دیا کہ تمام دروازوں سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا جائے۔ سیدنا شریعتیہ کے مقابل رومنیوں کو سیدنا ضرار بن پسپا کرنے کے بعد سیدنا بزرگ بن سیدنا ابی سفیان بن کی لکھ کو پہنچ گئے۔ اور وہاں سے بھی رومنیوں کو بھیگا دیا رومی جس طرح قلعہ سے باہر آچکے تھے۔ اسی طرح بھاگ کر قلعے میں داخل ہو گئے۔ مگر اپنے یونچے ہزاروں لاشیں چھوڑ گئے۔ سیدنا شریعتیہ بن کے ہاتھوں رومی گھیرے میں آگئے۔ تو ما نے بڑی جوانمردی کا مظاہرہ کیا۔ مگر آخر بھاگ کر جان بچاتی رومی دمشق میں ازسر نو صورت حال پر غور کرنے لگے۔

## ایک عاشق تامراد کی وار قسمہ مزاجی

ایک یونانی عیسائی یوس ابن مرس کی لکھی یونانی دو شیوه سے شادی ہوئی تھی جس سے وہ والماہ انداز میں چاہتا تھا مگر مسلمانوں کے جملے کی وجہ سے خصتی معززۃ التوکا کی نذر ہو چکی تھی۔ ان کی تمام منت خوشامدی کا ہو گئی تو وہ اپنے ذہن میں ایک منصوبہ بناتا کہ سیدنا خالد سیف الدین کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ اگر آپ میری زوجہ میرے حوالے کر دیں تو میں آپ کو قلعہ میں داخل ہونے کا خصیر راستہ بتاتا ہوں۔ آپ کو اس کی بات میں صداقت نظر آتی ہے۔ سیدنا خالد سیف الدین رضی اللہ عنہ نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا اور وہ مسلمان

ہو گیا۔ اور سب وعدہ اپ کو شہر میں داخل ہونے کا طریقہ بتایا۔ آپ قلعہ کے ایک ایسے مقام سے جہاں رومی فوج کی تعداد کم تھی۔ کندیں لکا کر سیدنا اعقاب عزیز، سیدنا ذخیر بن عدی فضیل پر پہنچ گئے۔ چند اور جانباز بھی فضیل پر پڑھ گئے اور سب نے لڑتے بھڑتے بالشرق کھول دیا۔ اس ہنگامہ میں رومی فوج مقابلہ پر پہنچ گئی۔ تو مانے یہ صورت حال دیکھی کہ اگر قلعہ مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہو گیا تو بین بیانی مشکل ہو جائیں گی وہ دوسرے دروازے کی طرف لپکا جس کے باہر این الامت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا جدیش تھا۔ اس نے آپ کی خدمت میں پہنچ کر صلح کی شرائط میں اور قلعہ کا دروازہ کھول کر انہیں ہمراہ لے کر شہر میں پہنچ گیا۔ ایک طرف سے سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ بزرگ شیر نصف شر فتح کر چکے تھے اور دوسری طرف باب جابیہ سے سیدنا ابو عبیدہ رضی عیسائیوں کے جلو میں اگے بڑھ رہے تھے۔ دونوں کو ایک دوسرے کی کارروائی کا کوئی علم نہ تھا۔ جب دونوں آئنے سامنے ہوتے تو ایک عجیب منظر پیش آیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نصف شہر بزرگ شیر فتح کیا ہے۔ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ان کے ماتحت ایک دستے کے سالار تھے۔ ان دلوں عظیم ہستیوں کی اس وقت کی گفتگو کو اکثر موڑیں نے قلمبند کیا ہے۔ این الامت سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ناظر ہر ایک ماتحت سالار تھے مگر ان کے پاس ایک ایسی طاقت تھی جس کا سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ اٹھنے کو علم نہیں تھا۔ اور سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے تحمل عالی حوصلگی، وسیع مشربی اور برد باری کی وجہ سے ایسے نازک وقت میں اپنی پوزیشن کا اٹھانا نہیں کرنا چاہتا تھے۔ اللہ اللہ وہ کس قدر بلند ترین کردار کے حامل لوگ تھے۔ انہوں نے نہایت عالی حوصلگی سے سیدنا خالد سیف اللہ کے غصے کو روداشت کیا۔

باقی تین جیوش کے سالار بھی موقع پر پہنچ گئے۔ تو مانہارت بے چینی سے دو مسلمان سالاروں کی باتیں سن رہا تھا۔ ناظر ہر قائم اختیارات سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھے مگر یہ کسی کو معلوم نہ تھا کہ حقیقت میں اصل اختیارات اب سیدنا ابو عبیدہ رضی کے پاس تھے

بہر حال صلح نامہ لکھا گیا مگر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ شرط پیش کی کہ رومنی شہر پھیپھوڑ دیں مگر زارِ راہ کے علاوہ یہ کچھ بھی اپنے ہمراہ نہیں لے جاسکیں گے۔ سیدنا ابو عبیدہ نے فرمایا امیرِ اُن سے جو معاہدہ ہوا ہے اس میں یہ بات شامل ہے کہ رومنی اپنا نام ساز و ساماً لے جاسکتے ہیں۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی طبیعت پر جبر کر کے یہ شرط بھی۔ تسلیم کر لی۔ مشرح بحیرہ ایک دینار قی کس مقرر ہوتی اور یہ وعدہ ہوا کہ تین دن کے اندر یہ لوگ شہر خالی کر کے جہاں جانا چاہتے ہیں چلے جائیں۔ مگر تین روز کے بعد مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہو گا کہ جو بھی رومنی سامنے آیا اسے قتل کر دیا جائے گا۔ شہر خالی ہوتا رہا۔ مال و اساب سے لدی کاٹا گیا۔ شہر سے نکلتی رہیں۔ اور سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ مال و اساب کو ہاتھ سے نکلتے دیکھ کر افسوس کرتے رہے۔ ہر قل کی بیٹی تو ماکی بیوی بھی اس قافلے میں شامل تھی۔ اور اس دارفتہ مزاج عاشق کی عجوبہ بھی قافلے کے ہمراہ جا رہی تھی۔ اچاہک سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عقب میں ایک سکی کی آواز سنی گھوم کر دیکھا یوسف مختار۔ آپ نے فرمایوں! اب تمہارا معاملہ ہاتھ سے نکل گیا ہے۔

**جنگ مر ج الدیباج** مگر یوسف نے جواب دیا امیر اُن ایک مختصر سے راستے کو جانتا ہوں۔ اگر آپ تین دن بعد بھی یہاں سے نکلیں گے تو میں ایک دن میں آپ کو قافلے تک پہنچا دوں گا۔ یہ سن کر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر پشاشت کا لون رجیل گیا۔ آپ یوسف کی بہبری میں چوتھے روزِ مشق سے روانہ ہوتے اور قافلے کو راستے میں جالیا۔ ان کے ساتھ سیدنا ضرار رضا، سیدنا رافع رضا اور سیدنا عبد الرحمن رضا بن سیدنا صدریق اکبر رضا تھے۔ مسلمانوں کے اس تیز رفتار سے اسے انطاکیہ سے ھٹوڑی دور روپیوں کو جایا۔ مسلمانوں کے ٹھیکے کا اس وقت علم ہوا جب تک برہمنہ مرد کارزار اپنے ایک ہزار جنگ آرمودہ سواروں سے ان پر ٹوٹ پڑا۔ نصف لفنتے بعد سیدنا راشد بھی ایک ہزار سوارے کر پہنچ گئے۔ اور ادھے لفنتے بعد سیدنا عبد الرحمن رضا بن سیدنا صدریق اکبر بھی اڑاکی میں شامل ہو گئے۔ رومنی باوجود کثرت نظر

کے مسلمانوں کے جملے کے اس طبقی کار سے گھبرا لٹھے۔ مغرب کے قریب ان کے کاونز ہیں  
انا فارس الصدیر  
اناختالد بن الولید

کے مشورہ حنزہ کی آواز سینپی تو ان کے ہاتھ پاؤں چھوٹ گئے۔ تو ما ادر بر بیس آپ کے ہاتھوں  
قتل ہوتے۔ رعنی ہزاروں قتل ہوتے ہزاروں نے بھاگ کر جان بچائی۔ یوس نے اپنی محبوبہ  
کو ڈھونڈ کر کالا۔ اور جب اس کی طرف ہاتھ بڑھا یا تو اس نے پشم زدن میں اپنی بغل سے خیز  
نمکال کر اپنے سینے میں گھوٹپ لیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ عنہ کو اس کے صدمے کا علم  
ہوتا ہوں نے قیدی عورتوں میں ایک خویصورت ترین عورت بوجواہرات سے لدی ہوئی نظر  
آتی تھی یوس کے حوالے کی مگر یوس نے اسے دیکھا تو اس پر سکتہ طاری ہو گیا۔ وہ ہر قل کی بیٹی  
اد رتوہا کی بیڑہ تھی۔ اس نے کہایا امیر امیں اب تمام زندگی کی عورت کو اپنی شریک حیات نہیں  
بناؤں گا مسلمانوں کا شکر بے حساب مال غنیمت سے لدا پھنڈا والپس ہوا وہ بھی اپنے مستقر  
پر پہنچے ہی تھے کہ ہر قل کا سفیر پہنچ گیا ادا اس نے ہر قل کی طرف سے کہا میری بیٹی کو آزاد کر دیجئے  
اوہس قدر نرفدیہ مطلوب ہو حاضر کرنے کو تیار ہوں۔ اور اگر بخشش کے طور پر اسے آزاد کر دیں  
تو یہ امر آپ کی شرافت کے شایان شان ہے۔

سیدنا خالد سیف اللہ عنہ جس طرح ایک مرد کا زاد تھے اسی طرح ان میں  
خشش و عطا اور قیامتی کے اوصاف تھیں بد رجہ اتم موجود تھے۔ آپ نے ہر قل کی بیٹی کو بغیر  
فديے لئے آزاد کرنے کا حکم دیا۔

یوس کی دلجنی کی آپ نے بڑی کوشش کی مگر اس نے مجرد ہٹنے کا ختنہ عزم کر لیا تھا  
آخر وہ عزم واستقلال کا پیکر دو سال بعد جنگ یروں میں شہید ہو گیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ  
علیہ انتظامی امور سے فارغ ہو کر تفصیلی حالات سے مطلع کرنے کیلئے غیضہ رسول سیدنا مسیح اکبر  
کی خدمت میں قاصد بھیجا۔ یہ خط ۲ شبیان سالہ کو لکھا گیا۔

## اپنے اپنے مقام اپر تین بلند کروار انسان

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا رسالت ہیں، مرا جمہر ہیں، فاتح عرب و عجم ہیں۔ لسان رسالت مکہ سے لوگان نبی بعدی لگان عمر میرے بعد الگ کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا ہیں تھا سر بری سے مفتخر ہیں کہ جس راستے ایک بار عمر منگر گیا قیامت تک اس راستے شیطان نہیں گزرے گا۔ سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح قہاں الامت ہیں، عشرہ مشترے ہیں سے ہیں۔ اس وجہ سے الاثر کی کلاتے ہیں کہ غزوہ اُحد کے موقع پر آپ صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خسار مقدس سے نزد کی چھنسی ہوئی کڑیاں اپنے دانتوں سے پکڑ کر نکالتے ہیں اور سامنے کے دو دانت شیڈ ہو جاتے ہیں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خسار ان مبارک سے چھڑہ مس ہوتا ہے کیا معلوم وہ لمحات مقدس کس قدر دروح افراحتے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے لئے یہی کافی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سیف اللہ رضی اللہ عنہ کا خطاب عطا فرماتے ہیں اس بھری دنیا میں اس خطاب کے عشرہ شیر کی سعادت بھی کسی کو نصیب نہ ہو سکی۔ اور نہ قیامت ہیک ہو سکے گی۔

۱۲ ربیع الاول اللہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان فانی سے عالم بقا کو تشریف لے جاتے ہیں اور سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق عالم اسلام کی سربراہی کے فرائض سنبحا لئے ہیں۔ ۲۳۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۴۰۷ھ کی دریافتی شب آپ واصل بھی ہوتے ہیں۔ مدت غلافت دو سال ہیں ماہ اور گلدارہ دن اسی مختصری مدت میں دولت ایاں آپ نے شروع خلافت میں خود لڑیں اور یا قی تمام فتوحات کا سہرا سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے سربراہ اس عرصہ میں سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے طیجر اسدی مالک بن نميرہ، نقیط بن مالک، حطم بن خبیث، مسیلہ لذاب، امام زمل، سمجح جیسے مردوں کا تسلیم قع کیا۔ اور جنگ ذات السلاسل، جنگ قارن، جنگ ولجه، جنگ لیس، جنگ حیرہ، جنگ انباء، جنگ علیں التمر، جنگ و موتۃ الجنۃ، جنگ حسید، جنگ مصیح، جنگ فراص

جنگ دمشق وغیرہ میں شاندار فتوحات سے عالم اسلام سر بلندی سے ہمکنار کیا۔ ۲۔ رجبان  
 اللہ کو جنگ مردی بیان میں فتح کے بعد آپ نے خلیفہ اسلام کو خط لکھا لیکن اس سے  
 پہلے عین فتح دمشق کے موقع پر سیدنا ابو عبیدہ الجراح کو آپ کی معطلی کا پیغام پہنچ کا تھا  
 مگر اس بلند کردار انسان نے اس نارک وقت میں جب ہر دعیم انسان دمشق کے وسطی چڑک  
 میں ایک دوسرے سے الجھر ہے تھے۔ سیدنا ابو عبیدہ رض کے صبر، تحمل، برداشتی اور جذبہ خدمت  
 اسلام کی داد کرنی کیا تک دے۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی پے درپے فتوحات تمام عالم اسلام میں ایک فتح  
 کا نشان بن گیئی۔ رضا کار بھاگ کران کے لشکر میں پسختے اور یہ تصور یقین کی حد تک ان کے  
 دلوں میں پختہ ہو گیا کہ یہ تمام فتوحات سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی مہروں منت  
 ہیں۔ ۳۔ رجاید الثانی۔

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب دیکھا کہ مسلمانوں نے تمام فتوحات کا سبب  
 صرف سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو سمجھ لیا ہے اور اسلام کے لئے یہ شخصیت پرستی کسی  
 وقت کی قسم کے فتنہ کا سبب بن سکتی ہے تو آپ نے خلافت کی باغِ ڈو سنہما لئے ہی سیدنا  
 خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدے سے معزول کر کے سیدنا ابو عبیدہ الجراح کو ہلامی  
 لشکر کا مائدہ راجحیت بنائے جانے کا حکم صادر فرمادیا جو عین فتح دمشق کے وقت سیدنا  
 ابو عبیدہ الجراح کو پہنچا۔

سیدنا ابو عبیدہ الجراح نے فتح دمشق کے بعد مردی بیان کی جنگ تک قطعاً کسی  
 سے اس کا ذکر نہ کیا وہ صرف اسلام کی سر بلندی کے نواہاں تھے۔ وہ ہر قسم کے عہدہ کی خواہی  
 سے مستغنی تھے۔ مردی بیان کی فتح کے بعد سیدنا ابو عبیدہ الجراح رہنے سیدنا خالد  
 سیف اللہ رضی کو الگ لے جا کر سیدنا فاروق اعظم رض کا خط پڑھنے کے لئے دیا۔ خط کا مقہوم  
 بالکل واضح تھا کہ وہ اپنے عہدے سے بر طرف کر دیتے گئے ہیں۔ اور ان کی جگہ سیدنا ابو عبیدہ الجراح

کو اسلامی لشکر کا مکانہ رکھنے کیا گیا ہے۔

خط پر مقدمہ تاریخ دیکھنے سے انہیں معلوم ہوا کہ یہ خط مدینہ بھر پہلے کا آیا ہوا ہے  
چنانچہ انہوں نے سیدنا ابو عبیدہ الجراح سے پوچھا اپنے مدینہ بھر پر خبر کیوں چھپاتے  
رکھی۔ انہوں نے جواب دیا میں اس وقت تمہارے اقتدار میں کسی کی کو پستہ نہیں کر سکتا  
تھا جب تک شمن سے بر سر پہنچا رکھتے۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ ان سے رخدت ہو کر سر جھکاتے ہوئے آہستہ  
آہستہ اپنے خیمہ میں چل گئے۔ انہیں اس روز بڑی شدت سے اپنے محسن، اپنے دوست اپنے  
ملائے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اضافہ کرتے۔

۳۔ رجبان سالہ قام لشکر اسلام کو جمع کر کے اس تبدیلی سے آگاہ کیا گیا۔ سیدنا  
خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ صرف توارکے دھنی ہی نہ تھے بلکہ وسعت نظری، عالی طرفی اور  
بلند حوصلگی میں بھی نہایت بلند مقام رکھتے تھے۔ انہوں نے بلا ترد کہا اگر سیدنا ابو بکر صدیق رضی  
الله عنہ وفات پا گئے ہیں اور ان کی جگہ اب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں تو میں اب ان کا  
بھی اسی طرح فرمانبردار ہوں جس طرح سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمانبردار تھا۔ انہیں  
خوب معلوم تھا کہ میری طرف سے ذرہ بھر شکر رنجی کا اظہار بھی اسلامی فوج میں انتشار کا بیب  
بن سکتا ہے وہ ایک سچے سپاہی اور مخلص مسلمان کی طرح اسی لشکر میں ایک عام سپاہی کی  
طرح کام کرنے کو تیار ہو گئے جس لشکر کے وہ کمانڈ را چھیفت تھے۔ عموماً ہوتا یہ ہے کہ الگ کسی  
سالار کے مرتبہ میں کمی کی جاتی ہے تو اس مقام سے تبدیل کر دیا جاتا ہے یا وہ خود ہی فارغ  
ہو کر الگ ہو جاتا ہے مگر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ سب فرعی باتیں  
تحمیں وہ جس طرح بھیتیت ایک سالار کے اسلامی خدمات انجام دیتے چلے آئے اسی طرح بطور  
ایک سپاہی کے کام کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔

## پھوٹھا دور

یہاں سے سیدنا غالی سیدت اللہ رضی اللہ عنہ کی چوتھا دور شروع ہوتا ہے۔ آج تک تاریخ عالم اس قسم کی کوئی مثال نہیں پیش کر سکی کہ کسی فوج کا سالار اعلیٰ اسی فوج میں بحیثیت ایک سپاہی کے کام کرنے کرتیا رہا ہو۔ آپ کا یہ ایک عظیم ایثار و سعی قلبی کا مظاہرہ اور یہ لذتِ اخلاق کا نمونہ ہی نہ خطا بلکہ تاریخ کے درق اول سے درق آخر تک یعنی ابتداء افرانیش سے تا قیامت ایک انسٹ نقش ہے۔

## جنگ ابوالقدس

سیدنا ابو عبدیہ رضی اللہ عنہ کو فوج کی قیادت سنھالے ابھی ایک ہفتہ تھیں ہوا خشاکہ ایک عیسائی عرب نے مسلمانوں کی خوشودی حاصل کرنے کیلئے سپہ سالار کو اطلاع دی کہ ابوالقدس کے مقام پر ایک عظیم میلہ منعقد ہونے والا ہے۔ ابوالقدس جو آج کل البر کے نام سے مشور ہے۔ میشن سے چالیس میل دوار ہے۔ وہاں سے بہت سامال غنیمت ملنے کا امکان ہے۔ سیدنا ابو عبدیہ رضی اللہ عنہ نے پاس بیٹھے ہوتے مسلمانوں سے کہا کون ابوالقدس کے مقام پر چھاپ مارنے کے لئے تیار ہے۔ سیدنا عبداللہ بن سیدنا جعفر طیار ہجہ کی ابھی میں بھیگ رہی تھیں۔ اور جو کچھ کر گزرنے کی خواہش لے کر چڑھنے پلے مدینہ سے یہاں پہنچنے کی خدمات پیش کیتے۔

”یہ فرمی عبداللہ بن جعفر طیار ہجہ میں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے داماد سیدہ زینب کے شوہرا و حضرات حسین رضی اللہ عنہ کے بمنوقی تھے۔ سیدنا حسینؑ جب مکہ سے عازم کو فہرستے تھا پس انہیں روکا اور آپ کی زوجہ بھی اپنے بھائی کے ساتھ

روانہ ہوتے سے درکیں۔ تو اپنے اپنا لڑکا علی الرینی ان سے لے انہیں

طلاق مے دی۔“

سیدنا عبداللہ پارچ سوسواروں کا دستے لے کر القدس کی طرف بڑھے۔ سیدنا ابوذر عنفایہ

بھی اس دستے میں شامل تھے۔ نوجوان سالار نے جوانی کے جوش میں اور بوڑھے صحابی نے  
حصول شہادت کے جوش میں پارچہ ہزار روپی فوج پر ہلاک دیا جو میلے کی حفاظت کے لئے دہائی  
موجود تھی۔ پارچہ ہزار روپیوں کے تربیت یافتہ لشکرنے پانصد مسلمانوں کو گھیر میں لے لیا  
ایک مسلمان کسی طرح سے بھاگ نکلا۔ اور اس نے سیدنا ابو عبیدہ رضی کو صورت حال سے مطلع کیا  
سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ کیفیت سنی تو گھبرا لیا۔ ان کی سالاری میں لڑی جانے  
والی یہ پہلی جنگ تھی۔ اور اس طرح تاکامی کی شرمندگی ان کے لئے ایک روح فرسا صدمة تھا۔  
چنانچہ ان کی زبان پر بے ساختہ خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کا نام آیا۔ اور اس جانہاڑ جعل عظیم  
نے اپنے نئے سالار کے حکم کے سامنے سرسلم ختم کر دیا۔

چنانچہ آپ اپنے مخرك سالے کو لے کر بھی کے کونڈے کی طرح لپکتے ہوئے سیدنا ہزارہنگ کی  
ہماری میں ابوالقدس پہنچ گئے۔ پھر جو ہونا تھا ہوا۔ روپی بھاگ نکلا۔ اور مسلمانوں کو شاندار فتح  
حاصل ہوئی۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو اس جنگ میں بہت سے زخم لئے گران کے  
لئے اس قسم کے زخم کوئی معنی نہیں رکھتے تھے۔

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے تمام صورت حال سے خلیفہ اسلام سیدنا فاروق اعظم رضا  
کو مطلع کیا۔ سیدنا فاروق اعظم رضا کے دور خلافت کی پہلی جنگ تھی۔ اس کے بعد آپ نے مدینہ میں  
بیٹھے ہوئے فوجی کمان اپنے ہاتھ میں لے لی۔ مقامات کا تعین، میسرہ اور مہینہ کی قیادت، ہراویں  
اویجاوسی کے متعلق تمام ہدایات خود بجاری کرتے۔ اور اس قسم کے جاسوس مقرر کئے جانے لشکریوں  
کے متعلق ہر قسم کی اطلاعات انہیں بھم پہنچاتے۔

اب انہوں نے سیدنا عمرو بن العاص رضی کو فلسطین، سیدنا یزید بن سیدنا ابوسفیان رضی کو

مشق سیدنا شریف جبیل رہ کواردن کے علاقے سونپے۔ حرص فتح ہو جانے کے بعد سیدنا ابو عبدیہ کو حرص سنبھالنا پختا۔ کل افواج کو مل کر جب کوئی کارروائی کرنی ہوئی تھی تو سالار اعلیٰ کے فراضن سیدنا ابو عبدیہ رضی اللہ عنہ کو سنبھالنے ہوتے تھے۔ سیدنا خالد سیف الدین رضی کوئی عمدہ نہ دیا گیا انہیں سیدنا ابو عبدیہ رضی اللہ عنہ کے ماتحت کام کرنا پختا۔ سیدنا خالد سیف الدین پنی خدارا صلاتیتوں کی بے پیاہ قوتوں کے ساتھ نئے سیے سالار اعلیٰ کی حماست و اعانت میں کوئی کسر روانہ نہیں۔

## جتگ فحل جسے ذات الرؤغم لعنى کبھر طک جتگ کہا جاتا ہے

ابوالقدس کے واقعہ تے ہرقل کو جنہیں جھوٹ کر رکھ دیا۔ وہ اپنے وقت کا حکمران ہی نہیں بلکہ ایک تاجر ہے کار سپر سالار پختا۔ اب وہ امید کی آخری کرن تک اپنی جدوجہد کو جاری رکھنے پر ملتا ہوا پختا۔ اس نے قوری طور پر شمالی شام، جنیروہ اور یورپ کے تنازعہ دام امدادی جیوش سے اپنی فوج کو از سر نومغرب کیا۔ مرچ الدین باج کے بچے کچھ لشکری بھی اس کی فوج میں آکر شامل ہو گئے۔ اس نے اپنے اشکر کا ایک حصہ انتاکیہ میں اور دوسرا حصہ شام اور فلسطین کی بندرگاہوں پر جمع کیا جو مسلمانوں کے ساتھ دبدوں و تصادم سے بھی بچنا چاہتا تھا اور اس کی یہ چال تھی کہ مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے اسلامی جیوش ایک دوسرے سے باطھ قائم نہ کر سکیں غل کے مقام پر پہنچے ہی رومنوں کا ایک محافظہ دستہ موجود تھا جسے سیدنا ابوالاعور کی قیادت میں اٹھے اولے مسلمان فوجیوں نے الجھار کھا پختا۔ مسلمانوں کو مقامی جاسوسوں کے ذریعے امدادی دستوں کی نقل و حرکت کی الملائیں مل رہی تھیں۔ رومی فوج کی جمیعی تعداد اسی ہزار تھی۔ جس کی قیادت مشورہ رومی سپر سالار سقلار کر رہا تھا۔ یہ لشکر مشرق کی طرف بڑھ کر مسلمانوں کے مختلف جیوش کے درمیان حائل ہونا چاہتا تھا سیدنا ابو عبدیہ رضی نے جنگی کوئی کا اجل اس طلب کیا۔ فیصلہ ہوا کہ پانچ جیوش میں اسلامی اشکر کو تقسیم کر کے مختلف معاذات پر منعین کیا جاتے۔ مسلمانوں کی فوج کی جمیعی تعداد تیس ہزار تھی۔ سیدنا یزید بن سیدنا ابوسفیان رضی و دمشق کے حاکم تھے۔ سیدنا شریف بن اوردن کے حکمران تھے

اور انہی کی عملداری میں فل بھی تھا۔ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلامی فوج کی قیادت پر دکی سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ اسی لشکر میں ہر اوقل کے دستے کے سردار تھے۔ رویوں نے مسلمانوں کی پیش قدیمی کی خبر سن کر دیانتے اور ان کا پانی روک کر نیشی ہلاتے تھے۔ پھر وہ دیا اس زیر اب رقبے میں چند فرشک، لاستے بھی تھے مگر مسلمانوں سے راقن تھے یہ زیر اب رقبہ دیکھ کر مسلمان اششدر رکھ گئے۔ سیدنا شریعتیل رہنے شمال مغرب کے رخ میں اپنے لشکر کو صفت آرا کیا۔ سیدنا ابو عبیدہ رضی اور سیدنا عمر بن العاص نے کوئی مسیہ اور مسیہ کی قیادت سونپی۔ نہیں برہنہ مرد کارزار سیدنا ضرار اسلامی رسلے کے سردار مقرر ہوتے۔ اور سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو پیش قدیمی کے لئے سب سے اگرے متعین کیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ کچھ بھی اگرے بڑھے کہ ان کا تمام ہر اوقل دستے کیچڑی میں چپنس گیا۔ بصد مشکل و اپس ہو کر اپنے ہیڈکوارٹر میں پہنچ۔

روی فوج کے سالار سقلاورنے سوچا کہ مسلمان اب یہ سمجھ کر کہ ہمارے اور ان کے درمیان کچڑی کی پی ہے اور وہ اس وجہ سے بے خبر ہوں گے ان پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ۲۰ ذی قعدہ سالہ ھ کو رویوں نے حملہ کر دیا۔ مگر سیدنا شریعتیل رہنے اگرے بڑھ کر ان پر حملہ کر دیا۔ تمام رات اور تمام دن لڑائی جاری رہی۔ سقلاورنے ایسا۔ اب دوسرا رات اگریں روی دل پھوٹ کر بھاگ نکلے سیدنا شریعتیل نے محفوظ کو تعائب کا حکم دیا۔ رویوں نے کچڑی کی جو سیکم مسلمانوں کے خلاف بنائی تھی۔ اس نے انہیں بھلگئے نہ دیا۔ تقریباً دس ہزار روی مارے گئے کچھ بیسان پہنچ گئے اور باقی مختلف اطراف میں منتشر ہو گئے۔

## جنگ بیسان اور قیام طبریہ وغیرہ

سیدنا عمر بن العاص نے اگرے بڑھ کر قلعہ بیسان کا محاصرہ کر لیا۔ اہل بیسان نے جزیرہ کا دعا کر کے صلح کر لی۔ سیدنا شریعتیل رہنے طبریہ پر قبضہ کر لیا۔ سیدنا عمر بن العاص نے تمام حالات سے سیدنا عمر فاروق عظیم رہنے کو مطلع کیا۔ اور لکھا

کرو میوں کا اجنبادین کے مقام پر اجتماع ہو رہا ہے دربار خلافت سے حکم آیا کہ اجنبادین پر حملہ کرو۔ اپنے چند لوگوں میں اجنبادین، نایبی، عمواس، غزہ اور بیہہ فتح کرتے۔ سیدنا شریعت نے عکا اور صور کے قلعے فتح کئے اور سیدنا یزید رضا اور ان کے بھائی سیدنا معاویہ رضے نے جوان کے ماتحت ایک اہم عمدے پر فائز تھے۔ صیدا، عرقہ، جبل، اور بیروت پر قبضہ کر لیا۔ قیصاریہ کا قلمہ سب سے زیادہ مضبوط تھا۔ خلیفہ اسلام کے حکم سے سیدنا یزید رضا اور سیدنا معاویہ نے قیسا بیہہ کیا ہوا کر لیا مگر میوں کو مند بھیڑ سے باقاعدہ گک پہنچ رہی تھی جگہ پر کوئی کھوج سے یہ بحاصہ آٹھا لیا گیا آخر قیصاریہ ۱۹ھ میں فتح مہماں شاہ کے اختتام ہنگالیں، اوردن بروشم اور قیصاریہ کے سارا شمال شام مسلمانوں کے قبضہ میں آ جکا تھا۔

## مرج الروم کی فتح

محرم ۱۸ھ مطابق مارچ ۶۳۵ء سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا خالد سیفیت اللہ جنگ کو وسعت دینے کیلئے شمال کی طرف روانہ ہوتے دمشق کے جنوب مغرب میں ایک دینے مرغزار تھا جسے مرج الروم کہا جاتا تھا۔ دمشق پر سیدنا یزید رضا بن سیدنا ابوسفیان رضی کا قبضہ تھا ان کو سیدنا اعمار فاروق اعظم رضی کی طرف سے حکم ملا کہ وہ اس کے ساحل کی طرف بڑھیں۔ ہرقل کو جب مسلمانوں کی اس نقل و حرکت کی اطلاعات پہنچی تو وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ مسلمان افغانستان اور اردن پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے تھیوڈورس نامی اپنے نئے سپہ سالار اور جمیں میں موجود روی شکر کو حکم دیا کہ دمشق روانہ ہو جائیں۔ اس فوج کا قائد اشنس نامی ایک رومی جنگجو تھا مسلمان مرج الروم پہنچنے تو وہاں تھیوڈورس کو موبوڑا پایا۔ اسی روشنیں بھی پہنچ گیا دوں لوگوں لشکر آئنے سامنے کھڑے ہو گئے تھیوڈورس چپکے سے کھسک گیا اس کا منصوبہ یہ تھا کہ اشنس مسلمانوں کو الجھاتے رکھے اور میں دمشق میں مسلمانوں کے مختصر رستے پر حملہ کرو جسے سیدنا یزید بن سیدنا ابوسفیان رضی نے جب تھیوڈورس کی فوج کو حملہ اور انہیں درکھا تو مجبوراً جنگ شروع

کرنا پڑی۔ مگر تھیوڈورس کی کمی گنازیاہ فوج کے سامنے ان کے قدم اکھڑنے لگے اچانک عراق کا ہر اول دستہ لکھ کو پہنچ گیا اور اچانک خالد سیف اللہ عنہ بھی پہنچ گئے تھیوڈورس ان کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ روئی بے حساب مال غنیمت چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ سیدنا خالد سیف اللہ عنہ کے اچانک پہنچنے کی وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے اپنی حربی بصیرت سے اندازہ لگایا تھا کہ تھیوڈورس نے چالاکی سے دمشق پہنچ کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا ہے۔ سیدنا خالد سیف اللہ عنہ تھیوڈورس کو قتل کرنے اور اس کے لشکر کی پیٹائی کرنے کے فوراً بعد اپنے محاڈ پر پہنچ گئے۔ مارچ ۶۳۷ء مطابق شاہی میں یہ معرکہ لڑا گیا۔ اس شاندار فتح کے بعد سیدنا ابو عبیدہ رضی  
نے سیدنا خالد سیف اللہ عنہ کو حصہ پہنچنے کا حکم دیا۔

## فتحِ حصہ

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ خود بلبک کی طرف بڑھے۔ ان لوگوں نے پر امن طور پر ہتھیار ڈال دیتے۔ آپ اس فتح کے بعد حصہ پہنچ گئے۔ محاصرے کے چند روز بعد اہل حصہ نے وعدہ کیا کہ دس ہزار دینار اور ایک سو زربفت کی تباہیں دیں گے۔ معاہدہ تحریر ہونے کے بعد شہر کے دروازے کھوٹ دیتے گئے۔ اہل حصہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ مسلمان جو چیز لیتے ہیں اس کی قیمت ادا کرتے ہیں۔

## اہل قنسرين سے معاہدہ

اہل قنسرين نے جب حصہ کا حال سناؤ انہوں نے بھی ایسی ہی شرائط پر صلح کر لی۔ ان مقامات کے انتظامی امور سے فارغ ہونے کے بعد سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے نے اپنی فوج کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے شمالی شام کی فتح کے لئے روانہ کیا۔ مختلف مقامات پر کئی بھرپور پیس ہوتیں اور مسلمانوں کو بے حساب مال غنیمت ملا اور بے حساب قدری حصہ کے

مقام پر جمع کئے جنوں نے زرفیہ دے کر اور جنیہ کا وعدہ کر کے آزادی حاصل کی۔  
ان جہڑوں میں کئی ہی نہیں لگ گئے مگر سیدنا عمر فاروق عظیم رضی اللہ عنہ کسی بہت بڑی  
فتح کی خوشخبری سننے کے متمنی تھے۔ انہوں نے سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو مزید پیش کی  
کہ لے خط لکھا۔

## حکما، شیزرا، اقامیہ، مرعہ، حفص کی فتوحات

وسط رمضان سالہ ۷ هجری میں اسلامی اشکر جمکی طرف بڑھا۔ ان لوگوں نے بخششی شہر مسلمانوں  
کے حوالے کر دیا۔ اسی طرح شیزرا، اقامیہ، مرعہ، حفص بھی فتح کر لئے گئے۔

## دوبارہ حفص

شیزرا کے مقام پر سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو جاسوسوں نے بتایا کہ رومیوں کی تازہ فوجیں  
قنسرين اور حفص کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ اب دوبارہ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے  
حفص پر قبضہ کرنے کا فیصلہ کیا بالآخر قرعہ فال سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے نام  
پڑا آپ حفص پہنچنے تو معلوم ہوا کہ رہاں بے حساب روئی لشکر پہنچ کر قلعہ بندھو پہکا ہے۔ سیدنا  
ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بھی پہنچنے لگے۔ مسلمانوں کی فوج کی تعداد پندرہ ہزار تھی اور رومیوں کے  
آٹھ ہزار مگر وہ قلعہ بندھتے۔

محاصرے کی تمام ذمہ داری سیدنا خالد سیف اللہ رضی کے سپرد کی گئی۔ محاصرہ دو جیتنے جاری  
رہا۔ مسلمان سخت سر دی میں کھلے میدان میں تھے اور رومی مکانوں کے اندر قلعہ بندھتے۔ فر دری  
لائن میں سیدنا فاروق عظیم رضی کا حکم پہنچا کہ جیش عراق کو واپس عراق پہنچ دیا جائے۔ اس  
کی وجہ یہ تھی کہ سیدنا اس عین ابی وقاریں شیخ کے مقابلہ کے لئے مشورہ ایرانی جرنیل رسم اپنی فوجوں  
کو جمع کر رہا تھا۔ سیدنا ابو عبیدہ رضی نے سیدنا یا اش بن عتبہ بن ابی وقاریں کی سرکردگی میں

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے مخترک رسالتے کو عراق روایہ کر دیا۔ اپنے کو اپنے رسالم کی جدائی کا سخت صدریہ پہنچا اس رسالم سے اپ کو ایک قلبی لگاؤ دھتا۔ اور اپنے نے بڑی محنت سے اس کی تربیت کی تھی۔

رومیوں نے مسلمانوں کے ایک جیش کو محاصرہ چھوڑ کر جلتے دیکھا تو انہیں کچھ حوصلہ ہوا مگر محاصرہ بدستور حاری رہا۔ اب رسدوں کا موسم ختم ہو کر مارچ کا مہینہ شروع ہو جکا تھا رومیوں کے پاس رسدا ذخیرہ بھی ختم ہوا تھا۔ اس وقت رومی فوج کا سالار ہر ہر بیس بھائیں نے جرأۃ رذلان سے کام لے کر ایک دن اچانک باب رستن سے باہر نکل کر مسلمانوں پر بڑی شدت سے حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑتے دیکھ کر سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد سیف اللہ عنہ کو رومیوں کا حملہ روشنک کئے تھے۔ اس زیل عظیم اور بطل جیلیں رنگ کامیڈان جنگ میں پہنچا تھا کہ مسلمانوں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ بڑی خونزیز جنگ کے بعد مغرب کے قریب ہر بیس اپنے بچے کچھ لشکر کو لے کر قلعے میں داخل ہو گیا۔

لات کو سیدنا ابو عبیدہ رضی نے جنگی کوشش کا اجلاس بلا یا۔ مختلف طریق کا رزیریحث آئتے۔ مگر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ آخر سیدنا ابو عبیدہ رضی نے ان کو خاتم کر کے کمالے ابو سیمان و اللہ تعالیٰ تم پر حرم کرے تم نے کوئی مشورہ نہیں دیا۔ یہ سن کر اپنے نے کہا یا امیرا یہ رومی ان تمام رومیوں سے زیادہ بہادر ہیں جن سے اب تک سابقہ ہا ہے۔ اسے پس سالار اکل ہم کوئی محاصرہ اٹھا لینا چاہتے۔ اور اپنا تمام منصوبہ پیش کیا جو اگلی سطور میں سامنے آئے گا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی حریق صلاحیتوں پر تمام مسلمانوں کو پورا اعتماد تھا۔ ان کے اس مشورے کے خلاف کوئی سورج بھی نہیں سکتا تھا۔ دوسرے رد مسلمان عاصرا اٹھا کر چل نکلے۔ ہر بیس نے پانچ ہزار چیڑہ بہادروں کے جیش سے مسلمانوں کا تعاقب کیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ عنہ کی امید برائی انہوں نے پلٹ کر رومیوں کو تلواروں کی دیا۔ پر رکھ لیا۔ مسلمانوں کے دو دستے سیدنا خالد سیف اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق رومیوں

کے عقب میں پہنچ گئے۔ رومی بڑی بھادری سے لڑائے۔ عقب سے سیدنا معاذ بن جبلؓ مجھی پانصد کا جدیش لے کر پہنچ گئے سیدنا خالد سیف اللہ چاہتے تھے کہ کسی طرح ہر بیٹی تک پہنچ جائیں مگر ایک تنومند اور قوی ہی سکل رومی سپاروان نے ان کا راستہ روک لیا۔ آپ نے تلوار سے اس پر حملہ کیا مگر تلوار ٹوٹ گئی۔ پیشتر اس کے کہ رومی آپ پر حملہ کرتا آپ نے اس سے لپٹ گئے۔ اور اس دیوبنیکل رومی کو اس طرح بھیجا کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ گئیں اور وہ بے دم ہو کر مر گیا۔ آپ نے اپنی گرفت ڈھیلی کی توہ نہیں پر ڈھیر ہو گیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلوار لے کر میدان میں گونجنا شروع کر دیا۔ بے حساب رومی قتل ہوتے۔ صرف ایک سو جان بچا کر بھاگ سکے مسلمان ۲۳۵ شہید ہوتے۔ دوبارہ جب مسلمانوں نے واپس پہنچ کر حضص کا محاصرہ کیا تو رومی گھبرا لٹھے۔ انہوں نے مشروط طور پر تھیمار ڈال دیتے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے ہر اس رومی لشکر کو شکست دی جو ہر قل نے ان کے مقابلے کے لئے بھجا۔ اس نے شلستوں سے مناثر ہو کر ہر قل نے اب از سر زبانی فوج کی تنظیم کی۔ اول اگر مسلمان احتیاط سے کام نہ لیتے تو انہیں واپس صحرائے عرب میں دھکیل دیا جاتا۔

## جنگ یرموک

یرموک اور قدسیہ کی جنگیں دنیا کی بڑی جنگوں میں سے نہیں بلکہ دنیا کی سب سے بڑی جنگیں ہیں اور یہ دونوں جنگیں حضور خاتم النبین والمعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی تعبیر ہیں جو غزوہ احزاب کے موقع پر ایک چنان توڑتے ہوئے جب اس پیشان سے چنگیاریاں نکلی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے کلام مقدس فرماتے تھے۔ کبھی اللہ تعالیٰ نے ردم اور ایران کی کجھیاں دی ہیں اور اللہ کی شان کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ "مجھے" کی تفسیر سیدنا فاروق عظم رضا ثابت ہوئے۔ جن کے ہاتھوں قدسیہ اور یرموک کے سر کے سر ہوتے۔ بلکہ اس کلمہ مقدس "مجھے" کی تفسیر وہ تمام غازی، مجاہد اور

شیعیین۔ جنہوں نے ان جنگوں میں حمدہ لیا تاریخ و سیرت کی کتب کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سعادت سے اللہ تعالیٰ نے سوائے ایک آدم کے صحابہ کرام غمیں سے کسی کو محروم نہیں رکھا۔

جس خطہ کو یورپ کا میدان جنگ بننا تھا وہ ایک ایسے محل و قوع پر واقع ہے کہ جہاں متحارب گروہوں کے لئے قدیم طور پر آسانیاں تھیں۔ رومنیوں کے لئے بحیرہ روم ایک پناہ گاہ تھی اور مسلمانوں کے لئے صحرائی و سعت، کویا اس لذم کاہ میں متحارب گروہوں کو اپنے اپنے طور پر پوری سولیات حاصل تھیں۔

رومی سلطنت کا دارالحکومت قسطنطینیہ تھا۔ اور اس کی سلطنت میں سب سے زلخیز خط شام کی سر زمین تھی۔ وہ اس سے پہلے شمال کے بربر قل، کیشیا کے تکوں اور ایران کے مدتبا تریٹے جو سیوں کو شکست دے پچاھتا۔ مغرب اسے کڑوے گھونٹ پینے پڑ رہے تھے۔ شام میں متعدد سورکوں میں اس کی تربیت یافتہ رومی فوج عرب کے غیر معتقدن، لوگوں سے شکستوں پر شکستیں کھا چکھتیں۔ اس نے ہر ڈی دورانہ لشی سے ایک فیصلہ کی جنگ کرنے کا منصوبہ بنایا۔

اپنے مشہور ہرجنیل قنطاطیر کو سیدنا ابو عبیدہ رضی کا لاستہ رکنے کا حکم دیا۔

دوسرافوجی ہرجنیل جبلہ کو حصہ کی طرف پہنچا۔

تیسرا فوجی ہرجنیل ریلہ کو حکم دیا۔ وہ ملکہ اور حلیب کی طرف اگے بڑھ کر جبلہ کی مدد کرے چوئے۔ فوجی ہرجنیل کو حکم دیا کہ ویرجان جب مسلمانوں سے برسر پہنچا ہو اس کی مدد کرے۔ تمام رومی فوج کے سالار اعظم ماہان کو حکم دیا کہ حسب ضرورت ہرجنیل کو فوجی لکھ پہنچاتے۔ اس طرح ہرقل نے بزم خوشی مسلمانوں کی فوج کو ایک طرح سے حصار میں لے لیا تھا۔ تمام پادری صلیبیین اٹھلے مختلف محااذوں پر پہنچ گئے۔

مسلمانوں کو پہلی مرتبہ سینز کے مقام پر رومی قیدیوں کے ذریعے ہرقل کے اس منصوبے کی خبر پہنچی۔ وہ عجیب شش پہنچ میں پڑ گئے۔ اس کے بعد جو اطلاع بھی انہیں پہنچی پہلی سے بدتر تھی

سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے سیدنا ابو عبدیہ رضی کو مشورہ دیا کہ روہیوں کے خلاف ایک متحده نجاد صحرا کے قریب قائم کیا جائے۔ اور تمام مفتونہ علاقوں سے اسلامی فوجوں کو اس مرکز پر جمع کر دیا جائے یہ حکم تمام سالاروں کو پیش دیا اور ساختہ ہی یہ حکم بھی دیا کہ مفتونہ اور مقبوضہ علاقوں کے ذمیوں سے بورقہ جنریہ کے طور پر لگتی تھی انہیں واپس کر دی جائے اس حکم پر جب مسلمان سالاروں نے عمل کیا تو مقبوضہ مقامات کے ذمیوں نے ان کی والپی کے لئے بھی بھر کر دعائیں کیں۔ تاریخ عالم میں یہ ایک منفرد مثال ہے مسلمانوں کا اندازہ تھا کہ رومی فوج کی تعداد دو لاکھ کے قریب ہے۔ سیدنا ابو عبدیہ رضی اللہ عنہ نے مذاورت کے لئے پنجی گل کو نسل کا جلاس بلایا۔ ایک نے یہ تجویز پیش کی اسلامی فوج واپس عرب جا کر روہیوں کے طوفان ٹھنے تک انتظار کرے۔ مگر یہ تجویز رد کر دی گئی۔ بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ ہر چہرہ با دبا یہیں اور ابھی جنگ لڑی جائے۔ فتح دینے والا اللہ ہے۔ اس تمام بحث کے دوران سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ آخر سیدنا ابو عبدیہ رضی نے آپ کو مخاطب کر کے کہا۔ میں ایک جرأت مند یا عزم اور سجدہ رسان ہو گتم ابھی تک خاموش ہو آپ نے جواب میں کہا۔ امیر امیری ناتے کچھ اور ہی میں آپ کو یہ مشورہ دوں گا کہ تمام فوج کو یہ مول کے مقام پر جمع ہونے کا حکم دیا جائے اس طرح خلیفہ کی طرف سے لکھ بھی آسانی سے پہنچ سکے گی۔ اور آپ کے سامنے لٹرنے کے لئے ایک دیسیں میلان ہو گا۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی کے مشورہ کے مطابق لاتحر عمل تیار کیا گیا۔ آپ کو چارہ ہزار سواری کے تحرک رسالے کے ساتھ عقبی میں چھوڑا گیا۔ آپ نے عقب سے آگے بڑھنے والے رومیے دستوں کو شکست دے کر بھاگا دیا۔ سیدنا ابو عبدیہ اس مقام پر پہنچ گئے جو تاریخ عالم میں یہ مول کے کہیاں لفظوں سے مرقوم ہے۔ جلدی سیدنا شریعتی رضی، سیدنا عمر و بن العاص رضی اور سیدنا یزید بن سیدنا ابوسفیان شیخ کی فوجیں پہنچ گئیں۔ چند روز کے بعد رومی شکر بھی پہنچنا شروع ہو گیا۔ ابھی روہیوں نے پوری طرح اپنے سورپھے قائم نہیں کئے تھے کہ ہر قل کا قاصد

ماہان کے پاس بچا۔ اور ہر قل کا پیغام پہنچایا کہ اس وقت تک جنگ شروع نہ کی جائے جب تک پر امن مذاکرات کے تمام ذرائع کامیاب ثابت نہ ہوں چنانچہ ماہان نے جرج بھیر کو سیدنا ابو عبیدہ بن کے پاس بھیجا۔ جرج بھیر نے سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا مسلمان وہ تمام مال و متاع لے جاسکتے ہیں جو شام میں انہوں نے حاصل کیا ہے۔ مگر اسلامی سپر سالار نے اتفاق ہیں جوab دیا۔ اس کے بعد ماہان نے جبلہ کو بھیجا۔ جبلہ عرب تھا۔ اس نے صلح کی بھروسہ کو شش کی مگر ناکام رہا۔ اس کے بعد جبلہ اپنے عرب لشکر کو لے کر بھاری اسلج سے لیں وسط جولانی ۶۳۶ھ میں مسلمانوں کی طرف بڑھا گر شکست کھانی۔ مسلمانوں کو چھپہ ہزار کی مزید ملک پہنچ گئی اب مسلمان فوج کی تعداد چالیس ہزار کے کے قریب پہنچ گئی جس میں ایک ہزار اصحاب رسول تھے اور ایک سو بدری صحابی تھے۔ جن میں حواریتے رسول سیدنا ابیر بن مجی شامل تھے جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوٹھی زاد بھائی تھے۔ ان میں سیدنا ابوسفیان اور ان کی زوجہ سیدہ ہندہ بنت بھی شامل تھیں۔ ہینہ بھر دلوں لشکر آئنے سامنے پڑے رہے۔ اب ماہان خود صلح کا پیغام لے کر پہنچا۔ سیدنا خالد سیف الدین رضی اللہ عنہ نے اس سے گفتگو کی جو ناکام رہی۔ بقیہ تمام دن اور تمام رات فریقین بیچینی سے جنگ کی تیاریوں میں مصروف رہے۔

میدان جنگ وادی الرقاد اور دریافتے یرموک کی گھاٹی کے درمیان تھا۔ ملک طرف جبل الجموعہ تھا۔ جو مسلمانوں کے قبضے میں تھا۔ ماہان نے دولاکہ کے لشکر چار برابر حصوں میں تقسیم کر کے بارہ میل بیٹے معاذ پر چھیلا دیا۔ دو ایسیں طرف کی کمان جرج بھیر کے سپرد کی اور بیانیں طرفت کی کمان قناطیر کے سپرد کی۔ قلب میں دیرجان تھا۔ اور ماہان اپنی ارمیٰ فوج کے ہمراہ قلب کے پھلے حصے میں تھا۔ ایں کے لمبے معاذ پر جبلہ کے عدیسانی عرب سوار سب سے اگے تھے۔ جرج بھیر کے تیس ہزار فوجیوں نے دس دس ملکوں میں اپنے آپ کو زنجیر دل سے باندھ لیا۔ مسلمانوں نے اپنی فوج کو بھی بارہ میل لمبے معاذ پر چھیلا دیا۔ مگر ان کی بخشکل تین صافیں بن

سکیں۔ اور ان کے مقابلے میں عیسائی لشکر کی بارہ سے لے کر پیندرہ تک صفائی تھیں اب لڑائی کا توانانگ لوایا یک اور چار یا لکھ ایک اور پانچ تھا۔ سیدنا ابو عبیدہ رضی ایک کامیاب ترین سپہ سالار تھے۔ مگر اس موقع پر انہوں نے اپنے تمام فرائض سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو تفویض کر دیتے۔ تمام جیوش کے کمانڈروں کو طلب کر کے کہا کہ اب پس سالار اعلیٰ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی نے پیادہ فوج کو ۳۶ حصوں میں تقسیم کیا۔ ہر ایک میں آٹھ نو سو سپاہی تھے۔ دس ہزار سواروں کے رسالتے کوتین حصوں میں تقسیم کیا۔ ہر حصے میں دو ہزار سوار تھے اور چار ہزار سواروں کا مترک رسالتہ اپنی ذاتی کمائیں رکھا۔ میسرہ پر سیدنا یزید بن سیدنا ابوسفیان کو مقرر کیا۔ مینہ سیدنا عمر و بن العاص بن حیران کے حوالے کیا۔ قلبیہ میں سیدنا ابو عبیدہ رضی اور سیدنا شریعت بن شریعت تھے۔ دیگر فوجی افسروں میں سیدنا عکبر بن سیدنا عبد الرحمن بن سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ جیسے جانباز مجاہد تھے۔ قلبیہ کے پیچے سیدنا خالد سیف اللہ رضی کا اپنا رسالتہ تھا۔ آپ نے سختی سے ہدایت کی کہ ابتداء میں صرف دفاعی جنگ لڑنا تا اقتیکہ رومی ہٹک کر چوری ہو جائیں۔

عورتوں اور بچوں کو عقیقی فوج کے پیچے خیموں کی ایک قطاڑیں رکھا گیا۔ سیدنا ابو عبیدہ نے ان خیموں میں گھوم کر مسلم خواتین کو کھاتم خیموں کے ڈنڈے تیار رکھو اور پھر جمع کر لوازگرم جیتیں تو سبحان اللہ اور الگر کوئی مسلمان بھاگ کر خیموں کی طرف آتے تو اسے ڈنڈوں سے پیٹھ اور ان پر پھر بر ساؤ۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی نے بارہ میل لمبے عاذ کا ایک چکر لگایا اور ہر کماندار کو مناسب ہدایات دیں۔ ایک سپاہی کے منہ سے بے اختیاز نگل گیا کہ رومی شتر کس قدر زیادہ ہے۔ آپ نے اسے مخاطب کر کے قرآن کی اس آیت کی تلاوت کی جس کا ترجمہ ”لکنی ای چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر اللہ کی مرضی سے غالب آگئی ہیں۔ اولا اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کا ساختہ دیتا ہے“ اور یہ مشہور تاریخی فقرہ بھی اسی موقع پر آپ کی زبان سے نکلا کہ اگر میرے گھوڑے کے پاؤں

مضبوط ہوتے تو میں رومیوں کو کہتا کہ اس سے وگن لشکر لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ پر اعتماد  
یقین کی استایہ الست کے تیرے ہفتے کی ایک گرم رات تھی۔ تمام رات مسلمان سرہ انفال  
کی تلاوت کرتے رہے اور اپنے اسلحہ کو صاف کرتے رہے۔

اگلی صبح اس حصی کی بی نیں بلکہ تاریخ عالم کی وہ عظیم جنگِ لڑی جانے والی تھی  
جس میں شامل ہر فرد بشارت رسول کی تعبیر تھا۔ جس کے ہر فرد کو چار پانچ رومیوں سے بہرا کرنا  
ہونا تھا۔ ہلال و صلیب کے درمیان سب سے عظیم اور ہمیب جنگ۔

**جنگِ یروک کا پہلا دن** | دونوں لشکر آمنہ سامنے صاف آ رہا۔ مکمل خاموشی ہے  
پشاں کی آواز بھی نیں آئی۔ صرف دل کی دھڑکنوں کی  
آواز ہے۔ متحارب فوجوں کے لڑائی لاکھ کے قریب جوان مردوں کو معلوم ہے کہ یہ جنگ فیصلہ کن  
ہے۔ کون جیتے گا اور کون ہارے گا؟ رومیوں کو اپنی تعداد پر ناز تھا مگر لذشتہ جنگوں کے مشاہدہ  
نہ انہیں یہ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ نتیجہ اللہ بھی نکل سکتا ہے۔

اچانک رومی لشکر سے جریہ نامی ایک سالا لپٹنے لشکر سے نکل کر مسلمانوں کی طرف بڑھا  
اس نے بلند آواز میں سیدنا خالد سیف اللہ ربیعی اللہ عنہ کو بیکالا۔ اب اگے بڑھے لوگوں نے دیکھا  
کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردیں ایک دوسرے سے مل گئی ہیں۔ دونوں فوجیں دم بخودیں کہ ان  
میں کیا گفتگو ہو رہی ہے۔

جریہ نے پوچھا اے خالد کیا یہ رج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان سے ایک تلوار تمہارے سب سعیر  
کو بھیجی ہے اور انہوں نے وہ تلوار تمہیں دی ہے اور جیسے تم اس تلوار کو نکالتے ہو تو فتح تمہاری  
ہوتی ہے۔

سیدنا خالد سیف اللہ ربیعی اللہ عنہ نے کہا۔ نہیں۔

سیدنا خالد سیف اللہ ربیعی اللہ عنہ نے غزوہ موتہ کی داستان سنائی۔ جریہ خاموشی سے  
سر شہر پر اسٹارہ۔ اور آخر پوچھا کشم ممحون سے کیا مطالبہ کرتے ہو۔ سیدنا خالد سیف اللہ

نے فرمایا۔ شہادت دو کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ جس سترے پوچھا اگر کوئی تمہارے دین میں نیانیا داخل ہو تو اس کی حیثیت کیا ہوگی۔ آپ نے فرمایا۔ وہ کلمہ پڑھتے ہی سب مسلمانوں کے برابر سمجھا جاتے گا۔ یہ سن کر جو جہا ایمان لے آیا۔ اور سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مسلمانوں کے لشکر میں پہنچ گیا۔ اللہ کی شان چند لمحہ نے بعد یہ نو مسلم ٹبی جرأت سے لڑتا ہوا مرتبہ شہادت پر فائز ہو گی۔ اس کے تبoul اسلام کو مسلمانوں نے نیک فال سمجھا۔

اب مبارز طبلی کا دری شروع ہوا۔ رومی فوج سے بہترین جنگجو میدان میں اترے اور سلطان مجاہد مقابلے کے لئے نکلا۔ تقریباً تمام رومی جنگجو مارے گئے۔ سیدنا عبد الرحمن بن سیدنا صدیق اکبر کے ہاتھوں پارچ رومی تسلیم ہوتے۔ دو پہنچ کی مقابلے جاری رہے۔ رومی سپ سالار اعظم مہماں نے فیصلہ کیا کہ تمام حاذپر جنگ شروع کر دی جائے۔ چنانچہ رومیوں کی دس الگی صفوں نے میدان جنگ میں پیش قدمی کی۔ چنانچہ اس انسانی سیلا بستے بظاہر مسلمانوں کی صفوں کو دھکا پ لیا۔

مگر مسلمانوں نے بڑی شدت سے رومیوں کے گھلے کو روکا۔ بغروب آفتاب کے وقت پہلے دن کام عکرہ ختم ہو گیا۔ رات امن سے گزدی سلطان خواتین نے اپنے زخمیوں کو سنبھالا۔ ان کی مریم پی کی رات کا بیشتر حصہ تلاوت اور دوسرا دن کے جنگلی تیاری میں گزرنا۔ ادھر مہماں نے جنگل کو نسل کا اجلاس طلب کیا اور فیصلہ ہوا کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی مسلمانوں پر چلنے کر دیا جاتے۔ ماہان ایک میلے پر دو ہزار رومیوں کے محافظہ دستے کے ساتھ بر جہاں ہو گیا۔

**جنگ کا دوسرا دن** رومیوں نے عین نوار فجر کے وقت چلنے کر دیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ اس اچانک چلنے سے بچاؤ کے لئے تیار تھے۔ جب تک اسلامی لشکر اپنے مقامات پر پہنچتا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے پورے حاذپر رومیوں کو روکے رکھا قناطیر نے پہلے تین چلنے کے مسلمانوں کی قوت مدافعت ٹوٹ گئی۔ کچھ لوگ پڑاؤ کی طرف پسا

ہوتے اور کچھ سیدنا شریعت کے جیش سے جاکر مل گئے۔ یہ دیکھ کر سیدنا عمر بن العاص رضی  
نے اپنے دوہزار سواروں کے رسالے کے ساتھ روایوں کے تحلیل کروانے کی کوشش کی۔ مگر  
روایوں کے انسانی سیلاں کے سامنے ان کے دوہزار سوار بھی ٹھہر سکے اور اپنے پڑاؤ کارخ کیا  
گمراہ گے مسلم خواتین نبیوں ڈنڈوں اور پتھروں سے لیں موجود تھیں۔ وہ چلا چلا کر کھنگ لیں ان  
پر اللہ کی لعنت جو شن سے بھاگتے ہیں۔ بعض عورتوں نے جھپٹ کر ان کے گھوڑوں کو اور ان  
کو ڈنڈوں سے پینٹا۔ یہ بے عزی غیور جنگجو برداشت نہ کر سکے اور پلٹ کر سیدنا عمر بن العاص رضی  
کے جیش میں شامل ہو گئے۔ اور جوابی حملہ کر کے جنگجویر کے لشکر کو پسپا کر دیا۔ روایوں نے دوسرے  
حملہ سیدنا یزید بن سیدنا ابوسفیان رضی کے جیش پر کیا۔ سیدنا یزید رضی کا جیش بھی پسپائی پر جمود  
ہو گیا۔ اس جیش میں سیدنا یزید رضی کے باپ سیدنا ابوسفیان بھی تھے۔ سیدہ ہنہہ اور سیدہ خولہ رضی  
نے اپنی آڑ کے ہاتھوں لیا۔ مسلمانوں نے پلٹ کر روایوں پر حملہ کیا۔ اب عورتیں بھی ان میں  
شامل تھیں جن کی کمان سیدہ ہنہہ رضی کے ہاتھ میں تھی۔ اسی داروگیری میں دوہرہ ہو گئی۔ سیدنا  
خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ اپنے متھک رسالے کو لے کر آگے بڑھے۔ انہوں نے پہلے قنطری کے  
دستے پر حملہ کیا۔ جوں ہی یمنہ کی حالت سنبھلی آپ نے سیدنا اظر رضی کو حکم دیا کہ دیرجان کی فوج  
پر حملہ کریں۔ دوہی پسپا ہونے لگے مگر مسلمان کی وجہ سے ان کی پسپائی کی زندگانیت سست  
تھی۔ نیم برہنہ مرد کارناز سیدنا اظر رضی اللہ عنہ نے دیرجان کو ہلاک کر دیا۔ مگر اس کے فواجع روایوں  
نے ان پر اس قدر دباو ڈالا کہ وہ مجھے ہٹھے پر جمود ہو گئے۔ سورج غروب ہونے سے پہلے روزہ  
کا میمنہ اور میسر و کسی حد تک پسپائی پر جمود ہو گیا تھا۔ رات آتی اور گلہشتہ رات کی طرح مسلمان  
خواتین نے اپنے زنہیوں کو سنبھالا۔ جمیع طور پر مسلمانوں کے خو صلے بلند تھے۔ یہ دو دن مسلمانوں  
نے صرف دفعائی جنگ اڑای ساہان نے رات پکھر لے پہنچی سے گولاری۔ دیرجان کی جگہ قورین کو سالدار  
مقر کیا۔ اور فیصلہ کیا کہ اگر روز مسلمانوں پر بھر پور حملہ کیا جاتے۔

جنگ کا نتیسراں ایسا دن جنگ کی اگر خوفناک شدت سے بھڑک ائمہ قورین کی

فوج تے سیدنا ابو عبیدہ کے جدیش پر شدت سے حملہ کیا۔ مگر اس کا اصلی ہدف سیدنا شریعت بن اور سیدنا عمر بن العاص نے جدیش تھے۔ شروع شروع میں دو ہزار مسلمان سالاروں نے بڑی جوانمردی سے قرین کے چلے کرو کا مگر آخر میں ان کی صفوں میں سے شکاف پڑنے شروع ہوئے۔ مسلمان خواتین ایک بار پھر ٹھیوں سے لیں ان کے استقبال کو موجود تھیں۔ ایک مسلمان نے جھنٹے ہوتے کھارہ میوں کا سامنا کرنا ان عورتوں کا سامنا کرتے سے زیادہ آسان ہے مسلمانوں نے ازبر نویں محاذ مرتب کر کے رہ میوں پر حملہ کر دیا۔ سیدنا عمر بن العاص نے جنہیں آگے چل کر فاتح مصر بننا تھا بڑی جی داری سے حملہ کیا۔ اس حملہ پر ایک مسلمان خاتون دو طرفی ہوئی سیدنا خالد سیف اللہ صنی اللہ عنہ کے پاس پہنچی اور جنگ کر کہایا امیر افوج اپنے قاتمیں کے حصے پر لظری ہے۔ اگر کوئی قاتمی لڑائی سے منہ موڑ لے تو شکر کا لیا حال ہو گا۔ اپنے اس خاتون کو یقین دلایا۔ کہ مسلم فوج کے قائد رہ میوں سے نہیں ہا ریں گے۔ اس وقت سیدنا خالد سیف اللہ نے اپنے رسالے سے ایک طرف سے اور سیدنا عمر بن العاص اور سیدنا شریعت بنی اللہ عنہ نے اپنی پیدل فوج سے دوسرا طرف سے حملہ کیا۔ روئی ایک پیٹان کی طرح ڈٹتے ہوتے تھے۔ سینکڑوں مسلمان شہید ہوتے مگر شام ہونے سے پہلے رہ میوں کو والیں محاذ کی طرف دھکیلنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس روز رہ میوں کا بیس حساب جاتی نقصان ہوا۔ ماہان نے اپنے افسروں کو سخت سُست کیا۔ انہوں نے اگلے روز ہتر کار گزاری کا وعدہ کیا۔ مسلمان رخی سپاہی عقبی میں بیچ دیتے گئے اور مسلمان خواتین نے تمام رات ان کی مرہم پی میں گزاری۔

**لڑائی کا چوتھا روز** | چوتھے روز رہ میوں نے اپنی پوری طاقت سے تمام فوج کو جنگ کی بھٹی میں بھونک دیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ عنہ اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ آج یا کبھی نہیں روئی قتل ہو گر گرہے تھے ادتا زہ دم ان کی جگہ لے رہے تھے۔ مگر مسلمانوں کو یہ سہولت حاصل نہ تھی۔ صفت اول کے تین اندازوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچ رہا تھا۔ مسلمان اب صرف میں ہزار جنگ کے قابل رہ گئے تھے۔ سیدنا خالد سیف اللہ عنہ ان کو

از سر نو پانچ پانچ سو کے جیوشوں میں تقسیم کر کے نئے انداز سے حملہ کیا۔ سیدنا عبید بن العازم<sup>ؓ</sup>  
اپنے مینہ کو لے کر حملہ آور ہوتے۔ قناطیر کی سلافو اور آرمی فوجوں نے ان کے حملے کو روک  
کر انہیں پیچھے ڈکھیل دیا۔ اسیار مسلمان اپنی عورتوں کے طفیش کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہے  
تھے وہ اپنے اپنے مقام پر ڈٹے رہے۔ سیدنا عبید بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس روز جمع طی  
شمیزی زندگی کے جو ہر دکھاتے گئے وہ اپنی مثال آپ تھے۔ سیدنا شریعت بن کے معاون پر آرمینیوں  
کا پالہ ہماری نظر آ رہا تھا۔ یہی وقت تھا کہ سیدنا خالد سیف اللہ رضی نے سیدنا ابو عبیدہ رضی اور  
سیدنا نیزید بن سیدنا ابوسفیان کو کامہ بلا تو قفت روہیوں پر حملہ کر دیں۔ آپ نے اپنے رسائل  
کو روہیوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ سیدنا قیس بن ہبیر کے سپر دکیا۔ اور دوسرا حصہ  
کو لے کر سیدنا شریعت بن سے جنگ میں شغول روہیوں کے پہلوکی طرف حملہ آور ہوتے۔ علیسانی  
عربوں کا سخت جانی نقصان ہوا۔ آرمینیوں کے پیچے ہٹتے ہی آپ سلافوں پر حملہ آور ہوتے  
اسی طرح مسلمان میسر ہے پر رومی حاوی ہوتے چلے جا رہے تھے۔ تمام معاون پر رومی تیر اندازوں  
نے اپنی تیر اندازی سے فضا کو ڈھانپ دیا۔ سات سو مسلمان اپنی ایک آنکھ سے محروم ہو  
گئے یہ موک کی جنگ کا چوچھا روز آنکھ پھوٹی جنگ کے نام سے مشہور ہو گیا۔

اُس دن کا مشہور واقعہ یہ ہے کہ سیدنا ابوسفیانؓ ایک آنکھ کا تذبذب غزوہ ہینین میں پیش  
کر چکے تھے اور دوسرا آنکھ بیان قربان کر دی۔ بلاشبہ اسلامی فوج کے لئے جنگ  
یہ موک کا یہ سب سے بڑا دل بھتا۔ رومی تیر اندازوں کی مار کے مقابلے میں مسلمان تیر اندازوں کی  
مار کم تھی۔ اس لئے سیدنا ابو عبیدہ رضی اور سیدنا نیزید بن نے رومی تیر اندازوں کی زد سے بچنے کے  
لئے پسپاٹی اختیار کی۔ اور دوبارہ آگے بڑھنے کی کوشش نہ کی۔ تیروں کے زخموں اور پھوٹی آنکھوں  
کی وجہ سے مسلمان کافی پریشان ہوتے۔ ماہان جو جبیر اور قوریں نے ان حالات کا جائزہ لے کر  
اندر نو مخلے کا حکم دیا۔ سو اسے سیدنا عکبر مرزا کے جیش کے تمام جیوش پیچے ہٹتے چلے گئے۔  
سیدنا عکبر مرزا نے اپنے جیش سے مرنے کی بیعت لی۔ چار سو مجاهدوں نے مرنے کی بیعت کی

آپ ان چار سو مقعدہ مسلمانوں کو لے کر رومی فوج کے سمندر میں لھس کرنے۔ ان چاروں میں سے شایدی کوئی زندہ بچا اور جو بچا وہ بھی شدید زخمی حالت میں تھا۔ سیدنا عکرمہ اور ان کے فرزند سیدنا عمر و حنفہ کو ملک زخم پہنچے۔ سیدنا ابو عبدیہ رضا اور سیدنا زین الدین کی لکھتے ہیں میں سے خواتین بھی پہنچ گئیں ان خواتین نے سمجھ لیا اتحاد کہ جنگ لاہی مرحلہ فیصلہ کی ہے۔ یہ واردات اس محاذ پر رہیں کہ فرار پر منع ہوتی۔ مسلمانوں نے جب عورتوں کو رہیوں سے دست بدست جنگ میں مشقول پایا تو وہ غمیض و غصب کالا وابن کر رہیوں پر ٹوٹ پڑے اب جنگ نے ایسی صورت اختیار کر لی تھی کہ ہر سپاہی فوق البشر طاقت سے اپنے مقابل سے ٹکرا رہا تھا کوئی سالاری کوئی ہدایت کوئی تنظیم باقی نہ رہا تھا سیدنا ابو عبدیہ اور سیدنا زین الدین کے جیشوں نے نہایت غصب ناک انداز میں رہیوں پر حملہ کر دیا۔ اور وہ تیزی سے پاپا ہوتے گے۔ جنگ سے ہر کے آخری حصے میں تمام محاذوں پر اپنے نقطہ عروج کو پہنچ گئی۔ کسی کو کسی کی تیزی نہ تھی کون سالار ہے اور کون عام سپاہی۔ کسی رومی سلطان عورتوں کے ہاتھوں داخل بھی ہوتے۔ سیدنا خولم نے ایک رومی جنگجو پر حملہ کیا ملگر رومی نے ان کے سر پر تکوار کا فار کیا۔ اور وہ گر پڑیں۔ جب رومی چچھے دھکیل دیتے گئے اور عورتوں نے سیدنا خولم کو دیکھا تو وہ مردہ نظر آئیں۔ سیدنا خازر از زکی خلاش شروع ہوتی۔ مگر وہ شام سے پہلے نہ مل سکے۔ جب انہیں اپنی پیاری بہن کی شہادت کا علم ہوا تو یہاگئے ہوتے وہاں پہنچے اپنے بھائی کو دیکھ کر وہ مسلکتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

شام ہوتے ہی لڑائی تھم گئی۔ اور دلوں فوجیں اپنے اپنے مسلک پر پہنچ گئیں۔ یہ ایک دوسرت ناک دن تھا۔ جسے مسلمان زندگی بھرنہ پہنچو۔ رہیوں کو اسیات کا سخت درج تھا کہ فتح ہوتے رہ لگی۔ مددان سلاسل کا سید سے زیادہ نقصان ہوا۔ آرمی اور عیسائی عرب بھی ہزاروں کی تعداد میں کمیت رہے مسلمانوں کا بھی گذشتہ دنوں سے زیادہ نقصان ہوا۔ مجروحین کی تعداد زخی نہ ہونے والوں سے کہوں زیادہ تھی۔ مگر سیدنا خالد سیف الدین مطمئن تھے۔ ان کی وہی حری صلاحیتیں دیکھ رہی تھیں کہ سیاہ گزر چکا ہے۔ اب آخری چوٹ کا کام ہے۔

## حضرتی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا ایک مظاہرہ

[اس روز سیدنا شریف بن شعبان نے اپنے کیس

دیکھا کہ سیدنا خالد سیف اللہ عنہ پریشان ہیں یوچنے پر معلم ہوا کہ ان کی سرخ ٹوپی کیس  
کھو گئی ہے۔ مزید تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتہ الوداع کے موقع پر اپنے  
سر کے موڑتے مبارک منڈڑائے تو سیدنا خالد سیف اللہ عنہ نے ان سے کچھ موڑتے مبارک الھا  
لئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فریباً خالدہ نام ان کو کیا کرد گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم میں ان مقدس بالوں کے ذریعے دشمن سے لبرتے وقت طاقت حاصل کروں گا۔ یہ سن کر حضور اکرم  
نے فرمایا اس وقت تک کامیاب رہو گے جب تک یہ تمہارے پاس ہیں۔ وہ موڑتے مبارک سیدنا  
خالد سیف اللہ عنہ نے اپنی ٹوپی میں سوار کھٹے۔ جس کی گشتنی پر آپ اس قدر پریشان  
ہوتے۔ آخر آپ کو اپنی ٹوپی مل گئی۔ اندھیرا چھا چکا تھا۔ سیدنا خالد سیف اللہ عنہ، سیدنا  
ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے معاذ برخون الودڑین پر بیٹھے ہوتے تھے۔ ان کے ایک ناؤپر ان کے مجبوب  
دوست، چیختے عزیز اور بچپن کے ساتھی سیدنا عکبرہ کا سرخنا اور دوسرا ناؤپر سیدنا عکبر رضی اللہ عنہ  
کے جوان مرد فرنڈ سیدنا عمر کا سرخنا۔ سیدنا خالد سیف اللہ عنہ پاس پڑے لگن ہیں، اپنی  
انگلیاں ترک کے باپ بیٹے کے منہ میں قطرہ قطرہ پانی ڈال رہے تھے۔ سیدنا خالد سیف اللہ عنہ  
کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ دونوں باپ بیٹا ایک ہی ساعت میں فردوس بہیں کو سدھا رکھتے یہ رات  
بھی حسب معمول گزر گئی۔ اس سے پہلے طریقہ یہ تھا کہ ہر رات کوئی نہ کسی سالار کو جو کسی کے لئے مقرر  
کیا جاتا۔ مگر اس رات سالارا عظم سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ تمام سالداران لشکر اور تمام  
لشکری زخموں سے نڈھاں ہیں یا سخت تھک ہوئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے چیکے سے خود ہی یہ فرض  
لپٹے ذمہ لے لیا مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ بارہ میل لمبے معاذ برخان سے بھی ان کا گزر ہوا۔  
ہر سالار کو جو کس پایا۔ حواریتے رسول سیدنا زاد بربر معاذی زوجہ کے گھوڑے پر سوار گشت لگا  
رہے تھے۔

**اطلاقی کا پانچواں دن** | پانچواں دن مختارب فوجیں اپنے اپنے مقام پر صفت آلا ہو گئیں۔ آج کی کیفیت عجیب تھی۔ الارک صحیح سالم پابی

اپنی صفت میں کھڑا تھا تو اس کے ساتھ ایک مجموع بھی کھڑا تھا۔ بعض تو بصد مشکل کھڑے ہو رہے تھے۔ تقریباً دو گھنٹے دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے چپ چاپ کھڑی رہیں اچانک رومنی فوجوں کی صفت سے ماہان کالی ٹپی نمودار ہوا۔ وہ چند روز کی عارضی صلح کی تجویز لے کر ایسا تھا۔ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس تجویز کو قبول کرنے پر قریب قریب آنادہ تھے مگر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے روک دیا۔ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ایچی کو جواب دے دیا کہ ہم اس معاملے کو جلد ختم کرنا چاہتے ہیں یہ تمام دن بغیر چنگ کے گزر گی۔ دونوں طرف کی اقواء کے سالار اپنی اپنی نور کی تنظیم نوادرت ترتیب میں مشغول رہے۔

**اطلاقی کا چھٹا دن** | حرب ۱۵ مہینہ اگست ۶۳۶ھ کا چھٹا ہفتہ تھا۔ صبح دونوں فوجیں نہایت خاموشی سے ایک دوسرے کے سامنے صفت آلا ہوئیں۔ مگر ہر طرف بالکل سناٹا طاری تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس خاموشی کے اندر خاک دخون اور آتش د آہن کے کس قدر طوفان پوشیدہ ہیں۔

جمل الاز در پر طلوع آفتاب کا منظر بھر رہا تھا کہ شکر سلاسل کا قائد جرجیر روی قلب سے آگے بڑھا۔ اور مسلمانوں کے قلب شکر کے سامنے آگر پکارا کہ مسلمانوں کا سالار اعظم سامنے آتے ہیں کہ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھنے لگے تو سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ انہیں یونکنے لگئے مگر وہ نہ کہ اور کہا الگ میں شیید ہو جاؤں تو فوج کے سالار اعلیٰ تم ہو گے۔ غرضیکہ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی جرجیر سے نبرد ایسا تی شروع ہو گئی۔ دونوں غضب کے شمشیرزین تھے مختارب فوجیں دم سادھے یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔ جرجیر گھوم کر چھے ہئے لگا۔ سیدنا ابو عبیدہ وہ آگے بڑھتے گئے جرجیر بیک لخت پلٹ کر سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ پر واکرنا چاہا مگر ابھی اسکی تلوار اعلم تھی کہ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی تلوار نے اسے ڈھیر کر دیا اپنے چند لمحات لگھوڑے

پر خاموش بیٹھے رومی جرنیل کے دیسیع قد و قامت کو دیکھ کر متعجب ہوتے رہے۔ پھر اس کے مرصع اور ہڑاؤ بکتر اور اسلحہ کو دیں چھڑکر وہ درویش سپاہی اپنے لشکر میں پہنچ گیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ صنی اللہ عنہ نے سیدنا عمر بن العاص رضی کو ساختہ لے کر رومی لشکر پر حملہ کر دیا اور رومی میسرے کا شیرازہ بکھیر کر کھدیا۔ سیدنا شریعت رضی اللہ عنہ نے اپنے مقابل رومیوں پر حملہ کر دیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ اور سیدنا عمر بن العاص بھی پہنچ گئے۔ اور رومیوں کا سوار وہ پرشتعل یہ جیش بھاگ نکلا۔ سیدنا خالد سیف اللہ صنی اللہ عنہ کا منصوبہ یہ خفا کر رومی ہوارہ کو بھگا دیا جائے پھر پیلی فوج سے نینڈنا آسان ہو گا۔ ماہان نے رومی رسالے کو پھر جمع کر کے قلب لشکر کے عقب میں جمع کر لیا۔ مگر بھاری بھر کم اسلحہ سے لیس رومی رسالہ مسلمانوں کے ہلکے ہلکے اسلحہ سے لیس رسالہ کے مقابلہ میں کوئی بہترین کارگزاری نہ دکھاسکا۔ اس روز کے معز کی خاص بات یہ تھی نیم بہنہ مرد کا رذرا اس میں شامل نہیں تھا۔ اور مسلمانوں کی نظریں ہر طرف ان کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ مگر ان کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ رومیوں میں آرینی فوج نے ہر طرف مضمبوط سے اپنے آپ کو سنبھالے رکھا مگر سیدنا خالد سیف اللہ صنی اللہ عنہ ایک پچک کاٹ کر عقب سے ان پر حملہ اور ہوتے آرینی ایک طرف بھاگ نکلے ان کے خیال میں وہ لاستہ محفوظ تھا۔ دراصل سیدنا خالد سیف اللہ عنہ نے ایک ابی جنگی چال چلی تھی کہ رومی فوج نے اپنے تینے اطراف میں سلمان دستوں کو موجود پایا۔ صرف ایک طرف انیں کھلی نظر آرہی تھی۔ جب آرینی فوج کے ساتھ سلانی فوج کے پسمند گان بھی وادی الرقاد کی طرف بھاگ نکلے۔ تو باقی رومی فوج حوصلہ ہار گئی اور بڑے منظم انداز میں پسپا ہوتا شروع ہوئی۔ سیدنا خالد سیف اللہ صنی اللہ عنہ اسی وقت کے منتظر تھے۔ انہوں نے اپنے محفوظ کے تازہ دم دستوں کو حکم دیا کہ ان کا تعاقب کرو۔ ابھی سورج پوری بلندی پر نہیں پہنچا تھا کہ پوری رومی فوج جو پیلی دستوں پر مشتعل تھی۔ سیدنا جنگ سے فرار ہو گئی۔ مسلم رسالہ کو سیدنا خالد سیف اللہ صنی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ رومیوں کے فرار کا شمالی لاستہ بند کر دیا جائے اگرچہ ہزاروں رومی شمال کی طرف بھاگنے میں کامیاب

ہو گئے مگر باقی نے وادی الرقاد کی طرف رخ کیا۔ وادی الرقاد کی جس ڈھلان کو رو میوں نے بھال گئے کیلئے منتخب کیا اس کی چوٹی کے پیچے نیم برمہہ مرد کارزار اپنا جیش لے کر موت کی شکل آن کے استقبال کے لئے موجود تھا۔ جلد ہی رو میوں پر پھروں کی بوجھاڑ نازل ہو گئی۔ اگر کوئی روی ہمت کر کے اپر چڑھا تو تلوار کا القہ اجل بن گیا۔ اب صورت یہ تھی کہ اگر ایک روی زخمی یا مدد حالت میں پیچے لڑھتا تھا تو اپنے ساتھ پندرہ بیس کو پیچے لڑھانے کا سبب بنتا تھا۔ اس لحاظ سے ایک ایسی صورت پیدا ہو گئی تھی کہ گورا تمام روی پھروں پر لڑھکنیاں کھلتے پیچے گہرے کھڑیں گردہ ہیں۔ ان کی بیجن و پیکار سے فضا میں ایک ارتعاش پیدا ہو رہا تھا۔ جو روی ابھی وادی کے دوسراے کنارے پر تھے۔ جب انہوں نے اپنے سامنے کی ڈھلان پر یہ منظر دیکھا تو ان کے ہاتھ پااؤں پھول گئے۔ پیچے مسلمان فوج تھی سامنے بھال گئے کا راستہ موت کے منڈیں چارہا تھا۔ انہوں نے ایک بار پھر سنبھالا اور تعاقب کرنے والے مسلمانوں کے مقابلے کیلئے تیار ہو گئے۔ دوپہر ڈھلن رہی تھی۔ روی اپنے دوستہ ان فوج کو رجھ کر تھے۔ مسلمانوں کی اجتماعی نفری بہب تیس ہزار کے لگ بھگ رہ گئی تھی۔ جن ہیں سے نصف سے زیادہ زخمی تھے۔ مگر جنگ کا گورا اب آخری مرحلہ تھا۔ روی سنبھل پکھے تھے۔ مگر وہ لیتی تینگ جنگ میں بھسے ہوئے تھے کہ اپنا اسلحہ استعمال نہیں کر سکتے تھے۔ ان کی پہلی صفت جان قدر کر لڑی مگری سود مسلمان اگے بڑھتے رہے تلواروں سے تلواریں لہریتیوں سے نیزے نکلتے رہے جو گرتا اپنے ہی فوجیوں کے پاؤں تلے روندا جاتا۔ سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ اپنا موږ پھر کر کے وادی الرقاد کے اس کنارے پر پہنچ گئے جہاں روی زندگی اور موت کی آخری جنگ لڑ رہے تھے۔ رو میوں کے لئے سب سے خطناک الکاسلاں کا جیش ثابت ہوا۔ اگر اس کی کھڑی میں ایک مرگیا تو اس نے باقی لوگوں کے لئے ہلاکت کا راستہ ہموار کر دیا۔ اور دوسرا بیج کر بھاگ نکلنے والوں کے لئے بھی وہ سدرہ ثابت ہوتے۔

مسلمانوں کا خود خوار حمد آتنا تیر تھا کہ رومی فوج کا بچا کچھ حصہ دوسرا رہ گئی تھی کے نکارے دیکھیل دیا گیا۔ آخر وہ لوگ قطار در قطار کھل دیں گے کہ مر نے لگے ان کی دل ہلا دینے والی تینوں سے فضائیں اور ہر یہ تینیں۔ اب سورج غروب ہو رہا تھا اور میدان یہ میوک میں ایک زندہ رومی موجود نہ تھا۔ رات کو مال غنیمت جمع ہوتا رہا۔ نجیبوں کی موت پڑی ہوئی رہی اور فضائیں تمیزدہ تکمیر کی آوازیں گونجتی رہیں۔

سیدنا خالد سیف اللہ عنہ نے اگلی صبح ماہن کا تعاقب کیا۔ ماہن کا خیال تھا کہ مسلمانوں مال غنیمت کے جمع کرنے میں مشغول ہوں گے وہ بڑے المیان سے اپنے بچے کچھ فوجیوں اور زخمیوں کو لے کر دشمن کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سیدنا خالد سیف اللہ عنہ نے اپنے امانتی میں جایا۔ آزمینیہ کا بادشاہ ایک مسلمان سپاہی کے با تحدی قتل ہوا۔ پہنچی کچھ فوج بھاگ نکلی۔ سیدنا خالد سیف اللہ عنہ نے دشمن میں داخل ہوتے اہل دشمن نے دوسال پہلے کے معابر پر کے مطابق نیامعاہدہ کر کے مسلمانوں کو جزیرہ دینا قبول کیا۔ ہر قل اس وقت انطاکیہ میں موجود تھا جب اسے یہ میوک میں شکست کی خبر ملی۔ یہ سن کر دشمن کے راستے اپنے دارالسلطنت سلطنتیہ روانہ ہو گیا جب وہ شام کی مرحد پر پہنچا تو اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور اس کی زبان پر یہ کلمات تھے۔ اے سربراں شام تھے سلام ادا الوداع اس کی طرف سے جو تجوہ سے رخصت ہو رہا ہے۔ آہ کتنا اچھا ملک میں دشمن کے حوالے کے جا رہا ہوں۔ آئندہ رومی صرف خود کی حالت میں تیری طرف لوٹ سکیں گے۔

## جنگ یہ میوک پر ایک نظر

بلال و صلیب کا یہ مسر کہ جس میں دل لاکھ تھیں پرستوں کو جالیں ہزار تو چید پرستوں نے کچل کر کھدیا تاریخ عالم کا ایک اہم فونق البشر کا نامہ ہے اس میں کوئی قسم کے جزو لازم اور جو بندیں تدبیر میں استعمال کی گئیں مثلاً سماز طلبی اور انفارڈی جتنگ۔ آئندے سالوں کی مذہبی، مقابل فوج میں مدخول، پہلو کے جملے۔ عقبی جملہ اور دفع دشمن کی کارروائیاں یہ سب کچھ صرف سیدنا خالد

سیف اللہ بنی اللہ عنہ کی حربی تبلیغ اور جنگی صلاحیتوں کا بے مثال نمونہ تھا۔ پہلے چار روز مرفت ماں فتحانہ جنگِ لڑکی گئی تاکہ دشمن خٹک کرنے والے ہو جاتے۔ آخری دو دن چار جانہ جنگ لئے گئی۔ جس نے دشمن کو شکست فاش دی۔ اس جنگ میں بقول طبری ایک الکھ پنتیس ہزار رومی قتل ہوتے۔ مگر یہ صرف مبالغہ آزادی ہے۔ طبری متوفی شمس الدین نے اپنی تاریخ میں ہر واقعہ کے متعلق متفقہ درایات جمع کی ہیں۔ جنہیں پڑھ کر ایک قاری صحیح فاتحہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ دوسرا مقلع پر یہی طبری رومی مقتوں کی تعلاط ستر ہزار بیان کرتا ہے۔ بلادی اور ابن الحثیجی ستر ہزار تلتے ہیں۔ اور یہی تعلاط قرین قیاس بھی ہے۔ ان ہیں سے آدمی میدان جنگ میں قتل ہوتے اور آدمی گھاٹیں لڑھکر کمرے مسلمانوں کی تعلاط چالیس ہزار تھی۔ جن میں سے چار ہزار شہید ہوتے، سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو حالت کفر امیر مکہ ہونے کی وجہ سے حنودا کرم سلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگیں لڑتے رہے تاہینا ہو گتے۔ ان کی الہامیہ سیدہ ہندہ رضی اللہ عنہا مسلمان خاتمین کو جوش دلادلا کر مسلمانوں کو غیرت دلوائی رہیں۔ اور جن پڑھ پڑھ کر مسلمان عورتوں کو ہمراہ لے کر میدان جنگ میں پہنچیں۔ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا بٹاٹیا سیدنا یزید رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں بحیثیت سالار حمدہ لیا۔ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے چند دن پہلے اسلام لاچکے تھے اور ان کے دوسرا سببیتی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سال پھر پہلے اسلام لاچکے تھے وہ بھی اس جنگ میں شامل تھا۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آگے چل کر سیدنا یزید رضی کی دفات کے بعد شام کے گورنر بنے۔ اور سیدنا حسن رضا کے خلیع خلافت کے بعد عالم اسلام کے منتخب امیر المؤمنین بنے۔ ہیں سام آپ شام کے گورنر ہے اور ہیں سال امیر المؤمنین رہ کر عالم جادوی کو سدھا رہے۔ جنگ پر موک میں جو سیدنا ابو یزید رضی کی سالاری اور سیدنا خالد سیف اللہ بنی اللہ عنہ کی حربی تبلیغ کے مطابق لڑکی گئی۔ سیدنا امیر معاویہ رضی کے لئے ایک ایسی تربیتی جنگ تھی جس نے آگے چل کر آپ میں وہ ہریں مسلمانیں پیدا کیں کہ آپ کے زمانہ خلافت میں تسلیت پرستیوں نے اسلامی مالک کی طرف آنکھاٹا کر پہنچنے کی بھی جرأۃ نہ کی۔ بلکہ آپ کے دخلافت میں جنیزہ قرص فتح ہوا۔ جس کے متعلق

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا کہ اس جنگ میں شامل تمام فوج کے لئے جنت دا جسی ہے۔ آپ کے دورِ خلافت میں ہی قسطنطینیہ پر حملہ کیا گیا جس میں شامل فوجیوں کے حق میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ مغفرت یافتہ لوگ ہیں۔ اس شکر مغفرتیں سیدنا ابوالاوب انصاری رضی اللہ عنہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سیدنا ابن زیر رضی اللہ عنہ سیدنا اسیں بن علی رضی اللہ عنہ تھے اور اس شکر کا سالار سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا پیٹا تھا۔

اُسی جنگ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سید ہوتے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چاہتا تھا سید رضی کے لئے جگرا اور سیدنا ابوالعاصم رضی اللہ عنہ کے پیٹے تھے۔ داکٹر اقبال نے یانگ دا میں ایک نظم لکھی ہے۔

آک فوجان صورت سیما ب ضطرب اے بو عدید و رخصت پیکارے مجھے بروز ہو چکا میرے صبر دکون کا کام بولا امیر فوج کم وہ فوجان ہے تو پرلوں پر تیرے عشق کا داجب ہے اخراج پسچے جو بارگاہ رسول ایشے میسے ہم پر کرم کیا ہے خلاستے غیور نے پورے ہوتے جو دعا کئے تھے ضرورتے	آک ہوا امیر عساکر سے ہم کلام بر زیر ہو چکا میرے صبر دکون کا کام پرلوں پر تیرے عشق کا داجب ہے اخراج کرتا یہ عرض میری طرف سے یہ اسلام پسچے جو بارگاہ رسول ایشے میسے
---	---

## فتح کی تکمیل

یرموک سب پچھے عیسائی شام اور بحیرہ روم کے شمالی حصے میں پہنچے۔ اب ان ہیں جنگ لڑتے کی کوئی سکت باقی نہ رہی تھی۔ اسلامی فوج کی اکثریت بھی زخمیوں سے ندھال تھی مگر سیدنا ابو عدید و رضی اللہ عنہ نے ایک دستے کو دمشق پر قبضہ عال رکھنے کیا۔ یہ مجددیا۔ ادائیں اکتوبر ۶۳۷ھ میں آپ نے جنگی کوسل کا اجلاس طلب کیا۔ ان کا اکلا ہدف قیاساً اور بیت المقدس تھے۔ مگر جنگی کوسل کسی حتیٰ قیصلہ پر نہ پہنچی آپ نے تمام صورت حال سے امیر المؤمنین کو مطلع کر کے مشورہ طلب کیا۔ دربار خلافت سے حکم پہنچا کر پہنچے بیت المقدس فتح یا اجلتے۔ یہ حکم

ملتے ہو) آپ بیت المقدس روانہ ہو گئے۔

## بیت المقدس کی فتح

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا خالد سیف اللہ عنہ کو تحریر رسالت کی سالاری شوہر کرہا اول کے طور پر آگے بھیجا۔ رومیوں کو معلوم ہوا تو وہ قلعہ بندہ ہو گئے۔ یہ محاصرہ چار میلے جا رہا۔ آخر دار المقدس کے بطریق سو فرونسیس نے ہتھیار دالنے اور جزیرے دینے کی پیش کش کی۔ مگر شرطیہ رہی کہ خلیفۃ المسیحین خود اگر اس معاملہ پر دستخط کریں۔ سو فرونسیس اپنے نمایہ کا بڑا عالم تھا۔ اسے اپنی مذہبی کتب پر پورا عبور سائل تھا۔ وہ جاننا تھا کہ بیت المقدس کو فتح کرنے والے کا حلیہ کیا ہے۔ اس کی اس شرطیہ پر لا زلپوشیدہ تھا۔ یعنی وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اگر مسلمانوں کے خلیفہ کا حلیہ اس کی مذہبی کتب میں مذکور فاتح بیت المقدس کے حلیہ کے مطابق ہو گا تو وہ بیت المقدس کو اس کے خواہ کر دے گا۔ درہ جنگ اڑیے گا۔ اسے یقین تھا کہ دوسرا کوئی آدمی بیت المقدس پر قبضہ نہیں کر سکے گا۔ قرآن مجید میں یہی اہل کتاب کی مذہبی کتب کے متعلق موجود ہے کہ صحابہ کرام صنومن اللہ علیہم اجمعین کا ذکر توبات اور انجیل میں موجود ہے۔

سو فرونسیس کی اس شرط پر سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ مشورہ دیا کہ امیر المؤمنین کو اتنے طویل سفر کی تکلیف نہ دی جائے۔ بلکہ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو حوق دو قاست میں امیر المؤمنین کی طرح تھے۔ امیر المؤمنین نے کی صورت میں سو فرونسیس کے پاس پہنچا جاتے۔ مگر جب اس منصوبے پر عمل کیا گی تو سو فرونسیس پہلی نظر میں ہی پہنچا گیا کہ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔

آخر امیر المؤمنین کو نیز ریعہ خط تمام حالات سے آگاہ کیا گیا۔

## دنیا کے عظیم حکمران کا بے مثال سفر

امیر المؤمنین سیدنا اغفار ورق اعظم رہنگو سیدنا ابو عبیدہ رہنگا خاطلا تو وہ اس حالت میں  
مدبر سے عازم بیت المقدس ہوئے کہ ان کے ہمراہ صرف ایک غلام اور سواری کے لئے ایک  
ادبیت تھا آپ کے جسم مقدس پر دھی پیوند لگ کر پڑے تھے جو اکثر ان کے نام پر رہتے تھے انہوں  
نے مدبر سے نکلتے ہی غلام سے اس بات کا فیصلہ کیا کہ برابر برابر فاعلہ باری باری ادنٹ پر  
سوار ہوں گے چشم نلک نے یہ نظارے کیا دیکھئے تھے کہ چالیس اللہ مریع میل کا حکمران ایک  
طویل سفر کیلئے اپنے دارالحکومت سے روانہ ہوا ہے۔ کبھی خود اونٹ پر سوار ہوتا ہے اور غلام  
اوٹ کی جبار پکڑ کر آگے آگے پیل رہا ہے اور کبھی غلام اونٹ پر سوار ہوتا ہے اور ایمیر المؤمنین رہ  
خلیفۃ المسلمين اونٹ کی جبار پکڑے آگے آگے پیل چل رہا ہے۔ امیر المؤمنین کا پہلا پٹاؤ جایلہ  
حجا جہاں سیدنا یزید رضیہ سیدنا ابو عبیدہ رہنگا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ اُن کا استقبال  
کیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا یزید بن سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ شاندار رشی  
اور زربفت پوشک میں مبوس تھے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی نظر جوں ہی ان پر پڑی اُنگ بگولہ ہو گئے  
سواری سے اتر کر منٹھی میں کنکریاں بھریں اور ان کی طرف پھینکتے ہوئے کہا تمہیں شرم نہیں آئی کہ  
تم اس حلیہ میں مجھے ملنے کیلئے آتے ہو۔ پھٹکا رہواں افراط پر جس نے تمیں اس حال تک پہنچایا  
ہے۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ اس وقت پیوند زدہ سادے کپڑوں میں مبوس تھے۔ خلیفہ بنے کے بعد وہ  
زیادہ لاہور میاض ہو گئے تھے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا یزید رضی اللہ عنہ  
نے اپنی قبائل کھوں کر امیر المؤمنین کو دکھایا کہ وہ یقچے بکتر اور سیکھیا رہنے کے لئے ہیں امیر المؤمنین  
اس بجائے کچھ نرم پڑے گئے۔ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سادہ لباس میں تھے۔ بھائیہ سے  
یہ قافلہ بیت المقدس کو روانہ ہوا۔ بیت المقدس میں اسلامی فوج اپنے امیر المؤمنین کی نیا  
اور استقبال کے لئے چشم براہ تھی یہ دل گھیاں کے لئے روز عید تھا۔ اگلے روز جنگی مشاہدات

طلب کی گئی۔ عصر کی نماز کا وقت ایتو سب کی خواہش ہوئی کہ سیدنا بلالؑ

اذان دیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ نے اذانِ دینی ترک کر دی

تھی۔ امیر المؤمنینؑ کی بھی خواہش تھی کہ بلالؑ کی اذان سیں چنانچہ سیدنا بلالؑ نے اذان دی

اور مسلمانوں کی آنکھوں میں وہ منتظر گوم گیا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طلبیہ

میں سیدنا بلالؑ رضی اللہ عنہ اذان دیا کرتے تھے۔ اگلے روز معاہدہ کیا گیا اس پر مسلمانوں کی طرف

سے امیر المؤمنین کے دستخط ہوئے اور بطور گواہ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ، سیدنا عزیز بن

العاص رضی اللہ عنہ، سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، سیدنا معاویہ بن سیدنا ابو حیان بن

نے دستخط کئے تھے معاہدہ ۲۴ مئی ۶۳۷ھ میں لکھا گیا۔ حضرت امیر المؤمنین دس روز قیام فرازکر

والپر (مدیرۃ روانہ) ہو گئے۔

## بیرون المقدس کی فتح کے بعد

امیر المؤمنین کے مکتم کے مطابق سیدنا نایر یونان نے دیبارہ قیصاری کا محروم کیا۔ سیدنا

عمر بن العاص رضی اللہ عنہ اور سیدنا شریعت جملہ رضی اللہ عنہ نے فلسطین اور ادنیٰ پر اسر تو قبضہ کرنے کیلئے کوئی

کیا۔ یہ دلوں مقالات جلدی مسلمانوں کے قبضے میں آگئے۔ مگر ۶۳۸ھ میں قتح ہوا۔ جنہاً الْعَبْدُ

اور سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ سہ ہزار کا شکر لے کر شمالی شام کی طرف روانہ ہوتے

دمشق، حمص اور مفسرین سے ہوتے ہوئے حاضر پہنچے تو ہاں عیسائیوں نے ان پر ہزار دار

حملہ کر دیا۔ عیسائیوں کا سالار منیاس نامی ایک جنگجو بہادر فوجی تھا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی

کی جوانی کاروانی کے پیلے ہلے میں ہی منیس قتل ہو گیا۔ اس کی فوج نے جب اپنے سالار

کو قتل ہوتے دیکھا تو وہ غصے سے پنگل ہو گئی۔ وہ کفن پر ڈوٹ نہیات غیض و غنہب سے

مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ مگر سب قتل ہوئے۔ باطل کے باشندوں نے شہر سے نکل کر سیدنا

خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ سے امان طلب کی۔ سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ حاضر کی جنگ کے

حالات لکھ کر رب امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں بھیج تو امیر المؤمنین رہنے سیدنا خالد سیف اللہ<sup>رض</sup> کی بہت تعریف کی۔ اور بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا۔ خالد رہنے کو سپر سالاری قدرت سے درستہ میں ملی ہے اللہ تعالیٰ ابوکیر فہرپا پی رحمت نازل کرے وہ مجھ سے بستر مردم شناس تھے۔

## حلب کا معرکہ

اس فتح کے بعد سیدنا ابو عبید و رضی اللہ عنہ اور سیدنا خالد سیف اللہ عنہ حلب کی طرف روانہ ہوتے۔ حلب کا نکران یوقتناً ایک مشہور جنگجوی سالاری بختی۔ وہ مسلمانوں سے کھلے میلان میں نکر لیئے کے لئے حلب سے چھ میل باہر اک مسلمان لشکر پر چل رہا اور ہوا۔ مگر پہلی جھڑپیں ہی بھاگ کر قلعہ بند ہو گیا۔ حلب کے چاروں طرف ایک بلند فصیل تھی اور فصیل کے باہر چاروں طرف گھری کھانی تھی۔ مسلمانوں نے شہر کا حصار و کریما۔ یوقتناً نے حاصروں کو توڑنے کی کمی پار کو شش کی مگر پار منہ کی کھانی۔ آخر اس نے ہر قل کو قوچی لگ کے لئے لکھا۔ مگر ہر قل ابھی تک پرموک کی شکست کے زخم چاٹ رہا تھا۔ اوسیت المدرس دوبارہ قیادہ کرنے کے منصوبے بنارہا تھا۔ اس نے یوقتناً کی طرف کوئی توجہ نہ دی آخر چار میئتے مخصوصہ کر لیوچنا لے اکتوبر ۶۳۷ھ میں ہتھیار ڈال دیئے اس کی حفاظت، فوج کا باہراست دے دی گئی کر جہاں جانا یا چلی جاتے۔ یوقتناً نے اسلام قبول کر کے اسلامی جنڈے کے تحت ایسا منتظر کر لیا۔ اگلے چند صفحوں میں اس نے تباہت بے جگری سے جانبازی کا مظہر کر کے مسلمانوں کے دلوں میں گھر کر لیا اسکے بعد عزاد وغیرہ فتح ہوتے۔ غراز کی فتح کے بعد اسلامی لشکر حام کے راستے انطاکیر کی طرف روانہ ہوا۔

## انطاکیر کی فتح

انطاکیر ابھی بارہ میل دور مقام مسلمانوں کو دیتائے اور نیشن جواب نہر الاسمی کے نام سے

مرسوم ہے پر ایک لوہے کا پل عبور کرنے ہے۔ پل عبور کرتے ہی روئی لشکر سے مٹ بھڑک ہو گئی روئی بڑی حوانہ دی سے لڑتے۔ مگر سیدنا خالد سیف اللہ صنی اللہ عنہ کے متحک رسالت کے ساتھ نہ ٹھہر سکے۔ کما جاتا ہے کہ اجنادین اور یرمونک کے بعد رومیوں کا یہاں سب سے زیادہ جانی نظرنا ہوا۔ روئی یہ تربیتی سے بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے۔ مگر مسلمانوں کے چند روزہ محاصرے کے بعد روم کی سلطنت کا یہ ایشانی صدر مقام ۳۰۔ اکتوبر ۶۳۷ھ کی سرگل ہو گیا۔

انطاکیہ کی نتیجے کے بعد سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ لاذقیہ، جبلہ اور ططوس کو فتح کرتے ہوئے واپس حلب پہنچ گئے۔ اب سالہ شام مسلمانوں کے قبضے میں تھا۔ سیدنا ابو عبیدہ رضی نے سیدنا خالد سیف اللہ عنہ کو بحیثیت عامل اور سپہ سالار قفسین چھڈا اور خود صوبہ حفص کے حاکم کی حیثیت سے اپنے فرانص سنبھال لئے اب تمام شام میں تکمیل ہن و امان تھا۔ سیدنا عمر بن العاص نے کو فلسطین میں، سیدنا شہزادہ کواردن ہیں، سیدنا یزید بن کوہمشق میں عامل مقرر کیا۔ اب صرف قیسarie باقی رہ گیا تھا۔ جہاں سیدنا یزید بن سیدنا ابوسفیانؓ کے جیش نے محاصرہ کر رکھا تھا اور قیسarie کی فتح ان کے ذمے تھی۔

## دوبارہ مُحَص

اتنی تباہ کن شکستوں کے باوجود ہر قلچین سے بیٹھنے والا نہیں تھا۔ اس نے اس سرنو عیسائی عربوں سے رابطہ قائم کیا۔ چنانچہ عیسائی عرب اس کے بہکلنے میں آگئے اور مشرق کی طرف سے شمالی شام پر حملہ کرنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ سیدنا ابو عبیدہ رضی نے ہر قل کی اس نئی چال کو توڑنے کیلئے حفص میں مسلمان فوج کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ اور صورت حال سے امیر المؤمنین کو بھی مطلع کیا۔ سیدنا فاروق عظم رضی کو یقین تھا کہ سیدنا ابو عبیدہ رضی اور سیدنا خالد سیف اللہ یا آسانی اس غیر تربیت یافتہ لشکر سے نمٹ لیں گے۔ احتیاطاً انہوں نے عراق ہیں سیدنا سعد بن ابی وقار نے کو لکھا کہ وہ فوراً ہیں جیش مک کیلئے شام کی طرف بیچھے دیں۔ سیدنا سعد بن ابی وقار رضی نے

ایک جبیش سیدنا سیل بن عدی رہنگی کی مکان میں رقاکی طرف دوسرا جیش سیدنا عبد اللہ بن نبیہ کی مکان میں نصیبین کی طرف اور تیرا جمیش ایاز بن غنم کی مکان میں دریانی علات کی طرف بھیج مسینا فاروق اعظم رہنے سیدنا ققاع بن عمرو رہنے کو لکھا کہ وہ چار ہزار کا شکر لے کر عراق سے دریانے ذرات کے راستے سیدنا ابو عبیدہ رہنگی مارکے لئے پہنچ جائیں عیسائی عرب حصہ پہنچ۔ تو انہوں نے مسلمانوں کو تلاعہ بند پایا انہوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اسی موڑان سیدنا سعد بن ابی وقاص نے کے عراق سے بھیج ہوتے جیش یکے بعد دیگرے آگے بڑھنا شروع ہوئے۔ اب عیسائی عربوں کی حالت نہایت قابلِ رحم تھی۔ ان کا اپنا علاقہ دشمنوں کے رحم و کرم پر بھا اور وہ ہر قل کی مدد کر رہے تھے چنانچہ انہوں نے فوراً محاصرہ چھوڑا اور واپس عراق کی طرف بھاگ نکلے۔ سیدنا ققاع کے حصہ پہنچنے سے تین دن پہلے عیسائی عرب حصہ سے رخصت بھوچکے تھے۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رہنے کے فوجی سالاروں کو جب عیسائیوں کی واپسی کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے امیر رہنگی کو حالات سے آگاہ کیا۔ اور اپنے اپنے مقام پر رک گئے۔ سیدنا فاروق اعظم رہنگی کی اس جگہ چال نے عیسائی عربوں کو کھلا کر رکھ دیا۔ مگر اب ضروری ہو گیا تھا کہ ان عیسائی عربوں کو کچل کر رکھ دیا جائے۔ چنانچہ امیر المؤمنین رہنے سیدنا ایاز بن غنم رہنے کو فوج کا سالار مقرر کیا اور حکم دیا کہ ان کو بد عدی اور غداری کا عبرت ناک سبق دیا جائے۔ چنانچہ سیدنا ایاز بن غنم رہنے پہنچ ہنستوں میں دجلہ اور ذرات کے دریانی علاقوں پر لیغیر نہون بھائے دوباڑہ قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد سینا ابو عبیدہ رہنگی درخواست پر سیدنا ایاز بن غنم رہنے کو امیر المؤمنین نے ان کی ماتحتی میں کام کرنے کا حکم بھیجا۔

## طرطوس اور مرعش

اسی سال موسم خزان میں سیدنا ابو عبیدہ رہنے سیدنا خالد سیف اللہ رہنے اور سیدنا ایاز بن غنم کی سرکردگی میں ططوس اور مرعش کی فتح کا حکم دیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رہنے کا نامہ کام ہی اب رومنیوں کے لئے ہوا بن گیا تھا۔ چنانچہ

ان کے کاموں میں جب سیدنا خالد سیف اللہ کا نام پہنچا تو وہ اپنی اپنی جگہوں پر شہد کر رہا جلتے۔ چنانچہ دلوں مقالات کے سماں کل کے معابر و پرو رضامند ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو ان شہروں کے حاکموں نے ہمکہ بس تند مال آپ چاہیں لے لیں اور ہماری جان غیشی کریں پس اپنے کہا جاتا ہے کہ ان شہروں سے مسلمانوں کو اس قدر مال طاجس کی مثال اس سے پہلے شاذ ہی دینے میں آتی تھی۔ اس نم مسلمان زندگی بھر کیتے مال لے ہو گئے۔

## سیدنا خالد سیف اللہ کی زندگی کا پانچواں دور

### میدان جنگ سے رخصتی

#### تاریخ اسلام کا المناک اور حیرت ناک باب

آگے بڑھنے سے پہلے اپنے تختیل کی پرداز کو گذشتہ اباد کی طرف لے جانے سے قارئین کو نظر آئے گا۔ سیدنا خالد سیف اللہ نے ایک خوش بیاس، خوش اطوار، خوش تقدار، بلند کردار، عالی مطل انسان تھے ہزاروں میں کھڑے درسے پہچانے جاتے تھے۔ ان کی زندگی کا ہر شعبہ نفاست کا ایک عجیب سر قع تھا۔ ان کے مانحت اربے والے ان پر اپنی جانیں نچھا در کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ وہ بوکام کرتے تھے ان میں یا یک خاص سلیقہ ہوتا تھا۔ وہ ایک طرف مصائب زندگی میں سیرت فولاد کا پیکر تھے تو دوسرا طرف شبستان محبت میں خوش اخلاقی کا مجسم تھے وہ جس طرح خوش بیاس تھے اسی طرح خوش خود را ک تھے۔ انہوں نے زندگی میں بے سباب جنگیں لڑیں۔ قaudے کے مطابق ان کو اپنے ہر مقابل کی شکست اور اس کے قتل پر کروڑوں سے متجاوز مال طاممال قیمت سے ان کو الگ حصہ ملائیا اور اس کے علاوہ ان کی ماہانہ تخریج بھی بعثیت ایک سالانہ لشکر کے سب سے زیادہ تھی اگر بغرض و عطا اوفیاضی و سخاوت میں ان کی تہذیت حدیت بڑھی ہوئی تھہ ہو تو۔

تو وہ اس درس کے سب سے بڑے امیر نہ سی بڑے امیر وہ میں سے ایک شرور ہوتے مگر دولت آنی اور بیت کی طرح ان انگلیوں سے بہ گئی۔ وہ زندگی بھر کیسی فردائلئے کچھ بھی بس انداز کرنے کی سوچ میں مبتلا نہ ہوتے۔ ان کے پاس دینتوں خلام تھے۔ انہوں نے متعدد شادیاں کیں۔ ان کی درجنوں اولاد تھی۔ ان کی خانگی زندگی ایک شامانہ انداز رکھتی تھی مگر اس کے باوجود بھی اگر وہ پاہنچتے تو ضرور کچھ نہ کچھ پس انداز کر سکتے تھے۔ خانگی اخراجات سے جو بچتا وہ ان بیادر پاہوں کو تقسیم کر دیتے جوان کے ماتحت لڑتے تھے۔ ان کی یہ نیاضی امیر المؤمنین سیدنا فاروق عظیم رضوی کو بھی معلوم تھی مگر وہ فقیر منش، دیوالیش طبع کفایت شمار غلیفہ اسے سیدنا خالد سیف اللہ رضوی کی نیاضی نہیں بلکہ ان کا اسراف سمجھتے تھے۔

مرعش کی نعم سے چند روز پہلے سیدنا خالد سیف اللہ رضوی اللہ عنہ نے ایک خاص غسل کیا وہ بس طرح ہر کام نفاست سے کرتے تھے اس طرح ان کا یہ خاص غسل بھی ایک نفاست لئے ہوتے تھا۔ وہ چند خوش بودار امیر وہ نیں یہ قسم کا انکوہن ملا کر وہ خاص غسل کیا کرتے تھے جس سے وہ جسم میسے سازگی اور حصی محسوس کرتے تھے۔ آج غفل جیران رہ جاتی ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا فاروق عظیم رضوی کو ایک ایک آدمی کے متعلق اس زمانہ میں کس طرح خبریں مل جاتی تھیں چنانچہ خلیفہ کی طرف سے انسیں خط طاکہ تم نے اپنے جسم کی ماش ایک حرام شے سے کی ہے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضوی اللہ عنہ یہ خط پڑھ کر جیران رہ گئے کہ اسلام میں شراب پس پابندی کے مفہوم کو اس قدر وسعت دی جا رہی ہے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضوی کا خیال تھا کہ یہ فی طور پر اس کا استعمال ناجائز نہیں پوچنکہ قرآن نے اس کے متعلق کوئی وضاحت نہیں کی اور بھر جس امیر ہے وہ غسل کیا کرتے تھے اسے خوب اباں کر ٹھنڈا کر کے استعمال کرتے تھے جس ہیں۔ انکوہن کا ہونا ہونا براہ رحمۃ۔ جلد ہی بعد مرعش کی جنگ سے آپ واپس آتے تو سیدنا اشعث رضیتے آپ کی شان ہیں ایک زوردار قصیدہ پڑھا اور آپ نے سیدنا اشعث کو دوں ہزار درہم انعام میں دیتے۔ یہ خبیر بھی امیر المؤمنین رضوی کو پہنچ گئی۔ اب آپ نے سیدنا ابو عبیدہ رضوی کو خط لکھا کہ خالد کو جنگی خدمات سے سبد و شکر کر دیا جلتے۔ اور اسے بر رحمۃ

لار اس کی دستار سے اس کے باقہ باندھ کر اس کے سر سے ٹوپی اتار لی جاتے۔ اور اس سے دریافت کیا جاتے کہ تم نے اشعت کو یہ دس نہ رکھاں سے دیتے ہیں۔ اگر بال غنیمت سے دیتے ہیں تو یہ خیانت ہے اپنے مال سے دیتے ہیں تو مرات ہے۔

گذشتہ سطور میں سیدنا ابو عبیدہ رضہ، سیدنا خالد سیف اللہ اور امیر المؤمنین سیدنا فاروق عظم کو عالم اسلام کے یعنی بلند کردار انسانوں کے عنوان سے پیش کرچکا ہوں۔ یہاں پھر اسے محدث کے کردار صفحہ ہستی کی سطح پر ہمارے سامنے اپنے اپنے کردار کا مظاہرہ کرنے لظر آ رہے ہیں۔ اللہ مطابق سلسلہ موسਮ خزان کے دن منع کر امیر المؤمنین سیدنا فاروق عظم نے سیدنا ابو عبیدہ رضہ کو لکھا رہا ہے:

”خالد کو بربر جماعت لاد: اس کی دستار سے اس کے باقہ باندھ و حدا در سر سے اس کی ٹوپی اتار دو اور اس سے پوچھو کہ اس نے اشعت کو کہاں سے پیسے دیتے ہیں۔ اپنی جیب سے یا مال غنیمت سے۔ اگر بال غنیمت سے دیتے ہیں تو اس نے خیانت کی ہے اگر اپنے مال سے دیتے ہیں تو یہ اسراف ہے دونوں صورتوں میں اسے معزول کر دو اور خود اس کے فرائض سنبھال لو۔“

الجیہ امیر المؤمنین کا یہ طریقہ کار عربوں کے نام دستور کے مطابق تھا۔ مگر جس آدمی کے لئے اس قسم کی سزا تجویز کی گئی تھی وہ کوئی معمولی انسان نہیں تھا۔ اس سنرا کو سرا بخام دینے کے لئے بھی کسی اہم شخصیت یعنی کسی بلند مرتبہ صحابی کی مزدورت تھی۔ چنان خمر قرعہ فال سیدنا بلاں رضوی کے نام پڑا۔ اور انہیں حکم دیا کہ پوری زفار سے حص پنج کراس پر عمل کرو۔ سیدنا بلاں رضوی نے حص پنج کر خط سیدنا ابو عبیدہ رضہ کے حوالے کیا۔

سیدنا ابو عبیدہ رضہ نے امیر المؤمنین یعنی کا یہ خط پڑھا تو دنگ رہ گئے۔ ان کی ذہنی رسمی سے یہ بات بہت بلند تھی۔ یہ سب کچھ اللہ کی تواریخ سے ہو رہا ہے مگر اطاعت امیر کے جذبے کی انتہا۔

اپنے سیدنا خالد سیف اللہ رضہ کو بلایا۔ اپنے نے خیال کیا کہ شاید کسی کسی جنگی مشورہ

کے لئے انہیں بدلایا گیا ہے۔ وہ غرض اور قنسرن سے ابھی ابھی دالپس لوٹتے تھے۔ انہیں چین سے یہ چنان پسند نہیں تھا۔ بلکہ وہ بنیم کی نسبت رزم کے زیادہ دلدادہ تھے۔ وہ اپنے سالا یا عظم رزم کی خدمت میں پہنچے تو وہاں صورت ہی درست نظر آئی۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ سیدنا ابو عبیدہ رضی کے سیان سے بہت آبکار دکتے۔ آپ نے اپنی بہن سے مشورہ کے لئے ایک دن کی نحلت مانگی۔ آپ اپنی بہن سیدہ فاطمہ رضی کے پاس پہنچے۔ وہ ان دونوں حجص میں مقیم تھیں۔ اس جلیل القدر خاتون نے بھائی سے تمام باتیں سن کر کہا بھائی! تم پرہر حال میں امیر المؤمنین کے حکم کی تعیین کرنا واجب ہے۔ تم فوراً سپہ سالار عظم رضی کی خدمت میں پہنچو اور جیسا وہ حکم دیے اس پر عمل کرو۔ آپ نے بہن کی پیشانی پر بوس دیا اور سیدنا ابو عبیدہ رضی کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اب دونوں سپہ سالار اس مقروہ مقام کی طرف چپ چاپ روانہ ہو گئے۔ جہاں تمام لشکر کو جمع ہونے کا حکم مل چکا تھا۔ انہیں سے اکثر اپنے محبوب سالار سے معاافہ کرنے کو لگے بڑھے مگر آپ سر جھکاتے سالار عظم رضی کے ساتھ اس چبوترے پر پہنچ گئے جو ایک کنارے پر تباہ کیا گیا تھا۔ سیدنا ابو عبیدہ رضی کی ایک طرف سیدنا بلال اکر بیٹھ گئے چاروں طرف خاموشی طاری تھی۔ مسلمانوں کو اس مجلس کا مقصد معلوم نہ تھا۔ اس اجتماع کے مقصد سے صرف تین آدمی دافت تھے۔ سیدنا بلال نے استھان میہ نظروں سے سیدنا ابو عبیدہ رضی کی طرف دیکھا مگر انہوں نے منہ موڑ لیا ان کے نزدیک یہی کافی تھا کہ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ کو جگکی خدمات سے معزول کر دیا گیا تھا۔ وہ سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی بربریعام اس بے عزتی کو برداشت کرنے کی اپنے آپ میں ہمت نہیں پاتے تھے۔ سیف اللہ رضی اللہ عنہ، وہ سیف اللہ تھے جنہوں نے سالہ ہے سلسلہ ہٹک کے قلیل ترین دور میں اسلام کے خلاف مرتبین کبے پناہ سیلا بک کے سامنے صرف بندی ہی نہ باندھے بلکہ ان کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا، جنہوں نے عراق میں مجوہیوں کو گیدڑوں کی طرح بھگا بھگا کریا۔ جنہوں نے صحوت موت کو چند دنوں میں طے کر کے ان کے لشکر کو ایسے حالات میں روئیوں کی یلغار سے بچایا جو انتہائی خطرناک صورت اختیار کر چکے تھے۔ جنہوں نے تمام شام

کاغذ فتح کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کیا۔ سیدنا بلال رض، سیدنا ابو عبیدہ رضنی کیفیت ملاحظہ کر کے خود کھڑے ہو گئے اور سیدنا خالد سیف اللہ رض کی طرف منہ کر کے بلند آواز سے کہا اے خالد رض! تم نے اشت کو دس ہزار درہم اپنی جیب سے دیتے یا مال غیرمت سے سیدنا خالد سیف اللہ رض نے کوئی جواب نہ دیا۔ سیدنا بلال رض نے دوبارہ یہ الفاظ دہرائے اور یہ کہتے ہوئے ان کے قریب پہنچ گئے کہ یہ امیر المؤمنین رض کا حکم ہے اور ان کے سرستے پیغمبر ایثار کر راسی پیغمبری سے ان کے دو قوں ہاتھ پشت کی طرف باندھ دیتے ہیں۔ سب کچھ کرنے کے بعد تیسری بار اپنا سوال دہر لیا۔ اب احتجاجاً سیدنا خالد سیف اللہ رض کی زبان سے نکلا اپنے مال سے، یہ سن کر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھ کھول دیتے اور اپنے ہاتھوں سے ان کے سر پر عماد راندھا اور کہا ہم اپنے حکمرانوں کی بات سنتے ہیں۔ اور اس پر عکل کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ یہ کوئی الفتنی کی داستان نہیں۔ یہ کوئی جوستان خیال کی کہانی نہیں۔ یہ تصویرات مادرے کوئی قصہ نہیں۔ بلکہ یہ سب کچھ ہوا اور اسی سطح اپنی پر ہوا۔ ہزاروں کے مجنوں ہوا۔ وقت کے امیر المؤمنین کے حکم سے بظاہر ایک جیشی غلام کے ہاتھوں ہوا۔ اور اس شخص کے ساتھ ہوا جو تاریخ عالم کا سب سے بڑا فاتح ہے۔ جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیف اللہ رض کا خطاب مرحت فرمایا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس جیشی غلام کو اسلام نے وہ مرتبہ عطا کر دیا تھا کہ خلیفہ رسول سیدنا صدقی اکبر رضا سے میرے آقا کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ اور تاریخ عالم کے سب سے بڑے فاتح کی تمام فتوحات اس کے اس اطاعت امیر کے کارنا میں کے سامنے گرد رہا ہو کر رہ جاتی ہیں اس کے بعد سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ پھر حص پہنچ سب کو خدا حافظ کہا اور مدینہ روانہ ہو گئے وہ جب مدینہ سے نکلے تھے تو تمام مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن تھے جب ان کی فتوحات کے کارنا میں کی تحریں مدینہ پہنچتیں تو مسلمان بڑی ہی راحتی اور اچھیجی سے ایک دوسرے سے پوچھتے اور سنتے۔ مگر اب وہ ایک کامیاب سالار جنگ کی حیثیت سے مدینہ نیل پہنچ رہے تھے بلکہ ایک خواراً ادمی کی حیثیت سے لوٹ رہے تھے۔

عجیب حسن اتفاق ملاحظہ ہو کہ سیدنا خالد سیف اللہ رضی عنہ کا سب سے بڑا جس آدمی سے  
ٹکراؤ ہوا۔ وہ امیر المؤمنین نہ تھے۔ ایک طرف اس وقت کی معلوم دنیا کا سب سے بڑا حکمران  
اور دوسری طرف تاریخ اسلام کا سب سے بڑا فتح۔

امیر المؤمنین کی نظر بڑی سیدنا خالد سیف اللہ رضی کے چہرے پر پڑی ان کی زبان سے  
فی البدیلہ چند شعر نکل گئے۔

تم نے وہ کام کئے ہیں جو کوئی اور آدمی نہ کر سکا  
مگر یہ کام انسان نہیں کرتے بلکہ اللہ کرتا ہے

سیدنا خالد سیف اللہ رضی عنہ نے کہا اپنے جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے میں اس کے لئے مسلمانوں  
سے اچھا ج کرتا ہوں۔ واللہ کے عمر نہ آپ نے میرے ساتھ نا انصافی کی ہے۔ امیر المؤمنین نے پوچھا  
یہ تمام دولت کہاں سے آئی ہے۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی عنہ نے کہا مال غنیمت میں میرا  
حسنه ساتھ ہزار درہم ہے۔ امیر المؤمنین نے مال کا جائزہ لیا تو اسی نہ راز نکلا۔ میں نہ رضیت کر لئے۔  
مگر یہ ساتھ ہزار یا اتنی نہ رکار کا حساب ایک محقق کی نظر میں نہیں چھتا۔ سیدنا خالد سیف اللہ  
کے ہاتھوں صرف عراق میں ایک لاکھ ٹوپیوں والے دو آدمی قتل ہوتے تھے۔ اور شام میں جو روایی  
ان کے ہاتھوں قتل ہوتے ان کا مال بھی لاکھوں سے مجاوز تھا۔

یہ سب کچھ ہو چکا تو امیر المؤمنین نے کہا۔ے خالد رضی عنہ تم میری نظروں میں قابض اخراج  
ہو اور عزیز ہو اور اونچ کے بعد تم کو مجھ سے کسی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔ مگر دیاں اب شکایت  
کے موقع کے لئے باقی کیا رہ گیا تھا۔ چند روز کے بعد سیدنا خالد سیف اللہ فخر بن پنچے، بہت  
جلد امیر المؤمنین نہ کو احساس ہو گیا کہ خالد رضی کے معاملہ میں مسلمانوں کے جذبات نہایت نازک  
ہیں اور ان کو یہ سب کچھ نہایت ناگوار گزرا ہے۔ اب انہیں تمام فوجی سالاروں کے نام ایک  
مراسلہ باری کرنا پڑتا۔

میں نے خالد رضی کو نہ اپنی ذاتی ناراضی کی وجہ سے علیحدہ کیا اور نہیں ان کی کسی

بے ایمان کی وجہ سے بلکہ صرف اس وجہ سے کہ لوگ ان کے بہت زیادہ ملار  
تھے۔ اور مگر اس ہو رہے تھے۔ مجھے خوف تھا کہ لوگ ان پر تکمیل کرنے لگیں گے میں  
چاہتا ہوں کہ لوگ یہ صحیح ہے جو کچھ کرتا ہے اللہ کرتا ہے اور ملک میں کوئی  
فتنه نہیں ہونا پا سکتے۔

اس مراحل کے میں اس طور سے معلوم ہوتا ہے کہ قونج کی بہت بڑی تعداد سیدنا  
خالد سیف اللہ کی معزولی کی وجہ سے دل برقاشت ہو رہی تھی۔ اگر سیدنا خالد سیف اللہ خواہش  
ہوتی تو وہ سب کچھ کر سکتے تھے۔ جو وہ چاہتے۔ — مگر ان کا سب کچھ اسلام اور صرف اسلام تھا۔  
اللہ کی وہ تلوار جو کفار کے خلاف بے نیام ہوئی تھی اب واپس نیام میں چلی گئی۔ سیدنا  
خالد سیف اللہ اس کے بعد کم بیش چار برس زندہ رہے۔ یہ چار برس ان کے لئے کسی طور پر بھی  
خوشگوار نہ تھے۔ وہ الگ چھ مغلس نہ تھے مگر انی فیاضی کی وجہ سے تنگ درست تھے۔ تیس ہزار درسم  
سالانہ وظیفہ پر گزر تھی۔ اگرچہ میانہ روی سے دن گزار نہ کیلتے یہ رقم کافی تھی۔ مگر سیدنا خالد سیف اللہ  
جیسے لکھ لٹ اور فیاض کا اس میں گذر بمشکل تھا۔ انہوں نے حص میں ایک مکان شرید کر مستقل  
رہائش اختیار کر لی۔ ان کے دوست اور عقیدہ تمندان کے پاس پہنچتے اور گزرے دونوں کی باتیں  
ہوتیں۔ ان کے لئے یہ متاپلاڈ زندگی ان کیلئے ایک بہت بڑا بار تھی۔ وہ اپنے اکڑا جباب سے  
اپنی جنگی کارروائیوں کا ذکر کرتے کرتے دور فضاؤں کی طرف نظری لے جاتے اور ان پر ایک  
بے خودی کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اب ان پر ایک اور افتاب پڑی محرم شلّہ میں عمواس  
کے قصبه سے طاعون کی وبا چھوٹی۔ اور پھر ان نے تمام شام اور فلسطین کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔  
اس وباء میں اس بطل جیل کے کتبے کے تمام افراد نہ اجل ہو گیا۔ اسی وبا میں سیدنا  
ابو عبدیہ رض، سیدنا شریعت جملہ نامی سیدنا نایر بدر رض، سیدنا ضرار رض سب لقمہ اجل بن گئے۔ یہ سب  
ان کے گہرے دوست تھے۔ کہا جاتا ہے کہ سیدنا خالد سیف اللہ رض کے چالیس بیٹے تھے جن میں  
سے سیمان سب سے بڑے تھے۔ بعد میں وہ مصر کی جنگ میں شہید ہوتے درسے مهاجر تھے۔

جو صفين میں شہید ہوئے۔ تیر سے عبدالرحمن تھے جو بہم طور پر اپنے باپ کی جسم تصویر پر تھے امیر المؤمنین سیدنا امیر معاویہ رضی کے عبد خلافت میں انہیں کسی نے زہر دے کر شہید کر دیا۔ قاتل بعد میں ان کے بیٹھے کے ہاتھوں قتل ہو گی۔ ان کی بیٹیوں کی تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔

مردھل میں ان کی نسل ان کے پوتے خالد بن عبدالرحمن بن خالد سیف اللہ رضی سے چلی۔

بنگش قبیلے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم سیدنا خالد سیف اللہ رضی کی اولاد سے ہیں عواس کی وبار کے بعد مسلمانوں کا لشکر سیدنا عمر بن العاص نے سنبھالا اس دیوار میں چھیس ہزار سامان لقمه اجل بنتے۔ امیر المؤمنین رضی نے سیدنا امیر معاویہ رضی کو دمشق اور بارون کا عامل اور فوجی سالار مقرر کیا۔ سیدنا یازب بن غنم کو شمالی شام کے علاقے کا عامل اور فوجی سالار بنی ابا اوسیدنا عمر بن العاص فلسطین کے حاکم رہے۔

مسلمانوں کی فتوحات کا دائرة وسیع سے دریغ تر ہوتا رہا۔ آپ رضی کو مسلمانوں کی فتوحات کی خبریں پختی رہیں مگر اب ان کی حالت اس عاشق کی سی تھی جس کے سامنے اس کی محبوبہ موجود ہو مگر اس کے باختہ پاؤں ہاندہ دیتے گئے ہوں۔

اس عندریب سوختہ سامان کی کچھ نہ پوچھ  
اجڑا ہو جس کا آشیان فصل بہار میں

اجباب اور بیٹے طاعون کی نذر ہو گئے۔ عرب جنگجوؤں میں سب سے غصب ناک اور کامیاب رگبیں بطل جمل کی زندگی اب حسرتوں کا مر قبح بن کر رہ گئی تھی۔ امیر المؤمنین کو ان کی بیسی کے تمام حالات معلوم ہوتے رہتے تھے۔ گران کی اپنی یہ حالت تھی کہ ان کی اکثر راتیں مسجد کی سیڑھیوں پر اونگتھے گز جاتی تھیں۔ ان کی اپنی خوراک جو کی نیکین روٹی نشک کجھوڑیں اور ریتون کا تیل تھا۔ ان کا بیس بالکل معمولی ہوتا تھا۔ جس میں کسی پیوند لگتے ہوتے تھے۔ وہ اپنے کنپکو ہترناک و نفقہ کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ ان حالات میں سیدنا خالد سیف اللہ کی حسرتاک بے کسی کی زندگی کا کوئی ملاوا نہیں تھا۔

سیدنا خالد سیف اللہ رضی بھی امیر المؤمنین کی خوبیوں کے معرفت تھے یہاں تک کہ موت کے وقت انہوں نے امیر المؤمنین کو اپنا وارث قرار دیا۔ سیدنا خالد سیف اللہ رضی تاریخ عالم کے سب سے ہمدردانہ قسم کے فوجی سالار تھے اور فوق البشیری مہارت کے جریئے وہ حکمت حرب میں چنگیز اور نیپولین سے کہیں بڑھ کر تھے۔ حربی تابعیت میں تمور لگ ک اور فریڈرک سے کہیں بلند مقام کے حامل ذاتی طاقت اور سپہ گرجی میں ایمان خیالی پتوان رسم سے بلند تھے۔ تاریخ عالم ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ سیدنا خالد سیف اللہ ہی دہ واحد شخص ہیں جنہوں نے جنگ احمد میں لڑائی کا پانسہ پلٹا۔ اگر انہیں فوجی زندگی سے معزول تھی کیا جاتا تو دہ اسلام کا پھر عالم رتے بھیرہ اسود اور یا سفورس تک پہنچ جلتے۔

۷۷۸ھ میں ان کا غریب نرین ساتھی سیدنا ایاز بن غنم چلا بنا۔ اسی سال سیدنا یلال حضرت ہوتے اور اسی سال سیدنا خالد سیف اللہ ربی اللہ عنہ کا شکست خورده دشمن ہرقل مر گیا اس سے اگلے سال ان کی اپنی باری آئئے والی تھی۔

ان کی عمر ۵۸ سال تھی۔ ان کے جسم پر بالشت بھر جگہ زخموں سے غالباً نہ تھی سوہ طویل عرصہ علیل رہے ان کے قوف طویل علاالت نے مضمحل کر دیتے۔ آخری وقت ان کے پاس ان کا صرف ان کا ایک غلام حمام رہ گیا تھا۔

ایک دن آپ کا ایک دوست آپ کے پاس بہنچا۔ آپ نے بڑی حسرت سے اتنے کمال کیں ہر جنگ میں یہ اڑزو لے کر دشمنوں کی صفوں میں دور تک گھستا چلا جانا اداہ کہ شہادت کی موت نصیب ہو۔ مگر آج تہایت بیسی سے بستر مگ پر دعا زی حسرت دل میں لئے دنیا سے خست ہونے کے انتظا میں پڑا ہوں۔ دوست نے جواب دیا آپ کو لسان رسالت میں سے سیف اللہ کملانے کی سعادت نصیب ہو چکی ہے۔ چھر اللہ کی تکوار کو کسی دشمن کی طاں سے کیسے گزندہ پہنچ سکتا تھا۔ وہ آخری وقت ایکلے اپنے بستر پر دلازیتے اور ان کا جان قثار قائم حمام ہوم و غوم کے بے پناہ جذبات کو اپنے قلب میں سمورے اپنے جلیل القدر افاق کے چہرے

کی طرف ملٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ دن ڈھلتے وہ آفتاب عالمتاب موت کی وادیوں میں کھو گیا۔ رضی اللہ عنہ۔ آپ کی موت کی تبریز بدمیثہ میں پہنچ تو ایک کھرام مج گیا۔ عورتیں آہ و بکاری ہوتیں بنو خزدم کے گھوون کی طرف نکل کھڑی ہوتیں۔ سیدنا فاروق اعظم رضتے گریہ و بکاری یہ آوازتی تو اپنے کمرے کے فرش سے درہ لے کر باہر کی طرف لپکے باہر نکلتے ہی ان کے کافوں میں ان کی اپنی بیٹی ام المؤمنین سیدہ حضرتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یعنی زوجہ رسول کے رونے کی آواز پہنچی وہ بھٹک کر کھڑے ہو گئے۔ کہ ایسا تو کسی عظیم انسان کی موت پر ہی ہو سکتا ہے آخر عقدہ کھلا کہ سیدنا خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ اس دنیا سے رحمت ہو گئے ہیں۔ آپ والپس آگئے اور درتے کو کھوٹی سے لٹکاتے ہوئے کہا مدنیہ کی عورتوں کو خالد کی موت پر رونا ہی چاہیتے۔ ردنے والے ابو سلمان چیسے لوگوں کے مرتبے پر روتے ہی رہیں گے۔

## مرقد

جب کوئی سیاح یا رہنورہ شخص سے نکل کر شاہراہ جاپر آگے بڑھتا ہے تو کچھ فاصلے پر شاہراہ کے دائیں طرف اسے ایک خوبصورت باغ نظر آتی ہے۔ باغ کے آخری کنارے پر ایک مسجد ہے۔ مسجد کا نام مسجد خالد بن الولید ہے۔ یہ مسجد بڑی خوبصورت اور عجیب دار ہے۔ مسجد کا کشادہ صحن پچاس مرتب گز سے کم نہیں۔ جس طرح مسجد خوبصورت ہے اسی طرح اسے بڑی خوبصورتی سے مزین کیا گیا ہے۔ مسجد کے شمال مغربی کوئے میں ایک خوبصورت گنبد کے نیچے وہ مجاہد کی یادِ الشور کے انتظار میں مواستراحت ہے۔ اگر اس مزار پر پہنچنے والا اس میں مخواہب مجاہد کی یاد کارناموں سے واقف ہے تو اس کی انکھوں کے سامنے ایک فلمک طرح اس کے وہ تمام کارنامے ایک ایک کر کے گزرتے جائیں گے جو اس محضتی تالیفت میں قاریں کی نظروں سے گز رچے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جانتے والے تو جانتے ہیں کہ یہاں کون بطل جلیل خواب ہے مگر جو نہیں جانتے ان کی نظر بھی جب اس مرقد کے تعوید پر پڑتی ہے تو وہ اپنے

اندر چند لمحات کیلئے ایک معوبیت کی سی کیفیت عسوس کرتا ہے۔

## نحال الدا عظیم

عالم اسلام پر تیرے ان گنت انسٹ احسانات ہیں۔ آج تک تیری حربی صلاحیتوں کے سامنے تیرے بعد آئے والے ہر فوجی سالارے عقیدت کے پھول نچاہو رکھتے۔ اس نے تیرے نقش قدم پر چلنے کی کوششیں کیں مگر وہ تیری گرد را کو بھی نہیں پہنچ سکا۔ تجھ پر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی رضامندری رحمت کا نزول ہوتا رہے۔ آمين۔

## الْفَوْلُ الْمَعِوحُ

بس سلسلہ

سیدنا حسینؑ کا اپنے موقف سے رجوع

کے جواب

”حضرت امام حسینؑ اور تسری شرط“

کا جواب الجواب

حکیم فیض عالم صدیقی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

**يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَا زَادَ حِلْكَةً وَنِسَاءً مُّؤْمِنَاتٍ**

رالقرآن

الله يحيى بن سعيد العروي بن قتيبة بن نميرة  
من أذى بيته ففي بيته من أذى بيته  
الله يحيى بن سعيد العروي بن قتيبة بن نميرة

# بِنَاتُ الرَّسُولِ

(طبع ثانی به ترمیم و اضافه)

شیعہ علماء سے ایک فکر انگیز دینی و تاریخی مرتّب

تاليف ترتیب

حکیم فضیل عالم صدیقی شید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ اسْلِمْنَا بِرَبِّ الْجَنَّاتِ وَالْمَسَاجِدِ وَالْمَسَاجِدِ  
لے ایں ہیت طبرات دشی چین، آئند تسلیم ملک، پنچ ارادہ کنجابے کر تھیں، طرح بالکل یا صاف کر دے

# صِدْقَةُ كَانِتَاتٍ

لِعَنْتِي اُمُّ الْمُؤْمِنَاتِ حَضْرَتِ عَالِمَةِ صِدْقَةِ  
سَيِّدَةِ كَانِتَاتٍ

شہید ناموں آل رسول

حکیم فرض عالم صدقی شہید

رَبُّ الْكَوَافِرِ

کے حوالات زندگی، تلقفی الدین میں آنکھ مجام  
اور قرآن حدیث کی روشنی میں فیکاریوں  
اوغاظ فضیلوں کا الرجولان دشمن ہجوں کی جانبے  
ہبہ المعنی کی ذوقست کی خلاف انسانی ظمانتیوں سے  
مشہر ہو کے بار بار محرابی جاتی ہیں کہ ساری روح اپنے  
کی اکثریتے ان غیر ایرادیوں کا ماغلبو ماٹے  
غیر اہداو صرف نظر کرتے تو انہیں حقیقت کر  
لپے دینی سرمایہ کا ای حصہ بنایا۔

فَارُونَ قَاتَلَ هَامَةَ بِسِيَّرَوْنَ مُلَائِكَةَ

فون نمبر: ۳۱۸۹

## حکیم صاحب کی دیگر کتب

- دامن الغنوں ————— ۵۶/- روپے
- حقیقت مذہب شیعہ ————— ۹۰/- روپے
- اختلاف امت کا المیہ ————— ۱۰۵/- روپے
- بنات الرسول ————— ۳۶/- روپے
- القول المفتوح ————— ۲۱/- روپے
- صدقیقہ کائنات ————— ۶۲/- روپے
- حیات سیف اللہ خالد بن ولید زیر طبع ————— ۵۱/- روپے
- مقام صاحب اب رف ————— زیر طبع
- عبداللہ بن سبأ —————
- شہادت ذی النورین —————